عبداللہ

1517/02

برائے مرکزی لائبریری خانہ پاک

والسّبقون الأوّلون مِن المهاجرين والأنصار
والذين اتّبعوهم باحسان
رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ

تابعینِ اصحابِ احمدؑ

جلد یاز دہم

تالیف

ملک صلاح الدین

ہدیہ برائے الدار مرکزی لائبریری ربوہ پاکستان
منجانب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ

تابعین اصحاب احمد

جِلد یاز دہم

بابت

محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ

امیر جماعت احمدیہ کراچی

مؤلّفہ

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
تعارف	٦
پیش لفظ	١١
عرض حال	١۴
خاندانی حالات	١٦
تعلیم وغیرہ	٣٠
ازدواجی زندگی	٣١
گورداسپور میں آغازِ ملازمت	٣۴
بمقام روپڑ آپ کی تقرّری	٣۵
مظفر گڑھ میں تقرّر	٣٨
حضرت مصلح موعود کی وفات کی جھوٹی خبر	٣٩
قصور شہر میں تقرّر اور وہاں اعلیٰ کارکردگی	۴٧
حضرت مولوی شیر علی صاحب سے الوداعی ملاقات	٦٦
حضرت مصلح موعود کے پہرہ کی سعادت پانا	٧٣
جمشید پور میں آپ کے لیل و نہار	٧۴
مسجد مبارک ربوہ کے سنگِ بنیاد کی تقریب	١٠۴

عنوان	صفحہ
کراچی میں حضرت مصلح موعود کا ورودِ مسعود (۱۹۵۰ء میں)	۱۰۸
جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (۱۹۵۰ء میں)	۱۱۴
مشاورت ۱۹۵۱ء	۱۲۲
حضرت مصلح موعود کا ایک عظیم الشان خطاب حیدر آباد سندھ میں	۱۲۹
جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ (۱۹۵۲ء میں)	۱۳۲
صدر انجمن احمدیہ کراچی کا قیام (۱۹۵۲ء میں)	۱۳۸
کراچی میں حضرت مصلح موعود کا نزول (۱۹۵۳ء میں)	۱۴۱
مشاورت (۱۹۵۴ء)	۱۶۱
مشاورت (۱۹۵۵ء)	۱۷۱
کامیاب و کامران مراجعت پر پُر خلوص سپاسنامہ پیش کیا جانا	۱۷۹
مشاورت (۱۹۵۷ء)	۱۸۶
بہشتی مقبرہ میں تدفین	۲۱۹
تعزیت نامے و تعزیتی قرار دادیں	۲۲۴
آپ کی اولاد کا خدمتِ دین کی توفیق پانا	۲۴۶
آپکی سیرت احباب کی زبانی	۲۵۶
مضمون حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب	۴۲۱
حضرت مصلح موعود کی طرف سے تعریف و توصیف	۴۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی ، ناظر اعلیٰ و وکیل اعلیٰ قادیان)

یہ امر باعثِ مسرّت ہے کہ مکرم محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ جیسے فِدائی ، مردِ غیور اور درد مند دل رکھنے والی شخصیت کے حالاتِ زندگی شائع کئے جا رہے ہیں ۔ غریبوں اور بے روزگار اور تنگدست لوگوں کے لئے آپ کا وجود بَسا غنیمت تھا ۔ اثر و رسوخ اور وجاہت جو خاندانی طور پر اور حضرت چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب جیسے عظیم المرتبت وجود کا بھائی ہونے کی وجہ سے آپ کو حاصل تھی ۔ اسے ایسے افراد کی اِمداد کے لئے بروئے کار لاتے ہوئے آپ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے ۔ تقسیمِ برِّصغیر سے پہلے بھی آپ کا گہرا رابطہ مرکزِ قادیان سے رہا ۔ اور

بعد تقسیمِ مُلک بھی آپ اس کے معاملات میں بھاری دلچسپی لیتے رہے ۔ اور یہی محبت آپ کو ۱۹۵۰ء میں دیارِ مسیحؑ کی زیارت کے لئے کھینچ لائی ۔ اور آپ نے اپنے اوقاتِ عزیز کو مقاماتِ مقدّسہ سے اِستفاضہ اور دعائیں کرنے میں صَرف کیا ۔

تقسیمِ مُلک کے بعد مرکز کی طرف سے مجھے دو تین بار ٹاٹانگر جانے کا موقعہ مِلا ہے ۔ اور جلسہ سالانہ پر بھی قادیان میں وہاں سے آمدہ احباب سے ملاقات ہوتی ہے ۔ جو احباب چوہدری صاحب سے آپ کے ٹاٹانگر کے قیام کے وقت سے واقف ہیں ۔ جب بھی ملاقات میں آپ کا ذکر آیا ان احباب کو آپ کے محاسن کی وجہ سے آپ کا گرویدہ اور آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللّسان پایا ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو ڈاکٹری مشورہ کے مطابق حضور نے ۱۹۵۵ء میں علاج کے لئے یورپ روانہ ہونا تھا ۔ حضور کے ارشاد پر میں بھی ملاقات کے لئے کراچی پہنچا ۔ اس وقت مجھے حقّ الیقین کے رنگ میں یہ دیکھنے کا موقع ملا کہ چوہدری صاحب حضور سے کیسا فدائیانہ تعلّق رکھتے ہیں اور حضور کے قیام میں ہر طرح کی سہولت اور آرام کا انتظام کیسے خوش اسلوبی سے سر انجام دیتے ہیں ۔ جس سے حضور اور حضور کا خاندان اور ساتھ کا دفتری عملہ مطمئنّ ہیں ۔

آپ نے جماعتِ کراچی میں سے بطور مُشیر اور عہدیدار ایسے افراد کو اپنے

ساتھ شامل رکھا تھا جو نہایت مُخلص ، اطاعت گذار اور بے لوث خدمت کرنے والے تھے وہ جماعتی امور کا جائزہ لینے اور ان کو سرانجام دینے میں دل و جان سے آپ سے تعاون کرتے تھے ۔ کراچی جیسے وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی جماعت میں اِمارت کی ذمّہ داریوں سے کماحقّہ عہدہ برآ ہونا آپ کی بہترین صلاحیتوں کا آئینہ دار تھا ۔

آپ نے اس جماعت کی اعلیٰ تنظیم کی اور ان کے دلوں کو جذبۂ خدمتِ سلسلہ سے معمور کیا ۔ آپ کی اس خدمت نے عند اللہ شرفِ قبول پایا ۔ حضرت مصلحِ موعودؓ نے آپ کی تعریف فرمائی ۔ حضور سے آپ نے دعائیں لیں ۔ یہ دعائیں مرحوم کی دعاؤں اور نیک تربیت کے ساتھ مِل کر اس رنگ میں بھی ثمرور ہوئیں کہ آپ کے فرزند محترم چوہدری حمید نصراللہ خاں صاحب بھی لاہور کے امیر جماعت کے طور پر خدمتِ سلسلہ کی سعادت پا رہے ہیں ۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد

ھش ٦١

۲۴/۴/۱۹۸۲

محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ

(جن کو نمایاں خدمات کے پیش نظر قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا اور
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لحد میں اتارنے میں حصّہ لیا)

(۱) رؤیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کہ چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ اور اُن کے دو اور بھائی میرے بچے ہیں ۔ اس کے بعد تینوں نے خدمتِ سلسلہ کی توفیق پائی ۔ حضور نے مشاورت ۱۹۵۷ء میں جماعتِ کراچی کی تنظیم کی تعریف کی اور فرمایا کہ اس جماعت کا چندہ سارے چندے کا پانچواں حصّہ ہو چکا ہے ۔

(۲) قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں مرحوم کے اوصاف و خدمات اور امام جماعت سے والہانہ محبّت کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بہت قدر تھی ۔ زمانۂ امارتِ کراچی کی ان کی خدمات بہت نمایاں ہیں

کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک عام جماعت اخلاص ، قربانی اور تنظیم میں بفضلہ ایک مثالی جماعت بن گئی ۔

(۳) حضرت چوہدری محمدؒ ظفر اللہ خاں صاحب کی نگاہ میں ۔ عبد اللہ خاں حلیم ، متواضع ، صابر ، کم گو ، بے ضرر ، فرائضِ منصبی کو کما حقّہ ادا کرنے والا ، مخلوق کا گہرا ہمدرد اور بے لوث خدمت کرنے والا ، فرمانبردار بیٹا ، اطاعت گذار بھائی ، مونس و غمخوار خاوند ، شفیق و حنون باپ ، وفادار و قابلِ اعتماد دوست ۔ دِل نُورِ ایمان سے معمور ۔ اسلام کے لئے بے حدّ غیّور ۔ حضرت مصلح موعودؓ سے والہانہ عشق رکھنے والا اور سلسلہ کا مخلص خادم تھا ۔

عرض حال

الحمد للہ کہ محترم چوہدری عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے سوانح تکمیل پذیر ہوئے جن کے جمع کرنے کا کام جنوری ۱۹۶۵ء سے شروع کیا گیا تھا ۔ آپ کے فرزند ارجمند محترم چوہدری حمید نصراللہ خاں صاحب (امیر جماعت لاہور) نے ہر طرح تعاون دیا اور آپ سے محترم برادرم عبدالمالک صاحب (صدر مجلس موصیاں جماعت احمدیہ لاہور) نے اپنے اوقاتِ عزیز صرف کرکے تین سال میں سینکڑوں خطوط لکھ کر اور محترم چوہدری صاحب کی معیت میں اور اکیلے کراچی ربوہ اور اسلام آباد پہنچ کر ۔ تیئس احباب کے تاثرات حاصل کئے ۔ (جس کے لئے الفضل بابت ۲۹ اگست ۸۱ ، ۷ ستمبر ۸۱ء میں اعلانات بھی کئے اور بار بار خطوط سے احباب کو یاد دہانی بھی کرائی ۔

اگر برادران خصوصاً برادرم محترم عبدالمالک صاحب کی طرف سے دست تعاون دراز نہ ہوتا تو موجودہ صورت میں کتاب تالیف کرنا بظاہر ممکن نہ تھا ۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء

خاکسار نے ٹاٹانگر ۔ موسیٰ بنی سائز وغیرہ سے حالات جمع کئے اور خط و

کتابت کے ذریعہ بھی ۔ مرض الموت اور وفات کے علاوہ تمام مطبوعہ ریکارڈ الفضل وغیرہ میں سے استفادہ کی توفیق پائی فالحمد للہ علی ذالک

احباب سے درخواست دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے باعث برکت بنائے ۔ آمین ۔

۲۳ شہادۃ یوم الجمعہ

۱۳۶۱ ھش

۱۹۸۲ء

خاکسار

ملک صلاح الدین

انچارج وقف جدید ۔ بیت الدّعا دارالمسیح قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ

خاندانی حالات

محترم چوہدری محمدؐ عبداللہ خاں صاحبؓ قوم جٹ (ساہی) کے ایک معزّز خاندان سے تعلّق رکھتے تھے ۔ یہ شاخ بارہ چودہ پُشت سے مسلمان ہے ۔ اور اسکی ایک دو شاخیں اب تک ہندو ہیں ۔ باقی شاخیں سِکھ ہیں ۔ یا مسلمان ۔ اس خاندان کا آبائی مسکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ہے ۔ (اصحاب احمد جلد یاز دہم)

چوہدری سکندر خاں صاحب

آپ کے دادا محترم چوہدری سکندر خاں صاحب بچپن میں ہی سایۂ پِدری سے محروم ہو گئے تھے ۔ اسلئے اُن کی پرورش بہت سختی کے حالات میں ہوئی

تھی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کی طبعیت میں حزم و دانش ودیعت ہوئی تھی ۔ اسلئے شرکاء کی مخالفت کے باوجود انہوں نے اپنا زمانہ نہایت خوش اسلوبی سے گذارا ۔ اور وہ اپنے علاقہ کے بہت بارسوخ زمیندار تھے اور حُکّام کے ساتھ ان کا برتاؤ تواضع لیکن وقار کا ہوتا تھا ۔ اور حکّام بھی اُن کا احترام کرتے تھے ۔ غریب پروری اور مہمان نوازی اُن کا خاص شعار تھا ۔ نمازِ عشاء کے بعد وہ مہمان خانہ میں جا کر ایک خادم کے طور پر مُسافروں اور مہمانوں کی خدمت کرتے اور تھکے ماندے مہمانوں کا جسم دبانے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ اسے باعثِ افتخار سمجھتے تھے اور چونکہ مہمان ان کو ایک خادم خیال کرتے تھے ۔ اسلئے بعض اوقات اُن سے تحکّم اور درشتی سے بھی پیش آتے ۔ لیکن وہ بطیبِ خاطر اسے برداشت کرتے مہمان نوازی اور سخاوت کی وجہ سے اِردگرد کے اضلاع تک میں آپ عزّت و احترام سے یاد کئے جاتے تھے ۔

اس تاریکی اور جہالت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو دین کا علم و فہم بھی عطا فرمایا تھا ۔ وہ فِرقہ اہلحدیث سے تعلّق رکھتے تھے اور سختی سے احکامِ شریعت کی پابندی کرتے اور کراتے تھے ۔ شِرک سے انہیں خصوصیت سے دشمنی اور ہر قسم کی بِدعات سے بہت نفرت تھی ۔ ماتم کے مواقع پر عورتوں کو جزع فزع سے سختی سے منع کرتے تھے ۔

آپ کی وفات آپ کے خاندان کیلئے بھاری صدمہ تھا ۔ آپ کے جنازہ

کے ساتھ ایسا انبوہِ کثیر تھا کہ بازار سے گذرنے پر لوگوں کو دکانیں بند کرنا پڑیں ۔ (اصحاب احمد جلد یاز دہم)

آپ کے والد حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ سے پہلے اُن کے ماموں زاد بھائی اور برادرِ نسبتی چوہدری عبد اللہ خاں صاحب ابن چوہدری الٰہی بخش صاحب احمدیت قبول کر چکے تھے جو معزّز قوم باجوہ کے فرد تھے اور اُن کا مسکن موضع داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ تھا ۔ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب سیالکوٹ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کے درسِ قرآن کریم میں شامل ہوتے ، قادیان سے اخبار الحکم منگواتے اور کتب سلسلہ کا مطالعہ کرتے تھے ۔ مولوی مبارک علی صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو ان کو مسجد چھاؤنی سیالکوٹ کی امامت و تولیت سے علیحدہ کرانے کے لئے مخالفین کی طرف سے جو مقدّمہ دائر کیا گیا ، مولوی صاحب کی طرف سے چوہدری صاحب ہی پیروی کے لئے مقرر کئے گئے تھے ۔ کماحقّہ پیروی کرنے کی خاطر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی تصانیف اور سلسلہ کے لٹریچر کا تفصیلاً مطالعہ کرنا پڑا اور عدالت میں عقائدِ احمدیت کی حمایت کرنا پڑی جس سے بہت حد تک آپ احمدیت سے متاثر ہوئے ۔

کرم دین (آف) بھیں کے مقدّمہ میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی طرف سے بطور گواہ صفائی گورداسپور میں طلب کیا گیا تھا ۔ وہاں آپ کو پہلی بار حضرت اقدس کی خدمت میں شرفِ باریابی حاصل ہُوا اور

والد محترم

حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ

آپ وہاں سے خوشگوار اثر لیکر آئے ۔ لاہور میں آپ نے ستمبر ۱۹۰۴ء میں حضرت اقدس کا لیکچر سُنا ۔ وہاں سے حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے ۔ اس موقعہ پر آپ اپنے ساڑھے گیارہ سالہ فرزند چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو ساتھ لیکر ریلوے اسٹیشن پر استقبال کیلئے گئے ۔ حضور کے اس قیام کے دوران پہلے آپ کی اہلیہ محترمہ اور چند دن بعد آپ حضور کی بیعت سے مشرّف ہوئے ۔

سیالکوٹ میں آپ مالی اور دیوانی کے مشہور ترین وکیل تھے اور آپ کی پریکٹس نہایت کامیاب تھی ۔ اس زمانہ میں میونسپلٹی کا پریزیڈنٹ ڈپٹی کمشنر ہوتا تھا ۔ اس وجہ سے وائس پریزیڈنٹ کا عہدہ نہایت ممتاز تھا ۔ جس پر آپ طویل عرصہ تک فائز رہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ اس عہدۂ جلیلہ پر تبھی منتخب ہو سکتے تھے اگر آپ ہندو اور مُسلم دونوں قوموں میں یکساں طور پر معزّز اور بارسُوخ ہوں ۔ قبولِ احمدیت کے بعد انتخاب کے جھمیلوں سے بچنے اور سلسلہ کی خدمت کے لئے وقت بچانے کے پیش نظر آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے ۔

خلافتِ ثانیہ کے قیام پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپ اور حضرت میر حامد شاہ صاحب دونوں کے لئے دعا فرمائی کہ وہ بیعت خلافت کرنے کی توفیق پائیں ۔ چنانچہ دونوں نے بیعت کر لی اور یہ بات حضور کے لئے باعثِ مسرّت ہوئی ۔ اور اس کا خوشگوار اثر سیالکوٹ کی جماعت پر پڑا ۔

چوہدری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی تھی کہ اگر حضور پسند فرمائیں تو میں وکالت کی پریکٹس ترک کرکے اپنا تمام وقت دین کی خدمت میں صرف کروں لیکن حضور نے فرمایا کہ آپ پریکٹس جاری رکھیں ۔ حضور کے وِصال کے بعد اجازت چاہنے پر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا تھا ویسے ہی کریں ۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی خلافت میں خود آپ سے دریافت کیا کہ آپ خدمتِ دین کے لئے اپنے تئیں کب وقف کریں گے ۔ آپ نے عرض کیا کہ میں حاضر ہُوں ۔ اور آپ اپنی پریکٹس ترک کرکے ۱۹۱۷ء میں مستقل طور پر قادیان آ گئے ۔

اُسوقت آپ صدر انجمن احمدیہ کے مشیرِ قانونی تھے ۔ بلکہ ۱۹۱۴ء میں اسکے رُکن مقرر ہو چکے تھے ۔ اور جماعتِ احمدیہ سیالکوٹ کے پریزیڈنٹ تھے ۔ اس جماعت کے ساتھ مُضافات کی شاخیں وابستہ تھیں جن میں آپ دورہ کرتے رہتے تھے ۔ میر حامد شاہ صاحبؓ کی وفات اور چوہدری صاحب کی اس ہجرت کے باعث اس جماعت کو بڑا خلا محسوس ہوا ——

سیکرٹری بہشتی مقبرہ ، نظارتوں کے ناظرِ خاص اور نظامِ سلسلہ کی تنظیمِ نَو کے وقت تا وفات اوّلین ناظر اعلیٰ کے طور پر آپ نے خدمات سر انجام دیں ۔ آپ قواعد و ضوابط کے پُورے پابند تھے ۔ صائب الرّائے تھے ۔

آپ سلسلہ کے علماء کرام کا احترام کرتے تھے ۔ نماز کے نہایت پابند ، نہایت خشوع و خضوع سے عبادت کرنے والے ، غریب پرور، سخی اور منکسر المزاج تھے ۔ قرآن مجید کے عاشق ، مالی خدمتِ سلسلہ میں پیش پیش رہنے والے اور اعلیٰ حافظہ کے مالک تھے آپ نے نہایت عرقریزی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدّد کتب کے انڈکس مُرتّب کئے ۔ (اصحاب احمد جلد یازدہم)

آپ نے تریسٹھ سال کی عمر میں ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں قِطعۂ خاص میں مدفون ہیں ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے رقم فرمایا کہ "میں نے وقفِ زندگی کا اِعلان کیا تھا چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم و مغفور اور خاں (ذوالفقار علی خاں صاحب) دونوں نے اپنی زندگی وقف کی تھیں ۔ چوہدری صاحب نے اپنی وفات تک جس اِخلاص سے کام کیا وہ آئندہ نسلوں کے لئے بطور نمونہ ہوگا اللہ تعالیٰ آئندہ نوجوانوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۳۰)

جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء کی ایک تقریر میں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی وفات کے ذکر کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ

"دوسرے دوست (جو ہم سے جُدا ہو گئے) چوہدری نصر اللہ خاں صاحب تھے ۔۔۔ (وہ) سلسلہ کی خدمات میں بہت آگے نکل گئے تھے ۔ میں نے جب ایک دفعہ اعلان کیا کہ سلسلہ کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دین کی خدمت کے لئے اپنے اوقات وقف کریں تو اِس پر سب سے پہلے لبّیک کہنے والے چوہدری

صاحب ہی تھے ۔ جو ادب اور احترام اُن میں تھا ، وہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے ۔ کامیاب وکیل تھے ۔ صاحبِ جائداد تھے ۔ زمین کافی تھی ۔ اسلئے یہاں آزادی سے گذارہ کرتے تھے ۔ مگر ان کی فرمانبرداری کو دیکھا ہے کہ گزارہ لینے والوں میں بھی وہ فرمانبرداری نظر نہیں آتی"۔ (الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۲۷)

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے کتبہ کے لئے جو کچھ رقم فرمایا اس کا مُلخّص یہ ہے کہ

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے (آخری) سفر سیالکوٹ میں چوہدری صاحب نے بیعت کی ۔ لیکن اِخلاص دیر سے رکھتے تھے ۔ نہایت شریف الطّبع ، سنجیدہ مزاج ، مخلص انسان تھے ۔ بہت جلد جَلد اِخلاص میں ترقّی کی ۔ بڑی عُمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور میری تحریک پر وکالت کا پیشہ جس میں آپ بہت کامیاب تھے ، ترک کرکے دین کے کاموں کے لئے بقیہ زندگی وقف کی اور اعلیٰ اِخلاص کے ساتھ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہمیشہ ترقّی ہوتی گئی ، قادیان آ بیٹھے ۔ حج بھی کیا ۔ ناظر اعلیٰ کا کام انہوں نے نہایت محنت اور اِخلاص سے کیا ۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے ساتھ میری خوشنودی اور احمدی بھائیوں کے فائدہ اور ترقّی کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھا ۔ ساتھ کام کرنے کی وجہ سے میں نے دیکھا کہ آپ کی نگاہ دُوربین تھی ۔ آپ باریک اشاروں کو سمجھتے اور نیک نیتی سے کام کرتے کہ میرا دِل محبّت اور قدر کے جذبات سے بھر جاتا تھا اور آج تک اُن کی یاد دِل کو گرما دیتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ

اُن کے مدارج بلند کرے اور اُن کی اولاد کو اُسی رنگ میں ترقّی کرنے اور آگے بڑھنے کی توفیق دے اور ایسے لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے لوگ کثرت سے ہمارے سلسلہ میں پیدا ہوتے رہیں ۔ اٰمین ۔

اہلیہ محترمہ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب

حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کی ساس جو آپ کی ممانی بھی تھیں ، نہایت ہی عابدہ ، زاہدہ ، صابرہ اور باہمّت تھیں ۔ اس زمانے میں دیہات میں عورتوں کی تعلیم کی طرف کوئی دھیان نہ دیا جاتا تھا ۔ لیکن اُن کے والد صاحب نے ان کو باقاعدہ طِبّ پڑھوانے کا انتظام کیا اور وہ طبّ میں خاصیؔ مہارت رکھتی تھیں ۔ اُن کی دُختر محترمہ حُسین بی بی صاحبہ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کے عقد میں آئیں جو اگرچہ لکھنا پڑھنا بالکل نہیں جانتی تھیں تاہم عام امراض کے رَسمی علاج وغیرہ سے واقف تھیں اور بعض دفعہ سخت بیماری کی حالت میں بھی نُسخہ تجویز کرنے کی جُرأت کر لیتی تھیں اور اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے مریض کو شفا بھی عطا کر دیتا تھا ۔

محترمہ حسین بی بی صاحبہ کی اخلاقی اور روحانی تربیت اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے اُن کی کم عمری میں ہی رویاء اور کشوف کے ذریعہ ہوئی ۔ اس رنگ میں آپ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی اور آپ کا عشقِ الٰہیٰ عمر بھر ترقّی کرتا گیا ۔ سلسلہ کے جو بھی احکام آپ کو پہنچتے آپ فوراً مُستعدّی سے

اُن پر عمل پیرا ہو جاتیں ۔ بالکل جادۂ تسلیم و رضا پر چلنے والی طبعیت آپ کو ودیعت ہوئی تھی ۔ بیوگان و یتامیٰ کی اِمداد آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا ۔ نیکی کرنے میں آپ دشمن و خیر خواہ کا امتیاز نہیں کرتی تھیں ۔ نہایت صابرہ ۔ شاکرہ ، منکسر المزاج ، عفو کرنے والی ، رسوم و بدعات سے بیزار ، حسنِ تدبّر اور غیر معمولی انتظامی قابلیت رکھنے والی ، زُہد و تقویٰ اور خشیتِ الٰہیٰ سے معمور ، سلسلہ احمدیہ کیلئے حد درجہ غیّور اور خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے ساتھ شدید محبّت رکھنے والی اور نماز میں اور چلتے پھرتے ہر وقت سلسلہ احمدیہ کی ترقّی کے لئے دُعا فرماتی رہتی تھیں ۔ نماز اور استغفار آپ کی غذا تھی ۔ (اصحاب احمد جلد یاز دہم)

آپ نے ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء کو وفات پائی ۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کے کتبہ کی عبارت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کی زوجہ ، عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سلّمہ اللہ کی والدہ ۔ صاحبِ کشف و رؤیا تھیں ۔ رؤیاہی کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی شناخت کی ۔ اور مرحوم خاوند سے پہلے بیعتِ خلافت کی ۔ دین کی غیرت بدرجۂ کمال تھی اور کلامِ حقّ پہنچانے میں نِڈر تھیں ۔ غرباء کی خبرگیری کی صِفت سے متصف اور غریبانہ زندگی بَسر کرنے کی عادی ، نیک اور ودود والدہ تھیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے شوہر کو جو

نہایت مؤدب و مخلص خادمِ سلسلہ تھے ، اپنے انعامات سے حصّہ دے اور اپنے قُرب میں جگہ دے اور اُن کی اولاد کو اپنی حفاظت میں رکھے"۔

سارے خاندان کا ذکرِ خیر

حضرت حُسین بی بی صاحبہؓ کے تذکرہ میں حضرت مُصلح موعودؓ آپ کے بعض اقارب کے بارے فرماتے ہیں کہ

"مرحومہ کے والد بھی احمدی تھے اور اُن کے بھائی چوہدری عبد اللہ خاں صاحب داتا زید کا والے ایک نہایت پُرجوش احمدی ہیں اور اپنے علاقہ کے امیر جماعت ہیں ۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے وقت سے مُجھ سے اِخلاص رکھتے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ اظہار اخلاص میں پیش پیش رہے ہیں"۔ (الفضل ۲۲ مئی ۱۹۵۸)

"(مرحومہ کے فرزند چوہدری شکر اللہ خاں صاحب) سلسلہ سے دیوانہ وار محبّت رکھتے تھے اور اُن کی بیوی (بھی) ۔۔۔ احمدیت سے ایک والہانہ محبت رکھتی تھیں" (الفضل ۱۸ اگست ۱۹۵۶)

"عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ۔۔۔ اپنی عُمر کے ابتدائی حصّہ سے ہی رُشد و سعادت کے جوہر دکھائے ہیں ۔ اور شروع ایّامِ خلافت سے ہی مجھ سے اپنی محبّت اور اِخلاص کا اظہار کرتے چلے آئے ہیں"۔ (الفضل ۲۲ مئی ۱۹۵۸)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

چوہدری شکر اللہ خان صاحب

چوہدری اسد اللہ خان صاحب

حضور نے مشاورت ۱۹۲۷ء میں فرمایا کہ

"(جماعت احمدیہ لاہور کا) امیر بھی ایک ایسا شخص ہے جس سے مُجھے تین وجہ سے محبّت ہے ۔ ایک تو اُن کے والد کی وجہ سے جو نہایت مُخلص احمدی تھے ۔۔۔ انہوں نے دین کی محبّت میں اپنی نفسانیت اور "میں" کو بالکل ذبح کر دیا تھا ۔ اور اُن کا اپنا قطعاً کچھ نہ رہا تھا سوائے اس کے کہ خُدا راضی ہو جائے ۔ ایسے مُخلص انسان کی اولاد سے مُجھے خاص محبّت ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اُن میں ذاتی طور پر بھی اخلاص ہے ۔ اور آثار و قرائن سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو دین کی خاطر ہر وقت قربانی کیلئے تیار رکھتے ہیں ۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں عِلم ، عقل اور ہوشیاری دی ہے ۔ اور وہ اور زیادہ ترقی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں"۔ (رپورٹ مذکورہ ص ۱۴۔۱۵)

حضور نے ۱۹۵۵ء میں زیورچ میں جماعت احمدیہ کے نام اپنے پیغام میں رقم فرمایا کہ

"سالہا سال کی بات ہے (کہ) میں نے خواب دیکھی تھی ۔۔۔ کہ میں کُرسی پر بیٹھا ہوں اور سامنے بڑا قالین ہے ۔ اور اس قالین پر عزیزم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب ، عزیزم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب اور عزیزم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب لیٹے ہوئے ہیں ۔ سَر اُن کے میری طرف ہیں ۔۔ اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں میرے بیٹے ہیں ۔ عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ساری عُمر دین کی خدمت میں لگائی ہے ۔ اور

اس طرح میرا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا ۔ میری بیماری کے موقعہ پر تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کو اپنے بیٹا ہونے کو ثابت کرنے کا موقعہ دیا ۔ بلکہ میرے لیے فرشتۂ رحمت بنا دیا ۔ وہ میری محبّت میں یورپ سے چَل کر کراچی گئے اور میرے ساتھ چلنے اور میری صحّت کا خیال رکھنے کے ارادہ سے آئے ۔ چنانچہ ان کی وجہ سے سفر بہت اچھّی طرح کٹا اور بہت سی باتوں میں آرام رہا ۔

"۔۔۔ کیا کسی مخالف اور پیر نے بیس سال پہلے کسی نوجوان کے متعلق ایسی خبر دی اور بیس سال تک وہ خبر پوری ہوتی رہی اور کیا کسی ایسے مولوی اور پیر کی خدمت کا موقعہ خدا تعالیٰ نے کسی ایسے شخص کو دیا جو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی پوزیشن رکھتا تھا ؟ اللہ تعالیٰ اُن کی خدمت کو بغیر معاوضہ کے نہیں چھوڑے گا ۔ اور ان کی محبّت کو قبول کرے گا اور اس دنیا اور اگلی دنیا میں اس کا ایسا معاوضہ دے گا کہ پچھلے ہزار سال کے بڑے آدمی اس پر رشک کریں گے"۔ (الفضل ۲۹ مئی ۱۹۵۵)

تعلیم وغیرہ

آپ نے بی اے تک تعلیم پائی ۔ ٹیر ٹیوریل میں آپ بھرتی ہوئے ۔ اسمیں سال میں ایک دفعہ ایک دو ماہ کی ٹریننگ لینی ہوتی ہے ۔ آپ اسمیں لفٹیننٹ تھے ۔

ازدواجی زندگی

آپ کی دو شادیاں ہوئیں ۔ ایک محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ (مرحومہ) سے جو آپ کے ماموں حضرت چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ داتا زید کا کی دختر تھیں ۔ دوسری محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ دختر حضرت چوہدری فتح محمدؓ صاحبؓ سیال (سابق ناظراعلیٰ و اوّلین مجاہد انگلستان) سے ۔

کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ قادیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

عائشہ بی بی

زوجہ لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ خاں ڈسکہ
حال امیر جماعت احمدیہ جمشید پور ٹاٹانگر
دختر چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ داتہ زید کا
تاریخ وفات ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء بمقام داتہ زید کا
عمر ۳۲ سال وصیت نمبر ۵۹۳۷

شجرہ

حضرت حافظ چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ
مدفون قطعہ خاص بہشتی مقبرہ قادیان

۲

چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب مرحوم

محترمہ امۃ الحی بیگم صاحبہ
(اہلیہ چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب)

چوہدری احمد شکر اللہ خاں صاحب مرحوم
(اولاد۔ محمود نصر اللہ خان
مسعود نصر اللہ خان، منور نصر اللہ خان
عطیہ بیگم ۔ جمیلہ بیگم ۔
مبارک نصر اللہ خاں)

۳

محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ مرحومہ
(اہلیہ چوہدری محمد نواز صاحب کاہلوں
سکنہ دالم کلاں۔ ضلع سیالکوٹ)

ظفر احمد کاہلوں حال ربوہ

زوجہ اول
محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ

زوجہ دوم
محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ

محمدؐ نصر اللہ خاں — حمید نصر اللہ خاں — ادریس نصر اللہ خاں

۴

چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب مرحوم

۵

چوہدری محمدؐ اسد اللہ خاں صاحب مرحوم
(اولاد چوہدری اعجاز نصر اللہ خاں ۔
حفیظہ بیگم

اولاد

محمد نصر اللہ خان

حمید نصر اللہ خان

ادریس نصر اللہ خان

گورداسپور میں آغازِ ملازمت
اور
آپ کی قابلِ قدر سیرت

حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر صوبائی پنجاب (سابق صدر نگران بورڈ) رقم فرماتے ہیں کہ

محترم چوہدری عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی ملازمت ، پنجایت افسری ، کا آغاز گورداسپور میں کیا تھا ۔ تو کم و بیش ایک دو ماہ خاکسار کے ساتھ رہے ۔ ایک دفعہ آپ کی بیگم صاحبہ بھی وہاں ہمارے گھر رہیں ۔ پھر جب مکان مِل گیا تو چوہدری صاحب اس میں منتقل ہو گئے ۔ گورداسپور میں آپ سال دو سال رہے ۔

آپ اسوقت بھی ایک صالح نوجوان تھے ۔ احمدیت کے لئے نہایت غیر تمند اور بڑے فراخدل اور فراخ حوصلہ تھے ۔ حیا اور ہمدردی بھی اُن میں

بہت تھی ۔ بعد تقسیم ملک بحالیات کے کام پر متعین ہوئے تو احباب کی ہر طرح کی ہمدردی اور دلداری کرنے کا عِلم ہوتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ انہیں بے حدّ جزائے خیر دے ۔ (امین)

بمقام روپڑ آپ کی تقرّری

(۱) مولوی قمر الدین صاحب فاضل سیکھوانی بیان کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۲۵ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیانی عرصہ کی بات ہے کہ چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب کو قصبہ روپڑ ضلع انبالہ کی میونسپل کمیٹی کا ایگزیکٹو آفیسر مقرر کیا گیا ۔ آپ میں بفضلہ تعالیٰ یہ قابلیت تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر لیتے تھے ۔ اگرچہ اس قصبہ کے متعصب مولویوں کا خاندان آپ کا مخالف تھا تاہم برملا مخالفت نہیں کر سکتے تھے ۔

(۲) چوہدری صاحب جہاں بھی متعیّن رہے ، تبلیغ و اعلائے کلمۃ اللہ میں آپ منہمک رہتے تھے ۔ چنانچہ حضرت مولوی محمدؐ حسین صاحب (صحابی و مبلّغ مقیم ربوہ) بیان کرتے ہیں کہ جب چوہدری صاحب ۱۹۳۱ء کے لگ بھگ بمقام روپڑ متعیّن تھے تو جب بھی میں آپ کے پاس آیا ۔ یہ دیکھا کہ آپ کے پاس غیراز جماعت معزّزین موجود ہیں جن کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں ۔ ایک دفعہ سیدّ سردار علی شاہ صاحب وکیل نے باصرار کہا کہ ہم تو حدیث نبوی کے مطابق اس کو امام مہدی تسلیم کریں گے جس کا نام محمدؐ باپ کا نام عبد اللہ اور والدہ

کا نام آمنہ ہوگا ۔ چوہدری صاحب نے اس اعتراض کی تغلیط اس رنگ میں کی کہ اگر آپ کو اسی بات پر اصرار ہے تو قدرے توقف کی جائے ۔ میرا نام عبد اللہ ، میرے بیٹے کا نام محمدؐ اور اسکی والدہ کا نام آمنہ ہے گویا اسطرح توجّہ دلائی کہ یہ حدیث تعبیر طلب ہے ۔

چوہدری صاحب کے عزیز مرزا مبارک احمد صاحب حالِ مقیم حیدر آباد سندھ نے بتایا کہ

روپڑ کے ایک صاحب حاجی عبدالرحمٰن صاحب سے جو غیراز جماعت تھے کاروبار کے سلسلہ میں بعد تقسیم ملک حیدر آباد سندھ میں عرصہ تک تعلّق رہا ۔ انہوں نے مزاحیہ رنگ میں ایک روز ایک واقعہ بیان کیا کہ چوہدری صاحب کی روپڑ میں آمد کے بعد یہ بات غلط طور پر مشہور ہو گئی کہ آپ اپنی جماعت کے افراد کو جلد ملازمت دلوا دیتے ہیں ۔ اس غلط تأثّر کے باعث ایک روز ایک شخص نے جو اپنے تئیں بہت ہوشیار سمجھتا تھا ، کسی احمدی سے الفضل اخبار کا ایک پرچہ حاصل کیا اور اپنی قمیض کی اوپر کی جیب میں اسے اس طرز پر رکھا کہ دیکھنے والے کو صاف نظر آئے کہ یہ الفضل اخبار ہے اور پھر دفتر میں آپ سے ملاقات کرکے ملازمت کے لئے درخواست پیش کر دی ۔ چوہدری صاحب نے بعض سوالات کئے جس کے وہ جواب دیتا رہا ۔

پھر بھائی جان (چوہدری صاحب) نے اس سے پوچھا کہ جیب میں یہ کیا ہے ۔ اس نے جلدی سے الفضل کا پرچہ جیب سے نکال کر آپ کے سامنے رکھ

دیا ۔ اور دل میں بہت خوش تھا کہ اس کی تدبیر کارگر ہوئی ہے ۔ مگر اس کو بھائی جان کی فراست کا عِلم نہ تھا ۔

آپ اسکی چالاکی سمجھ کر مُسکرائے اور فرمایا میاں ! آپ نے اخبار کا بوجھ اٹھانے کی تکلیف کیوں کی ؟ اسکے بغیر بھی آپ آتے اور اسامی خالی ہوتی اور آپ اسکے قابل ہوتے تب بھی میں آپ کی مدد کرتا خیر ! اب بھی آپ اللہ تعالیٰ کی ذات سے نا اُمید نہ ہوں اور کل صبح سے فلاں ڈیوٹی پر حاضر ہو جائیں ۔ مگر اس اخبار کو لانے کی ضرورت نہیں ۔ جس سے آپ نے لیا تھا ، اسکو شکریہ کے ساتھ واپس کر دیں ۔ اسپر اس شخص نے اپنی غلطی کا اقرار کیا بعد میں وہ ہمیشہ لوگوں سے بھائی جان کے حسنِ سلوک کا ذکر کرتا اور ان کو بہت دعائیں دیتا تھا ۔

مظفّر گڑھ میں تقرّر

کچھ عرصہ آپ مظفر گڑھ (پنجاب) میں پنچایت آفیسر کے طور پر رہے ۔ خوش قسمتی سے ان ایام میں وہاں بطور سول سرجن حضرت ڈاکٹر میر محمدؒ اسماعیل صاحبؓ جیسے بزرگ بھی متعیّن تھے ۔ بطور ڈیوٹی آپ نے جیل کے قیدیوں کا بھی معائنہ کرنا ہوتا تھا ۔ ایکدن آپ نے چوہدری صاحب کو ایک عجیب واقعہ سنایا ۔ جو یُوں ہے کہ ایک قتل کے سلسلہ میں دو افراد ماخوذ ہوئے ۔ جیل میں دیکھا گیا کہ ایک رات کو اُٹھتا اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا کہ اے خدا وندا ! واقعی یہ قتل میں نے کیا ہے ۔ میرے آقا ! میں تُجھ سے رحم کی اپیل کرتا ہوں ۔ تو مجھ پر رحم کر اور میری رہائی کے سامان پیدا کر ۔ خدا تعالیٰ نے اسکی دُعا سنی اور اسے رہا کر دیا گیا ۔ دوسرا شخص رات کو اٹھتا اور کہتا ۔ اے خدا ! میں آپ سے انصاف مانگتا ہوں ۔ میں نے یہ قتل نہیں کیا ۔ مُجھے رہائی ملنی چاہئے ۔ اُس نے اس واقعۂ قتل سے پہلے کئی قتل کئے تھے ۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ۔ تو انصاف مانگتا ہے ۔

جاؤ جو تم نے پہلے قتل کئے تھے ۔ ان کی سزا تمہیں مِل رہی ہے ۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے رحم مانگا ۔ اُس کو رحم مِل گیا ۔ چونکہ انصاف مانگنے میں گستاخی تھی ۔ اس شخص کو انصاف مِل گیا ۔ چوہدری صاحب یہ واقعہ سنا کر آبدیدہ ہو گئے ۔ اور ہمیشہ یہ واقعہ سناتے ہوئے نصیحت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ رحم طلب کرو ۔ ہم انسان ہیں ۔ ہم سے کئی غلطیاں سرزَد ہوتی ہیں جن کو ہم نہیں سمجھتے ۔ لیکن خدا تعالیٰ جانتا ہے ۔ اے خدا ! تو ہم پر رحم فرما ۔ اَمین (۱)

حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی جھوٹی خبر

بعض مواقع ایسے پیش آ جاتے ہیں جن پر احباب کی بے ساختہ قلبی کیفیت کے اظہار سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جماعت کو اپنے امام سے کسقدر والہانہ عشق اور جاں نثاری کا تعلّق ہَے ۔ ایسا ہی موقعہ ۱۹۳۰ء میں پیش آیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت جماعت احمدیہ نے اسوقت کی سیاسی شورش کے زمانہ میں قیامِ امن کی مُخلصانہ کوشش کی تھی ۔ اس سے ایک سیاسی طبقہ میں مخالفت رُونما ہوئی ۔ اور کسی فتنہ پرور کی طرف سے ۳ جون کے انگریزی روزنامہ ٹریبیون لاہور میں

حضور کی وفات کی سراسر جھوٹی خبر شائع ہوئی ۔ جس کے شائع ہونے کی دیر تھی کہ پنجاب بھر میں جو کہ اس اخبار کا حلقۂ اشاعت تھا آناً فاناً جماعت میں ایک تہلکہ مچ گیا ۔ اُن کے دل و دماغ پر رنج و الم کا یہ پہاڑ گرنے سے جو قیامت گزری اسے دوسرے بھلا کیا سمجھ سکتے تھے ۔

گو الفضل اخبار کا ایک غیر معمولی نمبر فوراً تیار کر کے بھجوایا گیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی از خود رفتہ حالت میں دِور دراز کے مقامات سے احباب دوسرے روز قادیان پہنچے اور اگرچہ راستہ میں ان کو حضور کی خیریت کا یقینی عِلم بھی ہو گیا مگر وہ کیونکر مطمئن ہو سکتے تھے جبتک حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھکر عین الیقین حاصل نہ کر لیتے اُس وقت قادیان و بیرونِ قادیان میں احباب کے اِخلاص کے بہت ہی عجیب نظارے دیکھنے میں آئے ۔ خاکسار مؤلف اصحاب احمد کو یاد ہے ظہر کے قریب لاہور سے اِس اخبار کے آنے پر اُس کا علم ہوا بیقراری کا یہ عالم پیدا ہوا کہ حضرت ڈاکٹر سیّد غلام غوث صاحب (رفیق) کی اہلیہ محترمہ کہ (جو اپنے شوہر کی طرح ایک مخلص خاتون تھیں) ابھی دارا المسیح میں حضور کو دیکھکر گھر پہنچی ہی تھیں کہ اس خبر کے شائع ہونے کا علم ہَوا ۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ یہ قطعی جھوٹی اور مفتریانہ خبر ہے جسے وہ بخوبی سمجھتی تھیں ۔ تاہم ان کے دِل کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوا جبتک انہوں نے فوراً دار المسیح پہنچکر دوبارہ حضُور کا دیدار نہ کر لیا ۔

یہ تو تھی قادیانِ والوں کی قلبی کیفیت کہ حضور کی خیریت کا علم ہونے پر

ان کے دل و دماغ فکر مندی کے شدید ہیجان و طوفان کی زَد میں آئے بغیر نہ رہ سکے ، اسی سے بیرونِ قادیان کے احباب کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ جناب راجہ علی محمدؓ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں میں مظفّر گڑھ میں افسر مال تھے (اور بعد میں تقسیمِ مُلک تک کئی سال بطور ناظر بیت المال خدمتِ سلسلہ کرنے کی انہوں نے توفیق پائی تھی) اور جناب چوہدریٰ عبد اللہ خاں صاحب بھی اسوقت مظفّر گڑھ میں ملازمت میں تھے ۔ راجہ صاحب نے مرکز میں ایک چٹھی تحریر کی جس سے ان اصحاب کی حضور سے گہری محبّت اور جاں نثاری پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ اس میں لکھتے ہیں :۔

"کل شام کو عزیزی چوہدری عبد اللہ خاں صاحب و ڈاکٹر محمدؓ الدین صاحب اخبار ٹریبیون کا پرچہ میری اطلاع کے لئے لائے ۔ وہ خود روتے ہوئے میرے پاس پہنچے ۔ خبر پڑھ کر دِل بیقرار ہو گیا ۔ اُٹھ کر مَیں نے اندر اپنی اہلیہ کو خبر دی جو سخت گھبرا گئی ۔ چند ساعت تو ہم سب بیٹھے زار زار روتے رہے ۔ دل میں غم و ملال کے بادل اُٹھ کر آتے تھے اور قوّتِ واہمہ قادیان لے جاتی تھی اور تصوّر قادیان کی حالت غم و مُصیبت کی ایسی تصویر کھینچتا تھا جس کی وجہ سے آنکھیں پھٹ جاتی تھیں ۔ اور کلیجہ مُنہ کو آتا تھا ۔ تمام رات مَیں نہیں سویا اور روتے ہوئے گذاری ۔۔۔ کبھی کبھی دِل میں یہ خیال گذرتا تھا کہ شاید یہ خبر جھوٹی ہو ۔ لیکن اس پر اعتبار نہیں کیا جاتا تھا ۔ کیونکہ اتنی بڑی شخصیت کے متعلق "ٹریبیون" اخبار میں جھوٹی خبر نکلنے کا

کم امکان ہو سکتا ہے ۔

۔۔۔۔۔ غرضیکہ گذشتہ رات ہمارے لئے قیامت کا نمونہ تھی ۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے آج تک ایسی غم والی رات نہیں پائی"۔ (الفضل ۱۰ جون ۱۹۳۰)

اس خبر کے سلسلہ میں حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء میں فرمایا کہ مستریوں کی طرف سے فتنہ جاری تھا اور وہ اشتعال انگیز باتیں شائع کر رہے تھے ۔ قدرتی طور پر یہ خدشہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید جماعت کا ایک حصّہ اپنے اندر کمزوری محسوس کرے کیونکہ دشمن جو شرارت میں بڑھتا جاتا ہے شاید اسکو اندر سے مدد ملتی ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو دُور کرنے کے لئے دشمن سے ہی ہتھیار چلوایا ۔ فتنہ پرداز لوگ بڑے دعویٰ سے کہتے تھے کہ جماعت کے لوگ انہیں مخفی طور پر مدد دیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے محض جھوٹ ثابت کرنے کے لئے ایسا ذریعہ اور وہ بھی دشمن کے ہاتھ سے ہی پیدا کر دیا کہ اس کا وہ انکار نہ کرسکتا تھا ۔ یہ وہ خبر تھی جو میری موت کی شائع کرائی گئی ۔ اس خبر نے جماعت کے اخلاص اور محبّت کے جذبات کو نکال کر باہر رکھ دیا اور اِخلاص کی ایسی نمائش ہوئی کہ دنیا میں پچھلے سالوں میں بہت کم ہوئی ہو گی ۔ اس خبر کے پھیلانے پر دشمن نے معلوم کر لیا کہ وہ اپنی شرارت میں بالکل ناکام ہو چکا ہے اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ جماعت کے کسی حصّہ میں بھی اخلاص کی کوئی کمی نہیں ہوئی ۔۔۔۔ ہم نے جماعت کے لوگوں کی جو حالت دیکھی

اس کی تفسیر الفاظ میں ممکن نہیں ۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جماعت میں جو اِخلاص ہے وہ ہمارے اندازہ سے باہر ہے ۔ بہت سے معزز افراد نے لکھا کہ اس خبر کے سنتے ہی انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ملازمتیں چھوڑ کر بقیہ عمر دین کی خدمت میں صرف کریں گے ۔ یہ انتہائی قربانی تھی اور صحیح قربانی تھی جس کا ارادہ کیا گیا"۔

حضور نے اس موقعہ پر جماعت کو یہ زرّیں نصیحت فرمائی کہ

"جہاں خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اِخلاص کے اظہار کا موقع دیا ، وہاں یہ بھی بتا دیا کہ انسان آخر انسان ہی ہے خواہ وہ کوئی ہو ۔ اور ایک نہ ایک دن اُسے اپنے مخلصین سے جُدا ہونا پڑتا ہے ۔ اس بات کا احساس بھی خدا تعالیٰ نے جماعت کو کرا دیا ۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ خلیفہ سے جماعت کو جو تعلّق ہے وہ جماعت ہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہے ۔ اور جو بھی خلیفہ ہو ، اس سے تعلّق ضروری ہے ۔ یاد رکھو اسلام اور احمدیت کی حفاظت سب سے مقدّم ہے اور جماعت کو تیار رہنا چاہئے کہ جب بھی خلفاء کی وفات ہو جماعت اس شخص پر جو سب سے بہترین خدمتِ دین کر سکے ، اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اس سے الہام پانے کے بعد متّفق ہو جائے گی ۔ انتخابِ خلافت سے بڑی آزمائش مسلمانوں کے لئے اور کوئی نہیں ۔ یہ ایسی ہے جیسے باریک دھار پر چلنا ۔ ذرا سا قدم لڑکھڑانے سے انسان دوزخ میں جا گرتا

ہے ۔ غرض انتخابِ خلافت سب سے بڑھ کر ذمہ داری ہے ۔ جماعت کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری پہچاننی چاہئے"۔ (الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۳۱)

قصور شہر میں قیام

آپ تیس (۳۰) سال کی عمر میں میونسپلٹی قصور ضلعٔ لاہور کے اگزکٹو آفیسر مقرر ہوئے ۔ اس چند سالہ قیام میں آپ نے اپنوں اور دوسروں پر اپنی نیک سیرت سے اچّھا اثر ڈالا ۔ بعض احباب جو اس زمانہ کے بقید حیات ہیں ان سے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں وہ ابتک ان کے دِلوں کو گرماتی ہیں ۔

(۱) حضرت مصلح موعودؑ سے عشق

چوہدری محمد عمر صاحب بیان کرتے ہیں کہ

چوہدری محمد عبد اللہ خاں صاحب کا معمول تھا کہ آپ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں قصور سے جا کر حاضر ہوتے اور دِل کی پیاس بُجھاتے ۔ ایک دفعہ بروز ہفتہ شام کو ساڑھے پانچ بجے میں ہائی کورٹ کے پاس ایک مقام پر آپ کے کہنے کے مطابق پہنچ گیا ۔ آپ اپنی موٹر پر قصور سے آئے اور مجھے ساتھ لیکر قادیان کی طرف روانہ ہوئے ۔ برسات کا موسم تھا ۔ شالا مار سے دو میل آگے ایک انگریز کی موٹر کار کی روشنی فیل ہو گئی تھی ۔ پوچھنے پر اس نے اپنی بے بَسی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے امرتسر پہنچنا ہے ۔ آپ کے

کہنے پر اس نے اپنی کار آگے آگے چلائی اور آپ نے اپنی موٹر اس ڈھنگ سے چلائی کہ اُسے روشنی میّسر آتی رہی ۔ امرتسر پہنچ کر اُس نے شکریہ ادا کیا ۔ آپ نے کہا کہ الحمد للہ کہ مجھے خدمت کا موقعہ مِلا ۔

یہ رات کے بارہ بجے کا وقت تھا ۔ ریلوے سٹیشن پر ہم نے چائے وغیرہ پی ۔ جب ہم کتھو تنگل والی نہر کے پاس پہنچے تو آسمان ایسا شدید ابر آلود تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ دیتا تھا ۔ نہر کے پُل کے پاس چھ سات قد آور افراد کھڑے تھے ۔ جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں ۔ انہوں نے کار رکوانے کے لئے ہاتھ کھڑا کیا ۔ میں نے مشورہ دیا کہ کار نہ روکیں ۔ یہ علاقہ خطرناک ڈاکوؤں کا ہے ۔ لیکن آپ نے کار بالکل اُن کے قریب لا کر کھڑی کر دی اور پوچھا کہ کیا بات ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سمجھا تھا کہ بس ہے ۔ ہمیں معاف کریں کہ ہم نے غلطی کی ۔ دھاریوال (ضلع گورداسپور) سے ہم ایک شادی پر آئے ہیں ۔ بعد میں اطلاع ملی ہے کہ ہمارے والد فوت ہو گئے ہیں ۔ اب گورداسپور جو ٹرین جائے گی وہ یہاں نہیں رکتی ۔ چوہدری صاحب نے سب کو اپنی موٹر میں سوار کر لیا اور بٹالہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچا دیا ۔ اور کہا کہ اب ٹرین آنے والی ہے ۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو مَیں خود آپ کو دھاریوال چھوڑ آتا ہوں ۔ انہوں نے کہا اب ہم گاڑی سے چلے جائیں گے اور آپ کا شکریہ ادا کیا اور آپ کی اولاد کو دعائیں دیں ۔

بٹالہ قادیان سڑک اس زمانہ میں بالکل کچی تھی ۔ موضع وڈالہ گرنتھیاں

کے پاس زیادہ ہی خراب تھی ۔ کار وہاں پھنس گئی چنانچہ ایک کنویں پر میں گیا ۔ وہ لوگ دو بیل لائے ۔ اور انہوں نے گاڑی نکال دی ۔ چوہدری صاحب نے شکریہ بھی ادا کیا اور کچھ رقم بھی دی ۔ صُبح کی اذان کے وقت ہم حضرت چوہدری فتح محمدؓ صاحب سیالؓ کے ہاں پہنچے ۔ اور چوہدری عبد اللہ خاں صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ اور بزرگوں سے ملاقات کی اور دعا کی درخواست کی ۔ اور واپسی پر پھر ملاقات کی اور واپس ہو کر آپ شام کو قصور پہنچے ۔

ایک غریب رشتہ دار کی مدد

آپ کے ایک عزیز نے سنایا کہ ایک دفعہ میں مال روڈ پر سائیکل پھسلنے سے گر پڑا اور ایک بازو پر شدید چوٹ آئی ۔ ایک بوڑھے انگریز نے مجھے سہارا دیکر اٹھایا اور ٹانگہ پر سوار کرا کے میرے گھر بھجوایا ۔ چوہدری صاحب کو علم ہوا تو قصور سے آکر مجھے اپنی موٹر پر سوار کرکے اپنے پاس لے گئے ۔ شیر کی چربی اور مالش کرنے والا مہیا کیا ۔ بیس دن کی مالش سے بازو سیدھا ہو گیا اور دفتر جانے لگا ۔ خدا ترسی سے آپ نے مجھ غریب رشتہ دار سے ایسی ہمدردی کی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنّت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کی اولاد پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے ۔ اَمین

دعاؤں پر یقین

آپ کا ایک عزیز بچہ شدید بیمار ہو گیا ۔ عزیز کی والدہ محترمہ کو بڑا غم تھا چوہدری صاحب نے صدقات اور دعاؤں کی طرف توجہ دی ۔ حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ کو شاہدرہ سے آنے کی تکلیف دی ۔ آپ نے احباب سمیت دعا شروع کی سجدے میں پڑے رو رہے تھے ۔ اتنی لمبی دعا کی کہ دوسروں کے پسینے چھوٹ گئے ۔ تب قاضی صاحب نے سجدہ سے سر اٹھایا اور کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ بچہ صحت یاب ہو جائیگا ۔ یہ بچہ بہت کمزور تھا ۔ اور اسکے بچ جانے کی امید نہ تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور صحت عطا کی ۔ یہ بچہ عزیز چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب اب امیر جماعت لاہور ہے ۔

(۲) بیان شیخ ذکاء اللہ صاحب

آپ سے میرے تعلقات کا آغاز ۱۹۳۸ء میں ہوا ۔ جب شہر قصور میں ۱۹۳۸ء میں ہیضہ نے وبائی صورت اختیار کی اور سرکاری طور پر ایک ہندو انسپکٹر ایک اور مُسلمان کو اور مجھ سینیٹری انسپکٹر کو وہاں ڈیپوٹیشن پر بھجوایا گیا ۔ ہم نے مطابق قاعدہ آپ اگزکٹو آفیسر کو اپنی تعارفی اسناد پیش کیں ۔ تو آپ نے کہا کہ کوئی ضرورت ہو تو بتائیں ۔ اسپر میرے ایک ساتھی نے لمبی چوڑی خوشامدانہ تمہید باندھنی شروع کی ۔ میں نے آپ کے چہرہ سے

بھانپ لیا کہ آپ کو خوشامد پسند نہیں ۔ سو میں نے قطع کلامی کر کے کہا کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ شہر وبا زدہ ہے اسلئے ہماری رہائش کا اور الگ کھانے کا انتظام کرنے کیلئے ایک باورچی کا انتظام کر دیا جائے ۔ آپ نے فوراً اس بارے میں حکم صادر فرمایا اور کہا کہ بات ہمیشہ مختصر اور مدّعا تک محدود کرنی چاہئے ۔ اس طرح وقت ضائع نہیں ہوتا ۔ اور یہ ہدایت بھی کی کہ ہم آپ کو روزانہ شام کو مجموعی رنگ میں وبا کے بارے میں صورتِ حال سے اطلاع دیتے رہیں ۔

جب ہم اس شام کو آپ کے پاس پہنچے تو وہاں شہر کے عمائدین و رؤساء کا ایک گروہ موجُود پایا ۔ جیسے کوئی دربار لگا ہوا ہے ۔ آپ کے دریافت کرنے پر ہم نے شہر کا حال بیان کیا ۔ پھر آپ کی اجازت سے ہم جانے لگے تو مجھے ٹھہرنے کو کہا ۔ لوگوں سے فارغ ہو کر مجھ سے ذاتی قسم کے سوالات کئے ۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں احمدی ہُوں تو آپ نے اُٹھ کر مجھ سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ جب آپ نے تعارف کے وقت بہت بے خوفی سے اور نہایت مختصر الفاظ میں اپنا مُدّعا بیان کیا تھا تو مجھے بہت بَھلا معلوم ہوا تھا اور پھر فرمایا کہ آپ اپنا سامان لیکر میرے پاس ہی آ جائیں ۔ میرے اہل و عیال موسمِ گرما کی تعطیلات میں مری گئے ہوئے ہیں ۔ میرے انکار پر آپ نے اپنے ڈرائیور کو کہا کہ ان کا سامان کار میں لے آؤ اور فرمایا کہ جب میں موجود ہوں تو میرا بھائی غیر تسلّی بخش حالات میں کیوں تکلیف اٹھائے اس طرح

مجھے مجبوراً آپ کے ہاں تین ماہ قیام کا موقع مِلا ۔

اس قیام میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ کا دسترخوان بہت وسیع ہے ۔ دو اور احمدی دوست بھی آپ کے پاس قیام رکھتے تھے اور آپ کی مہمان نوازی کا یہ عالَم تھا کہ ہمارے مشورہ کے مطابق کھانا پکتا تھا ۔ ایک دن آپ نے پوچھا کہ چائے کے ساتھ کیا پسند کریں گے مَیں نے کہا کہ تلی ہوئی مچھلی ۔ آپ نے کہا کہ یہ تو قصور میں نہیں ملیگی ۔ اور ہمیں اپنی کار میں لاہور لے جا کر انار کلی کے ایک اعلیٰ ہوٹل میں مچھلی کِھلوائی ۔

آپ کو شعر و ادب سے بہت شغف تھا ۔ راستہ میں آپ ادبی گفتگو کرتے رہے ۔ اور موقع بہ موقع حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اشعار برجستگی سے پڑھتے جاتے تھے ۔ آپ فرماتے تھے کہ میں احمدی احباب کو اکثر اپنے پاس اس لئے رکھتا ہوں کہ ایک تو نماز باجماعت کی توفیق ملتی ہے ۔ دوسرے دُعا کا فائدہ پہنچتا ہے ۔ آپ کے گھٹنے میں تکلیف تھی اور آپ ہمیشہ دعا کی تحریک کرتے رہتے تھے ۔ اس مرض کے اپریشن کے لئے بعد میں آپ کو انگلستان بھی جانا پڑا تھا ۔

ایک غریب شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ فلاں ایس ۔ ڈی ۔ او کے پاس چپراسی کی اسامی خالی ہے ۔ آپ میری سفارش کر دیں ۔ میں اور میرے بچّے ساری عمر آپ کو دعائیں دیتے رہیں گے ۔ آپ نے کہا کہ میں تو اس ایس ۔ ڈی ۔ او کو جانتا نہیں ۔ سفارش کیسے کروں

اس نے نہایت سادگی سے کہا تو کیا ہوا ۔ آپ کو تو سب لوگ جانتے ہیں ۔ اس پر آپ مُسکرائے اور اسے اپنی کار میں لیکر آٹھ دس میل کے فاصلہ پر اس افسر کے پاس پہنچے ۔ اُس نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ جناب ! آپ نے کیوں تکلیف فرمائی ۔ آپ رقعہ لکھ دیتے یا مجھے بُلا لیتے فرمایا کہ میں تو صرف ثواب کی خاطر آپ کے پاس آیا ہوں ۔ ورنہ میں اس شخص کو بالکل نہیں جانتا ۔ چنانچہ یہ شخص ملازم رکھ لیا گیا ۔

اسی قیام کے دوران مجھے لاہور ٹیلیگراف آفس میں ایک مستقل ملازمت کے انٹرویو کے لئے بُلایا گیا ۔ اجازت لی تو پوچھا کیسے جاؤ گے ۔ میں نے کہا کہ بَس میں چلا جاؤں گا ۔ کہنے لگے کہ عبد اللہ خاں کا بھائی کار کی موجودگی میں بس کا تکلیف دہ سفر کیوں کرے ؟ میرے متواتر انکار پر بھی ڈرائیور کو کہا کہ مجھے لے جائے اور انگریزی میں ایک سفارشی چھٹی بھی بطور اپنے عہدہ اگزکٹو آفیسر دی ۔ جس میں لکھا کہ شیخ ذکاء اللہ قصور میں بطور سینٹری انسپکٹر بوجہ وبائے ہیضہ تھوڑے عرصہ سے کام کر رہے ہیں ۔ لیکن اس شخص نے اپنے بہت اچھے اوصاف کے مالک چُست نوجوان کے طور پر مجھے متأثر کیا ہے ۔ یہ پورے طور پر دیانتدار ، فرض شناس اور بہت ہی محنتی ہے ۔ میری خواہش ہے کہ میں اس کو مستقل طور پر کام پر لگا سکتا لیکن ایسی اسامی میرے پاس نہیں سو جہاں بھی وُہ کوشش کرے میں اسکی کامیابی کا باخلاص خواہاں ہوں ۔ میں حکّام کے پاس اسکی سفارش کرتا ہُوں اور مجھے یقین ہے

کہ وہ بھی میری طرح اس سے متأثّر ہوں گے ۔ بہرحال کار جب تار گھر کی ڈیوڑھی میں کھڑی ہوئی تو آفس سپرنٹنڈنٹ جو ایک مدراسی غیر مُسلم تھا ، بڑھ کر میرے پاس آیا اور اُس نے مجھ سے پوچھا کہ کس سے ملاقات کرنا ہے ۔ میں نے انٹرویو کی چھٹی دکھائی تو وہ مجھے سر سے پاؤں تک دیکھتا رہ گیا ۔ اور فوراً اپنے افسرِ اعلیٰ کے پاس گیا جس نے اُسی وقت مجھے اپنے پاس بُلایا ۔ صرف نام پوچھا اور یہ بات کہ آیا تنخواہ کا سکیل معلوم کر لیا ہے ۔ میں نے کہا کہ معلوم ہے ۔ تو افسر نے کہا کہ گھر پر اطلاع بھجوا دی جائے گی ۔ میں نے واپس آکر محترم چوہدری صاحب کو سب کچھ سنایا اور کہا کہ آپ کی کار نے مجھے اس ملازمت سے محروم کر دیا ہے ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو ۔ وہ اس سے بہتر انتظام کر دے گا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

بعد میں آپ سے دوستانہ تعلّقات اتنے بڑھے کہ آپ اکثر مجھے خطوط لکھتے تھے ۔ ان میں اکثر دُعا کی تحریک ہوتی تھی ۔ محبّت و اخلاص آپ کی تحریر سے ٹپکتا تھا ۔ جب آپ ٹاٹانگر میں تھے تو میں اس وقت میں بنگال کے مشرقی حصّہ میں آرمی ہیڈ کوارٹر میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ماتحت کام کرتا تھا ۔ رخصت پر لاہور اپنے گھر جاتے وقت کلکتہ کے راستہ جانا ہوتا تھا ۔ چوہدری صاحب کو اس کا علم ہوتا تو اِصرار کرتے کہ بھائی ! ٹاٹانگر ضرور آؤ ۔ زائد کرایہ ادا کر دوں گا ۔ بڑے ہی مُخلص دوست تھے اور صائب الرّائے ۔ اسی طرح سلسلہ سے آپ کی فدائیت اور حضرت مصلح موعودؓ سے آپ کی محبّت اور

اطاعت قابلِ تقلید تھی ۔

میں ۱۹۵۱ء میں کوئٹہ سے کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں کراچی گیا ۔ کراچی جاؤں اور عبد اللہ خاں سے نہ مِلوں یہ کیسے ممکن تھا ۔ ایک مُلاقات میں میں نے کہا کہ آپ کی اس جماعت کے فلاں شخص نے میرا قرض دینا ہے اور نہیں دیتا ۔ آپ کو اپنے احباب جماعت سے اتنی محبّت تھی کہ کہنے لگے کہ میں اپنی جماعت کے کسی شخص کے خلاف ایسی بات نہیں سُن سکتا ۔ افسوس کہ وہ شخص کراچی چھوڑ کر چلا گیا ہے ورنہ آپ کا قرضہ اسی وقت ادا ہو جاتا ۔

میرا تبادلہ ۱۹۵۶ء میں مالیر کینٹ کراچی میں ہو گیا ۔ میرا کلیم ایک کلیم آفیسر نے کوئی ساڑھے ستائیس ہزار روپے کا منظور کیا اور اُس پر میرے دستخط لے لئے ۔ جب میں نقل لینے گیا تو اُس نے رشوت نہ ملنے کی وجہ سے سترہ ہزار کر دیا اور کوئی وجہ نہ لکھی ۔ بعد میں علم ہوا کہ وہ رشوت کا بہت عادی ہے ۔ اور رشوت نہ دینے والوں کو اسی طرح تنگ کرتا تھا ۔ محترم چوہدری صاحب ان دنوں کراچی میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر تھے ۔ میں نے آپ کے پاس نہایت شدّومدّ سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس سے اس صریح بے قاعدگی کے بارے پوچھیں کہ کیوں کی ۔ آپ نے کہا کہ ہر بے قاعدگی کے اِزالہ کیلئے ایک طریق ہے ۔ سو اپیل کر دو ۔ میں نے کہا کہ وکیل کی فیس آپ دیدیں ۔ میں اپیل کر دیتا ہوں ۔ فرمایا کہ آپ کو وکیل کی ضرورت

نہیں ۔ آپ اپنے مقدمہ کی پیروی بہتر طور پر کرسکتے ہیں ۔ اب اپیل کی پیروی کے لئے مجھے بار بار سترہ میل دور سے آنا پڑتا تھا ۔ آخر ایک روز میں نے آپ سے کہا کہ آپ اس افسر سے کہہ دیں کہ فیصلہ جلدی کر دے ۔ فرمانے لگے کہ یہ بھی سفارش ہے ۔ وہ افسر سمجھ لیگا کہ آپ میرے آدمی ہیں ۔ میں سفارش نہیں کروں گا ۔ بالآخر بڑی مشکل سے اس بات پر راضی ہوئے اور اسے کہا کہ حق کے مطابق فیصلہ کرنا مگر جلد ۔ سائل سترہ میل دُور ملازم ہے ۔ چنانچہ فیصلہ جلد اور استحقاق کے مطابق ہو گیا ۔ گویا ذاتی امور میں از حد معاون و مشفق ہونے کے ساتھ ساتھ آپ از حد با اُصول بھی تھے ۔

شیخ محمدؐ امین صاحب قوم لُوہا خوجہ ، رئیس قصور نے (جو غیر از جماعت ہیں) اور نوے سال کی عُمر کے ہیں اس زمانہ کی پیاری اور محبّت بھری یاد کو تازہ کرتے ہوئے اس وقت کے تاثرات بیان کرکے خوشی محسوس کی ۔

کہ عرصۂ قیامِ قصور میں میرے اور چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے باہم بہت گہرے مراسم رہے ۔ باوجود اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کے آپ بہت احترام سے پیش آتے تھے ۔ میں جب بھی مُلاقات کے لئے جاتا ، آپ اسوقت تک نہیں بیٹھتے تھے جب تک پہلے مجھے نہیں بٹھا لیتے تھے ۔ جب بھی ایسا کام آن پڑتا جس میں آپ کی سفارش مطلوب ہوتی ، آپ کبھی نہ ٹالتے بلکہ فوراً ساتھ چل پڑتے اکثر احباب کے ساتھ آپ کا یہی سلوک تھا ۔ آپ اپنے احباب کے لئے ایسی محبّت اور خلوص رکھتے تھے کہ یُوں معلوم ہوتا

تھا کہ اُن کی خاطر آپ کو اپنی جان تک کی پروا نہیں ۔ میونسپلٹی کے معاملات میں آپ غیر جانبدار رہتے تھے ۔ بہت غریب پرور تھے ۔ کسی غریب شخص کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے ۔ اور نہیں تو کم از کم آپ کی ہمدردی وہ ضرور ساتھ لے جاتا تھا ۔

(۵) چوہدری صاحب کی سیرت کا ایک درخشندہ پہلو یہ تھا کہ آپ کا طریق کار دانشمندانہ تھا اور آپ غلط بیانی نہیں کرتے تھے ۔ اور مروّت کے ساتھ آپ مخالف کا دِل موہ لیتے تھے ۔ مولوی محمد عمر صاحب اور ملک عبد المجید صاحب سناتے ہیں کہ جب آپ میونسپل کمیٹی قصور کے ایگزیکٹو آفیسر تھے ۔ تو کمیٹی کے پریزیڈنٹ ایک خان بہادر تھے جو شدید معاندِ احمدیت تھے ۔ ان صاحب نے افسرِ بالا کے پاس شکایت کی کہ چوہدری صاحب دفتری اوقات میں تبلیغ کرتے ہیں ۔ اس افسر کے استفسار پر آپ نے بے خوفی اور صداقت شعاری اختیار کرتے ہوئے کہا کہ میرے بارے میں یہ شکایت کبھی نہیں ہوئی کہ میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہوں ۔

(۶) مولوی محمدؐ عمر صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ چوہدری صاحب کی غیر حاضری میں اس خان بہادر نے اپنے حامیوں کی اکثریت کے بَل بوتے پر میونسپل کمیٹی قصور سے یہ قرارداد منظور کرانے کا ارادہ کر لیا کہ ہمیں اس ایگزیکٹو آفیسر کی ضرورت نہیں ۔ کسی ہمدرد کے آپ کو فون پر اطلاع دینے پر آپ فوراً قصور پہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا اور مخالفانہ سعی

ناکام رہی ۔ خان بہادر کو اکسانے والا وہ شخص تھا جس کے بیٹے کو آپ نے خاص کوشش کرکے ملازمت دلوائی تھی ۔ لیکن اس احسان فراموش سے آپ نے عفو کا سلوک کیا ۔

مولوی صاحب موصوف اور ملک صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ

خان بہادر کا ایک حامی میونسپل کمیٹی کے انتخاب میں کامیاب ہوا کامیابی کی خوشی میں مخالف گروپ کا جلوس آپ کے مکان کے پاس سے گزرا ۔ اسوقت آپ کے دفتر کے چپراسی نے جو خان بہادر کا حامی تھا ، آپ کو گالیاں دیں آپ نے دوسرے روز اسے بلا کر کہا کہ تم نے میرا چپراسی ہو کر مجھے گالیاں دیں ۔ بتاؤ اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں ۔ کہنے لگا آپ صاحبِ اختیار ہیں آپ نے اسکی تمام مخالفانہ حرکات سے درگذر کرتے ہوئے وقت آنے پر اسکو ترقی دی اور محرر بنایا نتیجۃً اس نے اسوجہ سے مزید ترقّی کا موقعہ پایا ۔ اس ترقّی اور عفو سے بعد میں وہ آپ کا اس قدر گرویدہ اور جاں نثار ہو گیا کہ وہ ہر وقت دل و جان سے آپ پر فِدا ہونے کے لئے تیار رہتا تھا ۔ اور ابتک آپ کے اس کریمانہ سلوک کا تذکرہ کرتا رہتا ہے ۔

آپ ایک دفعہ حکومتِ پاکستان کی طرف سے دہلی جا رہے تھے ۔ میرے بھانجے کے بیٹے نے مجھ سے اپنی قرابت بتلا کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ دہلی جانا چاہتا ہے واپسی پر میں نے کہا کہ اس بچے نے نادانی سے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف دی ۔ فرمایا ۔ میں کچھ نہیں جانتا ۔ اس نے آپ کا نام لیا

تھا ۔ یہ تعارف کافی تھا ۔ میں خوش ہوں کہ ساتھ لے چلنے سے اسے خوشی ہوئی ۔

دوست نوازی کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ کراچی میں میں نے آپ سے کہا کہ فلاں صاحب سے مجھے کام ہے ۔ آپ میری مدد کریں ۔ آپ نے کہا کہ وہ شخص کسی کا کام نہیں کرتا ۔ اسپر میں نے کہا کہ پھر رہنے دیجئے ۔ میں آپ کو کیوں تکلیف دوں ؟ آپ نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا چلئے ہم چلتے ہیں ۔ ایک تو آپ کو پتہ چل جائیگا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا ٹھیک تھا ۔ دوسرے آپ کو یہ خیال نہ گذرے کہ عبد اللہ خاں نے آپ کو ٹال دیا ہے ۔ چنانچہ آپ مجھے موٹر پر ان صاحب کے پاس لے گئے اور اس شخص نے کوئی عذر کر دیا اور میرا کام نہ ہوا ۔

آپ کے قصور متعیّن ہونے سے پہلے وہاں کے لوگوں نے ایک مجلس طنزومزاح قائم کر رکھی تھی ۔ اچھے اچھے لوگ اسمیں شامل تھے ۔ مذاق مذاق میں وہ لوگوں کی پگڑیاں اُچھال دیتے تھے ۔ ایک تنگ گلی تھی جس کے سرے پر ڈھلان تھی ۔ اور سیمنٹ کا پلستر ۔ چھوٹا بڑا ہر رہگذر وہاں پھسل جاتا تھا ۔ آپ کے وہاں آ جانے پر اس انجمن کی طرف سے ایک قلمی اشتہار آپ کے مکان کے باہر چسپاں کر دیا گیا کہ ہم نے سنا ہے کہ میونسپل کیمٹی ایک بہت بڑا تماشہ کرنے والا لائی ہے جو سارے جِنّ بھوت نکال دیتا ہے ۔

فلاں گلی سے جو بھی گزرتا ہے اسے یہ جِنّ گرا دیتا ہے ۔ دیکھیں یہ تماشہ کرنے والا اس جِنّ کو کب نکالتا ہے ۔ چوہدری صاحب کو کسی نے یہ اشتہار دکھایا تو آپ کمیٹی کے اوورسیر کو لیکر فوراً موقعہ پر پہنچے اور اسیوقت یہ کونہ تُڑوا کر اسے ہموار کراکے پلستر کروا دیا ۔ دوسرے دن اس انجمن کی طرف یہ اشتہار نکلا کہ یہ تماشہ کرنے والا بہت کامل ہے ۔ اس گلی کا جِنّ اس نے نکال دیا ہے ۔ اب وہ سارے شہر کے جِنّ نکال دے گا ۔ "ای ۔ او (یعنی ایگزیکٹو آفیسر) زندہ باد!"

کوئی ضرورت مند آپ کے پاس آتا تو آپ اسے خالی ہاتھ بھجوانا پسند نہ کرتے خواہ آپ کے پاس اتنی ہی رقم ہوتی جو آپ اسے دے رہے ہوتے ۔ بارہا ایسا ہوا کہ آپ غریبوں کی امداد کی وجہ سے خالی ہاتھ رہ گئے اور پھر کسی اور سے عاریۃً رقم لے لیتے اور بعد میں ادا کر دیتے شیخ محمدؐ امین صاحب لُوہا وغیرہ اپنے دوستوں سے بھی ایسے حاجت مندوں کی اِمداد کروا دیتے تھے ۔

آپ کے دل میں خدمتِ خلق کا جذبہ موجزن رہتا تھا اور آپ کا دروازہ اپنے اور پرائے ، امیر و غریب سب کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا ۔ میونسپل کمیٹی کے عملہ کے علاوہ سفارش کرانے والے آتے ۔ آفرین ! صد آفرین !! کیا مجال جو کسی کو انکار کرتے ۔ ہر ایک کی دلجوئی کرتے ایک شخص اس میونسپلٹی کی سپرنٹنڈنٹ چونگی کی اسامی سے ریٹائر ہوا ۔ اس کا بیٹا احراری پارٹی سے وابستہ تھا جس کے اُکسانے پر وہ دوسرے تیسرے آپ کو گالیوں

سے بھرے خط لکھتا رہتا تھا ۔ آپ نے مجھے منع کیا کہ اس سے کوئی ناجائز سلوک نہ کیا جائے ۔ ایسے لوگوں اور ہم میں کوئی تو فرق ہونا چاہئے ۔ دیکھتے رہیے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے دیگا ۔

کچھ عرصہ بعد اس نوجوان نے ملازمت کے لئے اگزکٹو انجینئر فیروزپور کے پاس درخواست دی ۔ سفارش کرانے کے لئے سرگرداں تھا کسی نے کہا کہ چوہدری عبداللہ خاں صاحب سفارش کر دیں تو کام بن سکتا ہے ۔ چنانچہ یہ باپ بیٹا دونوں آپ کے پاس پہنچے اور باپ نے سفارش کے لئے منّت کہا کہ اس طرح اسے ملازمت مل جائیگی اور میں عمر بھر آپ کی نیکی نہیں بُھولوں گا ۔ آپ نے ان کو کوئی بدسلوکی یاد نہ دلائی اور خوش دِلی سے اُسے اس افسر کے پاس لے گئے ۔ حالانکہ اس سے متعارف نہ تھے ۔ اور اگزکٹو آفیسر میونسپلٹی قصور اپنا عہدہ بتلا کر اپنا تعارف کروایا ۔ اور اس نوجوان کا ایک خط دکھاتے ہوئے کہا کہ میں ایسے فرد کی سفارش کرنے آیا ہوں جو مجھے گالیاں دیتا ہے ۔ اس سے آپ سمجھ لیں کہ میری سفارش کی کسقدر وقعت ہے ۔ اس نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے ۔ اور اس کی درخواست پر سرخ نشان لگاتے ہوئے کہا کہ اسے مُلازمت دیدی جائے گی ۔ چنانچہ ملازمت مل گئی اور مخالفت کا باب ختم ہو گیا ۔ اور دونوں باپ بیٹا آپ سے معافی مانگ مانگ کر تھک گئے ۔ آپ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے میرا کچھ نہیں گنوایا ۔ میں ناراض نہیں ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے ۔ اب دونوں کی زبان پر یہ بات

تھی کہ یہ شخص انسان نہیں فرشتہ ہے ۔

آپ جماعتی خدمت کو اپنی زندگی کا اوّلین مقصد سمجھتے تھے اور اس میں کوتاہی نہیں کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکو معاملہ فہمی اور قوّتِ فیصلہ کی نعمتیں ودیعت تھیں احباب سے نہایت پیار اور محبّت سے کام لیتے ۔ آپ کے عملہ میں ایک احمدی دوست تھے جو نیک ، علم دوست اور پابند شریعت تھے ۔ انہوں نے مسجد میں آنا ترک کر دیا اور کسی سے اظہار کیا کہ مجھے امیر صاحب سے کچھ اختلاف ہے اس لئے میں اُن کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھتا ۔ محترم چوہدری صاحب کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے جماعت کا اجلاس بُلایا اور اس میں کہا کہ بسا اوقات مجھے نماز کے لئے آنے میں تاخیر ہو جاتی ہے اور دَورے بھی کرنے ہوتے ہیں ۔ اور اُن کا نام لیکر کہا کہ میں اُن کو "امام الصّلوٰۃ" مقرّر کرتا ہوں ۔ احباب نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا ۔ امام الصلوٰۃ مقرر ہونے پر ان صاحب کا سارا اختلاف دُور ہو گیا ۔ جب آپ تشریف لاتے تو وہ دوست خود آپ سے کہتے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں اب آپ ہی نماز پڑھائیں ۔

آپ کا شوقِ تبلیغ دیوانگی کی حدّ تک پہنچا ہوا تھا ۔ جس محفل میں آپ کو دیکھا کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ کرتے پایا ۔ حتّٰی کہ شعر و شاعری کی مجلس میں بھی آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سنا کر حقِّ تبلیغ ادا کر دیتے تھے ۔ کبھی آپ احمدی احباب کے ساتھ وہاں کے گِرجے میں جا پہنچتے

اور لطیف انداز میں بحث کرتے اور اچھا خاصہ اثر عیسائیوں پر چھوڑتے تھے ۔

آپ دوستوں کو نمازوں کی پابندی کی تلقین کرتے خود بھی پابند تھے ۔ بعد نماز فجر آپ درس دیتے تھے ۔ ایک دفعہ دورانِ درس آپ کے ایک بے تکلف دوست مولوی ابراہیم سول جج سیر کرتے کرتے ادھر آنکلے اور ایک طرف بیٹھکر سُنتے رہے ۔ درس ختم ہونے پر علیک سلیک ہوئی تو وہ بے ساختہ پنجابی میں کہنے لگے "او چوہدری ! مجھے تو آج پتہ لگا ہے کہ تجھے قرآن بھی آتا ہے" آپ نے کہا کہ "مجھے قرآن آتا ہے اسلئے کہ میں مولوی نہیں ہوں" جج صاحب موصوف نے کہا کہ میں نے یہ بات مذاق سے نہیں کہی بلکہ حقیقتاً میں آپ کے درس سے بہت لُطف اندوز ہُوا ہُوں ۔

درود شریف اکثر آپ کے وردِ زبان رہتا تھا ۔ ایک دفعہ لاہور سے آپ کی واپسی نصف شب کو ہوئی ۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے لب حرکت کرتے ہیں ۔ میرے فکر کے اظہار پر کہنے لگے ۔ "بے فکر رہو ۔ میں دُرود شریف پڑھ رہا ہوں جس کی برکت کیوجہ سے کوئی خطرہ نہیں" ۔ درود شریف کی برکت کی بات چل پڑی تو سنانے لگے کہ اگلے روز رات کے دو بجے میں لاہور سے آ رہا تھا ۔ سڑک پر بیس کے قریب لوگ لاٹھیاں لئے کھڑے تھے ۔ ڈاکہ کی صورت نظر آتی تھی ۔ میں درود شریف کا وِرد کرتے ہوئے ان کے درمیان سے گذر گیا اور لاٹھیاں جو انہوں نے ماری تھیں ان کے سڑک پر

پڑنے کی آواز آئی ۔

احراری مخالفت کے زمانہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی تھی ۔ اور نواحِ قادیان میں پولیس چوکیاں قائم کر دی گئی تھیں تاکہ حفاظتِ قادیان کے لئے احمدی احباب بیرون سے قادیان نہ پہنچ سکیں ۔ کیونکہ حضرت مصلحِ موعودؓ نے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ اگر حکومت ہماری حفاظت کا خاطر خواہ انتظام نہ کر سکی تو میں اپنی جماعت کو کہوں گا کہ وہ آکر قبروں کی حفاظت کریں ۔ (الفضل ۳۰ جنوری ۱۹۳۵)

محترم چوہدری صاحب خُطبہ سناتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے تو آبدیدہ ہو گئے ۔ بعد نماز جمعہ میں نے آپ کے گھر تک رفاقت کی ۔ فرمایا کل قادیان چلیں ۔ چنانچہ ایک بَس کا انتظام کرکے آپ متعدّد احبابِ جماعت کی معیّت میں جن میں مَیں بھی شامل تھا ، آپ قصور سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے ۔ قادیان کے قریب نہر کے پاس پہنچے تو وہاں پولیس کا کیمپ لگا ہوا تھا ۔ پولیس کے ایک حوالدار نے ہمیں کہا کہ آگے جانے کی اجازت نہیں آپ ڈپٹی صاحب سے بات کرنا چاہیں تو کر لیں ۔ تائیدِ خداوندی دیکھئے ۔ مجھے لیکر آپ خیمہ کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوئے تو ڈی ۔ ایس ۔ پی صاحب کُرسی سے اٹھے اور دوڑ کر آپ سے لپٹ گئے ۔ اور کہا ۔ عبد اللہ خاں ! آپ کِدھر ؟ اور پھر بڑی تکریم سے ہمیں بٹھلایا ۔ خیر و عافیت پوچھی اور بتایا کہ پُل عبور کرکے قادیان جانے کی اجازت نہیں ۔ آپ نے کہا کہ ہم نہر کے پانی

میں سے گزر کر چلے جاتے ہیں ۔ یہ افسر بہت متاثر تھا ۔ اُس نے کہا کہ آپ بَس یہاں چھوڑ دیں جو بعد میں میں بھجوا دوں گا ۔ آپ لوگ آرام سے چلے جائیں ۔

یہ صاحب آپ کے ہموطن یعنی ڈسکہ کے رہنے والے تھے اور سکول اور کالج میں آپ کے ہم جماعت رہے تھے ۔ وہ ہمیں خیمہ سے باہر تک الوداع کہنے آئے ۔ تھوڑی دُور ہم ان سے رخصت ہو کر گئے تو آپ نے کہا کہ یہ افسر ہیں ۔ ان کو کوئی تحفہ دینا چاہئے ۔ پھل کی ایک ٹوکری موجود تھی جو میں ان کو دے آیا ۔ تو ڈپٹی صاحب نے بے تکلّفی سے چوہدری صاحب سے مخاطب ہو کر کہا آپ اپنے طریق سے باز نہیں آئے ۔ یہ بھی کہا کہ تمہاری پرانی باتیں یاد آتی رہتی ہیں اور تمہاری یاد تازہ رہتی ہے ۔

ہم قادیان پہنچے تو حضور کی طرف سے ملاقات کی اجازت فوراً مِل گئی ۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ آپ کیسے آ پہنچے جبکہ پولیس کے پہرے لگے ہوئے ہیں ۔ آپ نے عرض کیا حضور پر میرے ماں باپ قربان ! حضور کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبیل پیدا کر دیتا ہے ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ میرا دوست نکل آیا اور میں حاضر ہو گیا ہوں ۔ حضور نے اس حاضری پر بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اسوقت کے حالات کی تفاصیل بیان فرمائیں اور ہدایات بھی دیں اور دعاؤں کے ساتھ ہمیں رخصت فرمایا ۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا ذہن رسا عطا ہوا تھا کہ آپ جس مجلس

میں بیٹھتے میر مجلس آپ ہی ہوتے اور ہر محفل میں آپ سج جاتے ۔ اپنا مقام خود پیدا کر لیتے ۔ ہمہ صفت موصوف تھے ۔ مجسّم رحم و کرم ۔ پیار ہی پیار ۔ طبعیت میں پاکیزہ رنگینی ، گفتگو میں شیرینی ۔ سادہ مگر باوقار ۔ شاہانہ مزاج لیکن درویشی کے لباس میں ۔ آپ اپنے احباب اور ملازمین کو احتراماً پُورے نام سے پکارتے تھے ۔ کسی پر ناراض بھی ہوتے تو پیار سے ۔ آپ کا ناراض ہونا ۔ کبھی کسی کو بُرا معلوم نہ ہوتا تھا ۔

میں نے دیکھا کہ قصور سے الوداع ہونے پر وہاں کے بڑے بڑے رؤساء آپ کو کھانے کی دعوتیں پیش کر رہے ہیں ۔ اور آپ ان کو خندہ پیشانی سے فرما رہے ہیں کہ مجھے یہ تکلّفات پسند نہیں ۔ آپ لوگوں کے خلُوص کا قدر دان ہوں آپ نے صرف چند ایک گہرے دوستوں کی دعوت ہی قبول کی آپ کی روانگی کے وقت سارا شہر افسردہ تھا ۔ کہ ہمارا بڑا مُحسن ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے ۔

(۸) بیان مولوی محمدؐ سلیم صاحب فاضل

چوہدری صاحب بڑے ہی دوست نواز اور دوستوں کی دلداری کرنے والے بزرگ تھے ۔ ایک مرتبہ ایک دوست نے کہہ دیا کہ چوہدری صاحب! آموں کا موسم جوبن پر ہے ۔ کیوں نہ "آم پارٹی" منائی جائے ۔ آپ نے فوراً مان لیا ۔ کار نکالی ۔ بازار سے آموں کے کئی ٹوکرے خریدے ۔ اور

دوستوں کو ساتھ لیکر نہر کے کنارے پر جا پہنچے ۔ خوب آم کھائے کھلائے اور نہائے ۔ اور پھر کار میں دوستوں کو ساتھ لیکر واپس لوٹے ۔ شہر میں داخل ہوئے ۔ وہاں ایک دوست مل گئے ۔ اس نے پوچھا ۔ چوہدری صاحب ! کہاں سے آ رہے ہیں ؟ فرمایا فُلاں نہر کے کنارے گئے وہاں خوب "آم پارٹی" ہوئی ۔ یہ سُن کر اس دوست کا مُنہ لٹک گیا اور افسردہ لہجے میں بولے کہ مجھے کیوں نہ لے گئے ۔ فرمایا ۔ تو اَب کیا بگڑ گیا ہے ۔ اسے کار میں بٹھایا ۔ آموں کے مزید چار پانچ ٹوکرے خریدے ۔ اور پھر اسی نہر کے کنارے جا پہنچے اور بڑی شگفتگی اور خوش مزاجی سے فرمایا کہ لو بھئی! اب کسر نکال لو ۔

جس زمانہ میں آپ قصور شہر میں اگزیکٹو آفیسر تھے اور خاکسار راقم جامعہ احمدیہ قادیان میں زیر تعلیم تھا ۔ تعطیلات کا زمانہ تھا اور خاکسار اپنے ننہیال موضع سٹھیالی میں آیا ہُوا تھا ، اچانک دوپہر کے وقت ایک کار بَستی کے کنارے پر آکر رُکی ۔ دیکھا تو چوہدری صاحب اسمیں تشریف فرما ہیں ۔ بلکہ خود ہی کار چلا رہے ہیں ۔ قصور کے ایک دو صاحب اور بھی ہمرکاب تھے ۔ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی پرسوں اترسوں قصور میں آریہ سماج کا جلسہ ہوا ہے جس میں اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام اور قرآن کریم پر ایسے ناپاک حملے کئے گئے ہیں کہ ان کی دِل آزاری سے مقامی مسلمان بِلبلا اٹھے ہیں ۔ اور وہاں کے مُعزّزین نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اس زہر کا تریاق بہم پہنچایا

جائے ۔ نیز یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ کام سوائے احمدیہ جماعت کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا اس لئے میں قصور سے سیدھا قادیان آپ کو قصور لے جانے کے لئے آیا ہوں ۔ ہمیں آج ہی رات قصور پہنچنا ہے ۔ کل مسلمانانِ شہر کی طرف سے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہونے والا ہے ۔ جس میں آپ کے لیکچر کی منادی ہو چکی ہوگی ۔ آپ میرے ساتھ چلئے ۔ بھلا مجھے کیا عُذر ہو سکتا تھا ۔ دس پندرہ منٹ کے اندر اندر میں ساتھ ہو لیا اور ہمارا یہ قافلہ رات رات قصور پہنچ گیا ۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ جو کہتے ہیں کہ رسّی جل گئی مگر بَل نہ گیا ۔ مجھے ان لوگوں نے بڑے زور سے یہ بھی تاکید کی ہے کہ دورانِ تقریر قادیان کا نام نہ لیا جائے ۔ میں نے کہا کہ چوہدری صاحب ! بھلا یہ کیونکر ممکن ہے ؟ فرمایا کہ اصل حقیقت تو آشکار ہے ہی ۔ یہ تبلیغ کا بہت اچھا موقعہ ہے ۔ آگے آپ کی مرضی ۔ جیسا مناسب سمجھیں ، عمل میں لائیں ۔ چنانچہ میں نے اپنی گھنٹہ سوا گھنٹہ کی تقریر میں اس کا خاص خیال رکھا ۔ لیکن اختتام پر کسی سلسلہ میں میں نے لفظ قرنفل بولا اور ساتھ ہی اس کے ہجے بتائے کہ قرنفل کا قاف قرآن والا ہے ۔ بستی قادیان والا ۔ کشمیر والا کاف نہیں ۔ اس کے بعد میں کئی دن وہاں ٹھہرا اور سارے شہر میں قرنفل اور اس کے ہجوں کا خوب چرچا ہوتا رہا ۔

میرے دیرینہ کرم فرما مکرم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کو دعا پر بڑا یقین تھا ۔ خود بھی دعائیں کرتے اور دوسرے بزرگوں سے بھی دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے ۔ آپ اپنی ظرافتِ طبع ، بذلہ سنجی ، مرنجان مرنج طبیعت ، حاضر جوابی اور جواب کی برجستگی ، احباب کی بہی خواہی اور ہمدردی —— غرض اپنی گوناگوں خُوبیوں کی وجہ سے اپنے حلقۂ احباب میں نادرہِ روزگار تھے ۔ بایں ہمہ مجال ہے جو غیرتِ دینی اور حمیّتِ قومی کا دامن ہاتھ سے چُھوٹ جائے ۔ ایسی پاکیزہ خوبیوں کے باعث آپ بڑے ہی ہر دلعزیز تھے ۔

اے خُدا ! بر تُربتِ او بارشِ رحمت بیار

قصور میں اعلیٰ کارکردگی اور کامیابی

جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ انہی ایام میں چوہدری اسد اللہ خاں صاحب (برادر عبد اللہ خاں صاحب) پر قاتلانہ حملہ ہوا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو محفوظ رکھا ۔ اس سے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کی قصور میں احرار کی طرف سے شدید مخالفت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ پھر بھی چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب کو قصور میں اعلیٰ کامیابی حاصل ہوئی اس بارے میں دو اقتباسات درج کئے جاتے ہیں :۔

(۱) الفضل میں مرقوم ہے :۔

"اخبار پرتاب (لاہور) کے خاص نامہ نگار نے قصور میونسپلٹی کی جو روئداد شائع کرائی ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ احرار کو اب شرفاء قطعاً اس قابل نہیں سمجھتے کہ انہیں مُنہہ لگائیں یا اُن کے کسی شورو شرّ کو کچھ وقعت دیں ۔ چنانچہ (نامہ نگار) لکھتا ہے ۔

"قصور میونسپلٹی کی جنرل میٹنگ زیر صدارت خاں بہادر سردار محمدؐ شہباز خاں آنریری ای ۔ اے ۔ سی پریزیڈنٹ میونسپلٹی منعقد ہوئی ۔ چونکہ آج کے اجلاس میں سالانہ بجٹ پیش ہونا تھا اور لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ خاں بی ۔ اے اگزکٹو افسر میونسپلٹی قصور کی جن کی میعاد عہدہ اگست ۱۹۳۶ء کو ختم ہو رہی ہے ، توسیع ملازمت پر غور کیا جانا تھا اسلئے میونسپل ہال احراریوں و دیگر پبلک سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ۔۔۔ اگزکٹو افسر نے بتلایا کہ کمیٹی کو اس سال کل آمدنی ایک لاکھ باسٹھ ہزار دو سو تیس روپے ۔۔۔ اور خرچ ایک لاکھ باسٹھ ہزار تین سو ترانوے روپے ہوا ہے ۔ بجٹ میں امسال سڑکوں کی مرمّت ، نالیوں اور فرشوں پر خاص توجہ دی گئی ہے ۔۔۔

"سید مبارک علی شاہ احراری نے تجویز پیش کی کہ چونکہ مالی سب کمیٹی نے اگزکٹو افسر کے میعادِ عہدہ میں توسیع و تنخواہ میں ترقّی کی سفارش کی ہے ۔ اور اس پر غور ہونا ہے ۔ لہذا اگزکٹو افسر کو دفعہ ۳ آف اگزکٹو آفیسرز ایکٹ کے مطابق باہر بھیج دیا جائے ۔ مگر ہاؤس نے اس تجویز کو مسترد کر

دیا ۔۔۔ کمیٹی کے تمام ہندو ممبران جو تعداد میں پانچ ہیں و مُسلم ممبران نے باتفاق رائے گورنمنٹ پنجاب سے سفارش کی کہ اگزکٹو افسر کی ملازمت میں پچھتر روپے ترقی کے ساتھ تین سال کی توسیع کی جائے ۔ آج کا اجلاس اس لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ احرار کی انتہائی مخالفت اور جدّوجہد کے باوجود اگزکٹو افسر کو سولہ ووٹوں میں سے چودہ ووٹ ملے ۔ پریزیڈنٹ صاحب غیر جانبدار رہے"۔ (الفضل یکم مارچ ۱۹۳٦ ص ٦)

(۲) قصور کے ایک نامہ نگار کی رپورٹ زیر عنوانات "قصور میں احرار کی ناکامی و نامرادی" اور "اہالیانِ قصور کی فرض شناسی" الفضل نے شائع کی کہ ۔

"لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب بی ۔ اے جب سے قصور میں ایگزکٹو آفیسر تعیّنات ہُوئے ہیں ، احرار نے ان کی بے جا مخالفت اپنا مستقل فرض بنا رکھا ہے اور پبلک اور افسران کو بدظن کرنے کے لئے آئے دن غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈا آپ کے خلاف کرتے رہتے ہیں ۔ لیکن بفضل اللہ ہر دفعہ ان کو ذلّت و ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ معائنہ کرنے والے اعلیٰ افسران نے نہایت شاندار الفاظ میں آپ کی تعریف کی ہے ۔ پنجاب گورنمنٹ نے اپنے تبصرہ میں ایگزکٹو افسران کے زیر انتظام ترقی کرنے والی جن کمیٹیوں کا خصوصی ذکر کیا ہے وہ روپڑ اور قصور کی ہیں ۔ اور ان دونوں کی باگ ڈور یکے

بعد دیگرے آپ کے ہاتھ میں رہی ہے ۔ آڈیٹر صاحبان اور افسرانِ اعلیٰ نے ہمیشہ آپ کی دیانت و امانت اور محنت و جانفشانی کی داد دی ہے ۔ اور انتظام میں نہایت قابلِ قدر تبدیلی اور ترقی کا اقرار کیا ہے ۔

امسال ۳۷۔۱۹۳۶ء کے آپ کے تیار کردہ بجٹ پر سب کمیٹی مال نے جنرل کمیٹی کے پاس سفارش کی کہ آپ کی اگزیکٹو آفسیری کی معیاد ۲۴ اگست کو ختم ہو رہی ہے اور چونکہ آپ نے اپنے عرصہ میں نہایت محنت و دیانت داری اور جانفشانی سے کام کیا ہے اور تمام شعبہ جات میں بے حدّ اِصلاح کی ہے ۔ کمیٹی کے تمام قرضہ جات اپنے حسنِ انتظام سے ادا کر کے ایک معقول رقم خزانہ کمیٹی میں جمع کر دی ہے ۔ ہمیشہ پبلک کی فلاح و بہبود کو مدّ نظر رکھا ہے معائنہ کرنے والے افسران اور محکمہ آڈٹ نے آپ کی تعریف کی ہے ۔ اسلئے سب کمیٹی آپ کے متعلق کامل اعتماد کا اظہار کرتی ہوئی جنرل کمیٹی کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ حکومت کے پاس سفارش کرے کہ آپ کی تین سال کی توسیع اسی مقام پر کی جائے ۔ اور ان کو ساڑھے تین صد روپیہ مشاہرہ اور تیس روپے سلانہ ترقّی عطا کی جائے اور سواری الاؤنس بدستور دیا جائے ۔

یہ سفارش کیا تھی ایک بم کا گولہ تھا جو مجلس احرار پر گِرا جس نے آپ کے خلاف جا بجا گمراہ کن پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا حتّٰی کہ ایک مُلّا عبدالحنّان کو لاہور سے بُلوا کر ایک مسجد میں جلسہ کرنے کی حسبِ معمول ناکام کوشش کی ۔ وہ جس قدر بے رونقی اور گڑبڑ میں ختم ہوا اس سے پبلک آگاہ ہے ۔

لیکن (احراری اخبارات) مجاہد اور احسان میں یہ رپورٹ شائع کی گئی کہ اس عظیم الشان جلسہ میں تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی ۔ اور یہ ریزولیوشن بھی شائع کرایا کہ اسلامیانِ قصور کا یہ عظیم الشان جلسہ مرزائی ایگزیکٹو آفیسر کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے ۔ اور ممبران کمیٹی سے پر زور سفارش کرتا ہے کہ مرزائی اگزیکٹو آفیسر کی توسیعِ میعاد کی سفارش گورنمنٹ سے نہ کی جائے ۔

مگر پبلک نے پرپشہ برابر بھی اس ریزولیوشن کو وَقعت نہ دی اور عقائد کی بناء پر مخالفت کرنے کے خلاف عملی طور پر نہایت شاندار طریق پر اظہار نفرت کیا ۔ چنانچہ ہندو مُسلم ممبرانِ کمیٹی نے ایک اجلاس میں آپ کی قابلیت ، حُسنِ انتظام حسنِ سلوک و اخلاق ، محنت اور دیانتداری کی داد دیتے ہوئے مالی سب کمیٹی کی سفارش کے ایک ایک لفظ سے اتفاق کرتے ہوئے ریزولیوشن پاس کر دیا ۔ اور گورنمنٹ سے سفارش کر دی ۔ یہ خبر سنتے ہی ہر طبقہ میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ۔ اور جہاں ایسے شریف افسر کے قیام پر خوشی کا اظہار کیا گیا ۔ وہاں پبلک نے اپنے نمائندگان میونسپل کمشنران کی فرض شناسی کی بے حدّ داد دی ۔ ممبران نے چودہ ووٹ آپ کے حق میں دئے صرف ایک ووٹ مخالف تھا ۔ جو مبارک علی شاہ کا تھا ۔ انہوں نے چوہدری صاحب کے خلاف ایک ترمیم بھی پیش کی ۔ لیکن وائے ناکامی ! کسی ممبر نے ترمیم کی تائید نہ کی ۔ اور احراری ناکام و نامراد سر چُھپانے کو جگہ ڈھونڈتے ہوئے اپنے گھروں کو سدھارے ۔

بیٹھے ہوئے: ڈاکٹر اقبال علی حسن صاحب اور چوہدری عبداللہ خان صاحب
کھڑے ہوئے: عطاالرحمن غنی صاحب اور چوہدری محمد عمر صاحب

یہ کامیابی غالباً صوبہ بھر میں اپنی نظیر آپ ہے ۔ کہ کمیٹی نے ازخود اپنے ایگزکٹو آفیسر کی حسنِ لیاقت و حسنِ انتظام کی داد دی اور ہر پہلو سے اسکی قابلیت کو تسلیم کرتے ہوئے توسیعِ میعاد اور ایزادیٔ مشاہرہ کی سفارش سرکار سے کی جہاں ہم آپ کو آپ کی شبانہ روز محنت ، قابلیت و لیاقت ، حسن انتظام ، حسن تدبّر ، شرافت و دیانت داری پر مبارکباد پیش کرتے ہیں وہاں ہندو مسلم پبلک اور ان کے نمائندگان کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے کر تمام پبلک کو شکر گزار کیا ۔ (الفضل ۲۸ فروری ۱۹۳۶)

حضرت مصلح موعودؓ کے پہرہ کی سعادت

جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء کے موقع پر قصرِ خلافت کی حفاظت اور ملاقاتوں کے وقت پہرہ کا فریضہ نہایت محنت و اخلاص ، تندہی اور جانفشانی سے صبح سات بجے سے رات ایک ایک بجے تک زیر انتظام چوہدری فقیر محمدؒ صاحب کورٹ انسپکٹر ادا کیا گیا ۔ ان کے نائب افسرانِ پہرہ "لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب ایگزکٹو آفیسر قصور" ، صاحبزادہ محمدؒ طیّب صاحب خلف الرشید حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ ، سردار امیر محمدؒ خاں صاحب تُمندار کوٹ قیصرانی (ضلع ڈیرہ غازیخاں) اور بعض دیگر افراد تھے ۔ (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۳۵)

حضرت مولوی شیر علی صاحب سے الوداعی ملاقات

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ترجمۃ القرآن انگریزی کے سلسلہ میں لندن کے لئے ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء کو قادیان سے روانہ ہوئے ۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بمعیت ہزارہا احباب آپ کے لئے دعا کی حضور سے مولوی صاحب نے مصافحہ اور معانقہ کیا ۔ بعض معززین امرتسر تک آپ کے ساتھ گئے اور بعض معززینِ جماعت لاہور سے آپ کی ملاقات کے لئے امرتسر آئے ۔ محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مع اہلیہ صاحبہ قصور سے ملاقات کے لئے آئے ۔ (الفضل یکم مارچ ۱۹۳۶) جس سے علم ہوتا ہے کہ بزرگانِ سلسلہ کی کس قدر عزت و محبت آپ کے دِل میں تھی ۔

جمشید پور میں آپ کے لیل و نہار

(۱) جمشید پور (بہار) کے مشہور مقام پر ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل مِلز شاید دنیا بھر میں دُوسرا مقام رکھتی ہے ۔ اس کمپنی کے اہم مناصب میں سے ایک ٹاؤن سپرنٹنڈنٹ کا منصب ہے ۔ آپ اواخر ۱۹۳۸ء تا تقسیمِ برِصغیر اس پر فائز رہے ۔

(۲) جمشید پور میں آمد

چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ جمشید پور آپ کے لئے ایک نیا مقام تھا ۔ اسلئے آپ دعا کرتے تھے کہ وہاں کوئی احمدی بھائی مِل جائے تاکہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو ۔ سفر میں آپ کو مسلسل یہ خیال رہا ۔ مُغل سرائے ریلوے جنکشن پر لمبے سٹاپ کی وجہ سے آپ اترے ۔ وہاں سینکڑوں مُسافر تھے ۔ آپ لوگوں کے چہرے دیکھ رہے تھے ۔ کہ پنجابی وضع قطع کا ایک نوجوان نظر آیا ۔ دریافت کیے جانے پر اسنے بتایا کہ میں جمشید پور سے اپنے وطن سیالکوٹ جا رہا ہوں ۔ مزید پوچھا گیا تو اسنے بتایا کہ ایک مشہور اور بڑی

ٹیلرنگ فرم اے ۔ ڈی ۔ پال میں میں ملازم تھا ۔ اس کے مینجر ایک "میرزائی" سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں ۔ نام پوچھنے پر محمدؐ بشیر احمدی معلوم ہوا ۔ دُعا قبول ہونے پر آپ کو بہت خوشی ہوئی ۔ اس سے ایڈریس معلوم کرکے آپ نے تار دیا اور چغتائی صاحب نے ریلوے سٹیشن پر آکر آپ کا استقبال کیا ۔ دونوں کو اس ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ۔ آپ نے چار پانچ روز چغتائی صاحب کے ہاں ہی قیام کیا بچپن کے دوست ، سیالکوٹ کے رہنے والے اور پھر احمدی ہونے کی وجہ سے آپ نے چوہدری صاحب کی ابتدائی ضروریات کے انتظام کو برضاء و رغبت اپنے ذمّہ لیا ۔

چغتائی صاحب بتاتے ہیں کہ آپ کی ضرورت کے مطابق ایک باورچی مَیں نے مہیّا کیا ۔ آپ کے پوچھنے پر اس نے دلیری سے کہا کوٹھی کی صفائی ، برتنوں کی صفائی ، اچھا کھانا پکانا اور اچھی خدمت کرنا ، ان باتوں میں مَیں آپ کو مطمئن رکھوں گا ۔ آپ نے کہا کہ سودا سلف بھی آپ ہی لایا کرو گے ۔ پیسوں میں تو گڑ بڑ نہیں کرو گے ۔ اس نے کہا کہ یہ ذمہ داری میں نہیں قبول کرسکتا ۔ باورچی سے دیانتداری کی توقع نہیں رکھنی چاہئے ۔ آپ اس کی اس صاف گوئی سے بہت خوش ہوئے اور اسے انعام دیا یا اس کی تنخواہ بڑھا دی اور اسے کہا کہ تم سے مجھے بددیانتی کی امید نہیں ۔ تم آزادی سے جو چاہو کرو ۔ کوٹھی تمہارے سپرد ہے ۔ تم جب چاہو میری ملازمت چھوڑ کر جاسکتے ہو مَیں خود تمہیں ملازمت سے جواب نہیں دوں گا ۔ یہ باورچی نیک فطرت

تھا ۔ اُس نے آپ کو ہر طرح آرام پہنچایا اور بد دیانتی کی شکایت نہیں ہونے دی ۔

جب تک آپ کا پورا انتظام نہ ہوا ، اسوقت تک ہم کھانا اکٹھا کھاتے تھے ۔ کبھی آپ میرے پاس تشریف لے آتے کبھی میرا کھانا آپ کی کوٹھی پر پہنچ جاتا ۔ اس طرح ہمارے تعلقات باہم بڑھتے گئے ۔ آپ بازار میں خرید اشیاء کے لئے بھی مجھے ساتھ لے جاتے تھے ۔ اے ۔ ڈی ۔ پال فرم نے جو حصّہ اپنے کارندوں کے لئے کرایہ پر حاصل کر رکھا تھا ، وہیں میری رہائش تھی ۔ نماز جمعہ بھی وہیں باجماعت ادا کی جاتی تھی ۔ جمعہ کے روز آپ کا کھانا وہاں آ جاتا اور آپ کے اہل و عیال بھی وہیں کھانا کھاتے اور چوہدری صاحب اس عاجز کے ساتھ مِل کر کھانا کھاتے تھے ۔ سبحان اللہ ! آپ نے کیا طبعیت پائی تھی کہ ایک معمولی بھائی کی حوصلہ افزائی کے لئے آپ اتنی بڑی قربانی کرتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے تھے ۔

(۳) ڈاکٹر سید حمید الدینؓ صاحب ہیومیوپیتھ صدر جماعت احمدیہ جمشید پور نے بیان کیا کہ

چوہدری صاحب اپنے عرصۂ قیام جمشید پور ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۷ء اس باعزّت منصب پر فائز رہے ۔ آپ کے سپرد کمپنی کے مُلازموں کو رہائشی مکانات الاٹ کرنا تھا ۔ آپ اس کمپنی کے چند چوٹی کے افسران میں سے تھے اور بِلا

تفریق مذہب آپ اپنے اثر سے ملازمت دلوانے کی کوشش کرتے تھے ۔ کام کے تبادلہ میں بھی مدد دیتے تھے ۔ مَیں کمپنی میں مُعلّم تھا ۔ میرا فائدہ دفتر میں تبادلہ ہونے میں تھا ۔ میرے ذکر کرنے پر آپ نے میرا تبادلہ کروا دیا ۔ مُجھ سے پہلے ایک اور مسلمان کے بارے میں یہی بات آپ کے مدّنظر تھی ۔ چنانچہ اس کا کام آپ نے پہلے کروا دیا تھا ۔

چوہدری صاحب کی تحریک پر تمام احبابِ جماعت نے بیت الذکر احمدیہ کی تعمیر کے لئے ایک ایک ماہ کی تنخواہ دینے کے وعدے کئے تھے ۔ اور کچھ ادائیگی بھی کر دی تھی ۔ لیکن تقسیمِ ملک ہونے کی وجہ سے جماعت نے یہ جمع شدہ رقم کسی اور بیت الذکر کے لئے دیدی تھی ۔ لیکن آپ کی یہ نیک تحریک اب کامیاب ہوئی ۔ میرے مکان کے متصل پانچ کٹھ زمین تعمیر شدہ کمروں سمیت چھتیس ہزار روپے میں مل گئی ہے ۔ گو اس محلّہ آزاد نگر کے پون لاکھ مسلمانوں نے حکّام کے سامنے کئی طرح شدید مخالفت کی مثلاً یہ کہ اس زیر خرید قطعۂ زمین کے چند گز کے فاصلہ پر مندر ہے ۔ مسجد کی تعمیر اسکے قریب ہونے سے ہندو مُسلم فساد برپا ہو جائیگا ۔ ایک ہندو لیڈر کو مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی تو اُس نے کہا کہ مسلمانوں کو تو مسجد کی تعمیر سے خوش ہونا چاہئے نہ کہ ناراض مسجد کے خلاف مشتعل کرنے کی تہہ میں کوئی راز ہے ۔ حکّام نے اطمینان کر لیا کہ مندر وہاں سے بہت بڑے فاصلہ پر ہے اور جماعت احمدیہ امن پسند جماعت ہے اور اسکی خرید کی اور بیت الذکر بنانے کی اجازت

دیدی ۔

(۴) سید ہمام الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ غیر مسلموں سے بھی چوہدری صاحب کے گہرے مراسم تھے ۔ چنانچہ جب میں نے آپ کی وفات کا ذکر ڈاکٹر پی ۔ سی ۔ بسواس بنگالی اور سردار سمرن سنگھ جی لکھاری پنجابی سے کیا ۔ تو دونوں اس صدمہ سے زار زار رونے لگے ۔

(۵) امارت ہائے صوبائی جمشید پور ۔

آپ جمشید پور کی جماعت احمدیہ کے امیر منتخب ہوئے ۔ گو امیر صوبائی بہار آپ بعد میں مقرّر ہوئے ۔ پہلے اس کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے :۔

امارت صوبائی ۔ شیخ محمدؐ ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی (بہار) نے بیان کیا کہ محترم چوہدری صاحب امیر صوبائی صوبہ بہار مقرّر ہوئے تھے اور آپ اس حیثیت میں جماعتوں کا دورہ بھی کرتے تھے ۔ ایک دفعہ جماعت موسیٰ بنی میں اختلاف رونما ہوا ۔ میں اور ایک اور دوست آپ کے پاس جمشید پور پہنچے اور حالات آپ سے بیان کئے ۔ آپ موسیٰ بنی تشریف لائے اور آپ کے ذریعہ یہ اختلاف رفع ہو گیا ۔ جمشید پور میں ہم نے آپ سے آپ کے دفتر میں ملاقات کی تھی ۔ آپ نہایت محبّت سے پیش آئے اور آپ نے اردلی کو ہدایت کی کہ ہماری گفتگو کے دوران کسی افسر تک کو کمرے میں نہ آنے دے ۔ ایک افسر خود ہی اندر آکر بات کرکے چلا گیا ۔

اس پر آپ اردلی سے ناراض ہوئے کہ اسنے ہدایت کی خلاف ورزی کی ہے ۔ پھر آپ نے ہمیں اپنی کوٹھی میں بھجوا دیا جہاں ہم کئی گھنٹے ٹھہرے ۔

(۶) امارت جمشید پور ۔

وہ جماعت احمدیہ کے گریجویٹ ، انڈر گریجویٹ افراد افسران ، تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ احباب پر مشتمل تھی ۔ صدر ایک نوجوان مکرم بشیر احمد صاحب چُغتائی بی ۔ ایس ۔ سی فورمین تھے ۔ یہ نو احمدی دوست قبولِ احمدیت کے بعد اپنے عزیزوں اور اغیار کی طرف سے سخت آزمائشوں میں سے گزر کر کُندن بن چکے تھے ۔ اور اخلاص میں بہت سبقت لے گئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کی نوازش سے وہ اس جماعت کے صدر مقرّر ہوئے ۔ وہ خدمتِ دین کا بہت جوش رکھتے تھے ، ملازمت کے کام سے فارغ ہوتے ہی اسی یونیفارم میں احباب کے پاس پہنچتے ۔ کسی سے وہ چندہ وصول کرتے اور کسی سے کارگذاری کی رپورٹ لیتے ۔ ملاقات کرنے کے لئے میرے پاس بالعموم روزانہ تشریف لاتے تھے ۔

محترم چوہدری صاحب جمشید پور تشریف لے آئے تو جماعت نے آپ کو بالِاتّفاق امیر منتخب کیا جس کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے

احباب جماعت احمدیہ جمشید پور مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کے ہمراہ
آپکے دائیں جانب مکرم بشیر احمد صاحب چغتائی بیٹھے ہوئے ہیں

ہوئی ۔ آپ اس جماعت کے اوّلین امیر ہوئے ۔ (بیان محمد بشیر صاحب چغتائی(۱)

---

(۱) اس سے پہلے آپ قائد خدّام الاحمدیہ مقرّر ہوئے تھے ۔ چنانچہ شیخ الکُل علّامہ حضرت مولانا محمدؐ اسمٰعیل صاحبؓ کی وفات پر انجمن احمدیہ جمشید پور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی بی ۔ ایس ۔ سی منعقد ہوا جس میں "لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ صاحب بی ۔ اے قائد مجلسِ خدّام الاحمدیہ جمشید پور" کی تحریک پر یہ قرار پایا کہ مدرسہ احمدیہ یا جامعہ احمدیہ قادیان کے کسی مستحق طالبعلم کو پانچ روپے ماہوار وظیفہ حضرت مولوی صاحب کی یاد میں یہ جماعت دس سال تک ادا کرے گی ۔ (الفضل ۳ اپریل ۱۹۴۰ء) اس وقت کے ان پانچ روپوں کی قیمت موجودہ وقت کے دس بارہ گناہ سے زیادہ تھی ۔

۴۱۔۱۹۴۰ء میں یہ جماعت سو فیصدی چندہ دینے والی جماعتوں میں شامل تھی ۔ (رپورٹ سلانہ صدر انجمن احمدیہ ۴۱۔۱۹۴۰ء ۔ صفحہ ۶ کالم ۱)

۱۹۴۱ء میں ماسٹر سید حسام الدین صاحب اور مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی بھی اس جماعت میں عہدہ دار منتخب ہوئے تھے ۔ (الفضل ۱۱ مئی ۱۹۴۱ء صفحہ ۷)

یکم مئی ۱۹۴۴ء تا آخر اپریل ۱۹۴۷ء تین سال کے لئے چوہدری صاحب کا تقرّر بطور امیر جماعت ہذا اور بشیر احمد صاحب چغتائی کا بطور نائب امیر ہوا ۔ (الفضل ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء ۔ صفحہ ۵) ۱۹۴۱ء والے انتخاب عہدہ داران میں چوہدری صاحب کا نام شامل نہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت آپ پہلی بار امیر منتخب ہو چکے ہوں گے ۔

(۷) ایک انقلابی کارگذاری ۔

اس جماعت کے صرف ایک دو افراد چالیس سال کے تھے باقی تمام افراد نوجوان تھے ۔ امارت پر فائز ہوتے ہی چوہدری صاحب اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور اپنے حُسنِ انتظام و انصرام سے جماعت اور مجلسِ خدّام الاحمدیہ میں ایک روحِ عمل بھر دی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنظیمِ نَو کے اہتمام سے ہر فرد خدمتِ دین کے جوش سے معمور ہو گیا ۔ چندوں ، نمازوں اور اجلاسوں میں باقاعدگی پیدا ہو گئی ۔ جماعت میں ایسا جذبۂ اخوّت اُبھر آیا کہ ان کو باہمی ملاقات کے بغیر چین نہ آتا ۔ جماعت میں فاستبقوا الخیرات کا جذبہ کار فرما ہوا ۔ اس حیرت انگیز انقلاب کی وجہ سے یہ جماعت اور اس کی ذیلی مجالس صفِ اوّل کے معیار پر آگئیں ۔

یہ اعلیٰ تنظیم آپ کے ذیل کے خطوط پر مشتمل منصوبہ کے تحت معرضِ وجود میں آئی :۔

۱ ۔ ادائیگی جُمعہ اور جماعتی امور کے لئے ایک بہت کُشادہ ، صاف سُتھرا اور باموقعہ مکان مخصوص کیا گیا ۔

۲ ۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم زیادہ مؤثر بنائی گئی ۔

۳ ۔ وقارِ عمل کا سلسلہ شروع کیا گیا ۔

۴ ۔ تالیفِ قلوب کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا ۔

۵ ۔ انفرادی اور جماعتی تربیت و تبلیغ کا کام شروع کیا گیا ۔ (بیان میاں محمد بشیر چغتائی)

لجنہ اماء اللہ ۔

چوہدری صاحب کی آمد سے پہلے بیگم صاحبہ محمد بشیر صاحب چغتائی لجنہ کے کام کو جاری کئے ہوئے تھیں ۔ چوہدری صاحب کی آمد سے دیگر تنظیموں کی طرح لجنہ میں بھی بیداری زیادہ ہوئی جس کا ذریعہ آپ کی بیگم صاحبہ ہوئیں ۔ میاں بیوی کا باہم نیک سلوک بھی دوسرے خاندانوں پر اثر انداز ہوا ۔

چوہدری صاحب کی ازدواجی زندگی نہایت خوشگوار تھی ۔ دونوں ہم مزاج تھے ۔ خوش طبع ، ہنس مکھ ، خوش خلق ، غریب پرور اور مہمان نواز تھے ۔ بعض دفعہ مہمان نوازی میں اتنا زیادہ خرچ کرنے سے میں نے روکا تو دونوں نے بیک زبان کہا کہ کون ہم سے کھاتا ہے ۔ رزّاق اللہ تعالیٰ ہے روزگار کی تلاش میں یا اور کاموں کے لئے لوگ کثرت سے آپ کے پاس آتے اور آپ کے پاس ڈیرہ لگا کر مہینوں ٹھہرے رہتے تھے ۔ دونوں میاں بیوی ان کا ایسے رنگ میں خیال رکھتے گویا وہ گھر ہی کے افراد ہیں اور ان کو کسی طرح کی شکایت کا موقعہ نہ دیتے تھے ۔ نہ ہی ان کے لمبے عرصہ تک ٹھہرنے کو ناپسند کرتے تھے ۔

موصوفہ ہر ایک کے ساتھ بہنوں کی طرح پیش آتی تھیں ۔ چوہدری

صاحب اپنی رفیقۂ حیات سے بہت محبّت کرتے تھے اور ان کی ہر جائز خواہش اور لطیف در لطیف جذبات و احساسات کا خیال رکھتے تھے ۔ ایک دفعہ میں ملاقات کے لئے گیا ۔ ایک دو روز قیام رہا ۔ واپسی کے وقت دونوں کار پر مجھے اسٹیشن پر چھوڑنے آئے ۔ رات کا وقت تھا ۔ ٹرین لیٹ تھی ۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ اب وہ گھر چلے جائیں ۔ اور ہم نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے ۔ بیگم صاحبہ نے اشارہ سے ٹرین آنے تک رُک جانے کو کہا اور آپ فوراً رُک گئے ۔ میرے اصرار پر بھی وہاں سے نہ ہلے جبتک ٹرین آنے پر میں روانہ نہ ہو گیا ۔ (بیان میاں محمد بشیر صاحب چغتائی)

سیّد ظہیر الحق صاحب موصوفہ کی نیک سیرت کا ذکر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ میرے ہاں زچگی کے موقعہ پر آپ اکثر میرے گھر آتیں اور میری اہلیہ کی مدد کام کاج میں فرماتیں ۔

وقار عمل ۔

متّفقہ طور پر جمشید پور کے وسیع و عریض شہر کا ایک مقام وقارِ عمل کے لئے تجویز کیا جاتا جو ہر ماہ میں دو بار کیا جاتا ۔ احباب کی حاضری سو فیصدی ہوتی ۔ وہ اپنے اپنے جھاڑو اور دیگر متعلّقہ سامان لیکر مقرّر شدہ وقت پر وہاں پہنچ جاتے ۔ کہیں گندی گلیوں ، گندی نالیوں اور اندرونِ مکانات کے گندے حِصّوں اور کہیں افسران کی کوٹھیوں کے باغات کی صفائی کا کام کیا

جاتا ۔ غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگوں کے مکانوں اور کوٹھیوں میں وقارِ عمل منایا جاتا ۔ تمام افراد اپنے ہمراہ کھانا لاتے ۔ اور درمیانی وقفہ میں ایک ہی دسترخوان پر سب کھانا تناول کرتے ۔ محترم امیر صاحب اپنا کھانا دیگر احباب کے سامنے رکھ دیتے اور کسی غریب ترین دوست کا کھانا خود کھاتے ۔ یہ تین چار گھنٹے کا پروگرام ہوتا ۔ وقار عمل کا آغاز و اختتام دُعا کے ساتھ ہوتا ۔ بلا تخصیص تمام لوگ اس نظارہ کو دیکھکر حیران رہ جاتے کہ یہ کیسے لوگ ہیں ۔ معمولی حیثیت کے افراد سے لیکر محترم امیر صاحب اور دیگر اعلیٰ حیثیت کے معززین تک جو خوش پوش پتلونوں اور شلواروں میں ملبوس اس کام میں منہمک ہیں جس کا کوئی معاوضہ نہیں بلکہ انہی کی پیشکش ہے ۔ نہ بُو سے نفرت ، نہ گندگی سے عار ۔ وقار عمل کا نہایت گہرا اثر ہوا ۔ غیر از جماعت لوگ ہمارے بہت ہی قریب آگئے اور ان کے دِلوں میں جماعت کا وقار قائم ہو گیا ۔ (بیان میاں محمد بشیر صاحب چغتائی)

ایک مقام پر وقارِ عمل تھا ۔ ہم سب کدالیں وغیرہ لیکر پہنچے ۔ چوہدری صاحب موٹر سے اُترے اور سامان لیکر احباب سمیت ایک گندے نالے کو صاف کرنا شروع کر دیا ۔ یہ نظارہ اس علاقہ کے باسیوں کے لئے موجبِ حیرت ہوا کہ ایسے بڑے افسر اور یہ کام ۔ یہ لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں ۔ آپ نے کہا کہ یہ نالا گندہ ہے ۔ آپ کو اس کی بُو سے تکلیف ہوتی ہو گی ۔ آپ صاف نہیں کر سکتے ۔ ہم آپ کے فائدہ کے لئے

اسے صاف کر رہے ہیں ۔ یہ سُن کر وہ لوگ بھی وقارِ عمل میں شامل ہو گئے ۔
(بیان ڈاکٹر سید حمید الدین صاحب و سید ہمام الدین صاحب)

تالیفِ قلوب کا سلسلہ ۔

محترم امیر صاحب کی تحریک پر جماعت کے جو احباب بطیب خاطر چاہتے احمدی بہن بھائیوں کو اپنے ہاں ناشتہ یا صرف چائے پر مدعو کرتے ۔ اُن کی فہرست تیار کرکے ان کو ہفتہ یا نصف ماہ کے وقفہ سے موقعہ دیا جاتا ۔ جس دوست کے ہاں ایسا اجتماع ہوتا ، اسکے گھر میں عید کا سا سماں ہوتا ۔ بڑے اہتمام کے ساتھ گھر کی صفائی کی جاتی ۔ سلیقہ کے ساتھ گھر کو آراستہ کیا جاتا ۔ مستورات پردہ میں ہوتیں ۔ کھانے پینے سے فراغت کے بعد مختصر تقریر ہوتی ۔ کچھ وقت تفریح میں گزرتا ۔ پھر سب سے کہا جاتا کہ کسی قسم کی مالی ، جسمانی یا ذہنی تکلیف یا پریشانی ہو تو بِلا تکلّف بیان کی جائے ۔ اسطرح ایک دوسرے کے حالات سے شناسائی ہونے لگی ۔ اور احباب بحثیت جماعت ایسے امور کا تدارک کرتے تھے ۔ مالی تکلیف ہوتی تو مالی اِمداد کی جاتی ۔ بیماری کی صورت میں علاج کا اہتمام ہوتا ۔ کوئی اور فکر لاحق ہوتا تو اسے رفع کرنے کا انتظام کیا جاتا ۔ اس طریق کا ناقابلِ بیان گہرا اثر ہوتا ۔ اور فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ والا باہم الفت و محبّت اور ہمدردی کا نظّارہ نظر آتا ۔ اور باہمی میل ملاقات کا شوق اور تڑپ پیدا ہوتی ۔ اس پروگرام پر لگا تار عمل ہوتا رہا ۔

بطور مثال اسکی افادیت کے اظہار کے لئے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے ۔ یک ایسے موقعہ پر ایک گریجوئیٹ نے جو بہاری تھا بیان کیا کہ شادی کے وقت ہم میاں بیوی احمدی نہیں تھے ۔ رواج کے مطابق دس ہزار روپے حقِ مہر مقرر ہوا تھا ۔ اس وقت مجھے یہ مہر بوجھ محسوس نہیں ہوا ۔ لیکن احمدی ہونے پر اس کا بوجھ محسوس ہونے لگا ہے کیونکہ اب معلوم ہو چکا ہے کہ اسکی ادائیگی ضروری ہے ۔ مجھے فِکر دامنگیر ہے کہ جبکہ بطور مدرس میری تنخواہ معمولی ہے ۔ میں مہر کی اس بڑی رقم کو کس طرح ادا کروں گا اس پر اس خاتون کو پردہ میں بُلا کر محترم امیر صاحب نے حق مہر کی اہمیت اور اس کی ادائیگی وغیرہ کے بارے تفصیل سے گفتگو کی ۔ اور اس بارے میں جماعتِ احمدیہ کا اصول واضح کیا ۔ اس تعلیم یافتہ اور باشعور خاتون کے دِل میں آپ کی اس گفتگو کا اثر ہوا اور اُس نے فوراً یہ تحریر لکھ دی کہ میں دس ہزار میں سے نو ہزار مہر چھوڑتی ہوں اور ایک ہزار روپیہ مہر پر راضی ہوں ۔ سب احباب خوش ہوئے اور انہوں نے مبارکباد دی اور اس بہن کے لیے خاص طور پر دُعا کی گئی یہ اثر تھا تالیفِ قلوب کے اس سلسلہ کا ۔ (بیان میاں محمد بشیر صاحب چغتائی)

(۸) تبلیغی مساعی

جماعت جمشید پور نے یوم تبلیغ مناتے ہوئے پانچ وفود میں صُبح تا شام

لٹریچر تقسیم کیا ۔ "یوروپین آفیسروں میں چوہدری عبد اللہ خاں صاحب نے انگریزی لٹریچر تقسیم کیا"۔ (الفضل ۴ اپریل ۱۹۴۰) (۱)

مُوسیٰ بنی ، لہو بھنڈار اور گھاٹ سِیلہ کے مقامات ٹاٹانگر سے پچاس ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہیں جہاں کوئلہ اور تانبے کی کانیں (MINES) ہیں ۔ موسیٰ بنی میں احمدی بھائیوں کی جماعت تھی یہ کانوں میں کام کرتے تھے ۔ نہایت جسیم ، طاقتور اور محنتی تھے ۔ دیانتداری سے اپنے فرائض سر انجام دیتے تھے ۔(۲) وہاں کے کارخانہ میں

---

(۱) الفضل ۴ اپریل ۱۹۴۰ء (صفحہ ۸) رپورٹ بشیر احمد صاحب چغتائی سیکرٹری تبلیغ ۔

(۲) خاکسار نے ۱۹۸۰ء و ۱۹۸۱ء میں دو دفعہ بطور انچارج وقف جدید دورہ میں ان مقامات کو دیکھا ہے ۔ موسیٰ بنی میں بڑی تعداد میں احمدی موجود ہیں ۔ وہ انہی صفات کے مالک ہیں ۔ یہ سارے کیرنگ (اڑیسہ) کے باشندگان ہیں ۔ یہ سینکڑوں مرد و زن اور بچگان پر مشتمل بطور جماعت خوب منظم ، مرکز سے تعاون کرنے والے ، باہم متحد اور باعمل احباب ہیں ۔ ہزاروں روپے مرکزی چندے دیتے ہیں ، قریباً ہر سال موسیٰ بنی اور وہاں سے چند میل پر لہو بھنڈار میں پبلک جلسے پیشوایانِ مذاہب وغیرہ پر ہوتے ہیں ۔ غیر مسلم شرفاء تک بخوشی شرکت کرتے ، صدارت کرتے اور استفادہ کرتے ہیں ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (امیر مقامی و ناظر اعلیٰ) اور مبلّغین و علماء کی تقاریر ہوتی ہیں ۔ ایک ہڑتال کو تکلیف دہ حالات میں احمدی ملازمین کمپنی نے ناکام کر دیا تھا ۔ اس پر کمپنی کے جنرل مینجر

جنرل مینجر سے لیکر چھوٹے افسر تک بکثرت انگریز متعین تھے ۔ چیف انجینئر بھی انگریز تھے ۔ یہ میرے گاہک تھے اور دوست بھی ۔ ہر ماہ ایک دو بار ان کے پاس آنا ہوتا تھا ۔ احمدیوں کے ان اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے اُن پر بہت مہربان تھے ۔ کمپنی جماعت کو بیت الذکر تعمیر کرا کے دے چکی تھی ۔ جب صاحب موصوف کو علم ہُوا کہ مَیں بھی احمدی ہُوں اور ان اڑیسوی احباب سے تعلّق رکھتا ہوں تو وہ ان سے زیادہ محبّت سے پیش آنے لگے ۔ ایک روز چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کا غائبانہ تعارف کرایا تو انہوں نے کہا کہ میں ان کو وہاں لاؤں ۔ اس خاطر انہوں نے میری یہ شرط بھی قبول کر لی کہ کارخانہ کے احاطہ میں ایک جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا جائے جس میں اُن کی تقریر ہو ۔ جماعت نے بھی میرے ذریعہ امیر صاحب سے استدعا کی کہ وہ اس جلسہ میں انگریزی میں تقریر کریں ۔ آپ نے کہا کہ گو میں نے انگریزی میں کبھی تقریر نہیں کی ۔ لیکن میں احمدی بھائیوں کی خواہش پوری کروں گا ۔ میں

ایک انگریز مسٹر آر ۔ بی ۔ ووکس (R.B.WOAKES) نے جماعت کو ایک توصیفی سند دی ۔ کمپنی کی طرف سے ایک بیت الذکر تعمیر کرکے دی گئی ۔ اسوقت سے اب تک آب رسانی ، روشنی اور مرمت مسجد کے سارے اخراجات کمپنی ادا کرتی ہے ۔ ساتھ ہی عید گاہ کے لئے بھی جگہ دیدی ہے ۔ اور افسران جماعت کے افراد کے نیک اخلاق سے ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں اور ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ فالحمد للہ

نے دعوتی کارڈ بھجوائے اور زبانی بھی لوگوں کو دعوتِ شرکت دی ۔ چوہدری صاحب نے انگریز جنرل مینجر کی زیر صدارت آدھ پون گھنٹہ انگریزی میں نہایت روانی کے ساتھ اسلام کے بارے تقریر کی ۔ جلسہ گاہ تمام انگریز اُفسران ، ان کی خواتین اور انگریزی دان بنگالی اور مدراسی افسران سے بھرا ہوا تھا ۔ سب نے تقریر توجّہ سے سُنی اور محظوظ ہوئے اور انگریز مردوں نے آپ سے مصافحہ کیا اور چیف انجینئر اور ان کی بیوی نے جمشید پور آنے پر ملاقات کا وعدہ کیا ۔ چنانچہ جب آئے تو میں چوہدری صاحب کے ہاں لے گیا ۔ آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ دونوں نے اُن کا استقبال کیا اور تواضع کی ۔ چوہدری صاحب چیف انجینئر صاحب سے اور بیگم صاحبہ اُن کی اہلیہ صاحبہ سے محو گفتگو ہوئے ۔ انگریزوں میں تکلّفات نہیں ہوتے ۔ جو بات ہو صاف کہہ دیتے ہیں ۔ دونوں نے کہا کہ چوہدری صاحب اور ان کی بیگم نہایت دلچسپ ، بااخلاق اور مہمان نواز ہیں ۔ انجینئر کی بیوی نے کہا کہ مسز چوہدری قابل خاتون ہیں ۔ انگریزی خوب بولتی ہیں ۔ اور مذہبی عِلم رکھتی ہیں اور یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ میری بہن ہیں کہنے لگیں کہ بڑے خوش قسمت ہو کہ ایسی اچھی بہن آپ کو مِلی ہے ۔

مولوی محمدؐ سلیم صاحب (سابق مبشر فلسطین) چوہدری صاحب کے جذبۂ تبلیغ اور حسن اخلاق کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ

آپ نے اپنے زمانۂ قیامِ جمشید پور میں بار ہا وہاں وسیع پیمانے پر تبلیغی

جلسے منعقد کئے اور ان موقعوں پر مجھے ہمیشہ یاد فرمایا ۔ اور مَیں بھی بصد ذوق و شوق ان میں شامل ہوتا اور تقاریر کرتا رہا ۔ وہاں طولانی مجالس مذاکرہ برپا ہوا کرتیں اور بڑے سلیقہ اور مُدبّرانہ رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچایا جاتا ۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آپ کوئی ایسا لطیفہ چھوڑ دیتے کہ جس سے ساری مجلس زعفران زار بن جاتی اور پژمردہ چہرے بھی خوشی سے کِھل اٹھتے ۔

آپ کو جمشید پور میں بفضلہ تعالیٰ ہر قسم کی وجاہت حاصل تھی ۔ دینی اعتبار سے آپ یہاں کی جماعتِ احمدیہ کے امیر تھے ۔ دُنیوی اور مالی اعتبار سے آپ ایک اونچی پوزیشن رکھتے تھے ۔ خاندانی اعتبار سے آپ کو امتیازی حیثیت حاصل تھی ۔ ذاتی لحاظ سے بھی آپ کا مقام بلند تھا ۔ مگر ان سب امتیازات کے باوجود غرور اور تکبّر اور خود آرائی و ریاکاری جیسے عیوب سے آپ کا دامن بالکل پاک تھا ۔ اپنے احباب کی مجلس میں آپ اسطرح گُھل مِل کر بیٹھتے تھے کہ کسی کو اپنی بہتری یا کمتری کا احساس تک نہیں ہوتا تھا ۔ مگر کمال یہ کہ اس بے تکلّفی اور گُھل مِل کر نشستِ و برخاست کے باوجود ہر شخص ایک دوسرے کی قدروقیمت کو خوب سمجھتا تھا ۔ اور باہمی گفت و شنید میں سوقیانہ پن یا میل جول میں سِفلہ پَن نہیں آنے پاتا تھا ۔ بلکہ آدابِ مجلس کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا ۔

آپ کو راستبازی اور حق گوئی کا کتنا پاس تھا ، اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے ۔ ایک دفعہ آپ کے ایک صاحبزادے آپ کی کار

کے بارے میں نئی اور قیمتی معلومات کی بہم رسانی پر آپ کا شکریہ ادا کر کے روانہ ہو گیا ۔

(۹) احمدیہ قبرستان کا انتظام ۔(۱)

مکرم سیّد ظہیر الحق صاحب کا تین روزہ معصوم بچّہ وفات پا گیا ۔ حسبِ سابق اسے مُسلم قبرستان میں دفن کیا گیا ۔ لیکن شدید مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں نے اسکی نعش تین بار قبر اُکھیڑ کر باہر پھینک دی ۔ یہ صورتِ حال بہت تشویشناک تھی ۔ جماعت کے لئے باعثِ اضطراب کہ بعد تدفین نعش کی بے حُرمتی کی جائے ۔ محترم چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب نے مسٹر ایس ۔ پی ۔ کانت ڈپٹی کمشنر کو فون پر اطلاع دی جس نے جنرل مینجر ٹاٹا کمپنی سَر جہانگیر گاندھی سے کہا کہ احمدیہ قبرستان کے لئے ایک قطعہ زمین کا انتظام فوری طور پر ہونا چاہیے ۔ گاندھی جی موصوف نے چند دن کے اندر انتظام کر دینے کا وعدہ کیا اور ڈپٹی کمشنر نے قبرستان پر پہرہ لگوا دیا اور قبرستان کے نگرانوں سے بھی کہہ دیا ۔ اور ان کو بتا دیا کہ احمدیوں کے الگ قبرستان کا انتظام کیا جا رہا ہے ۔ چنانچہ کمپنی کی طرف سے جماعت کو قبرستان کے طور پر ایک وسیع قطعہ دیا گیا جو شاستری نگر میں واقع ہے ۔ اور ابتک

---

(۱) بیان عبد المجید صاحب سابق امیر جماعت جمشید پور حال مقیم ربوہ ، سیّد ہمام الدین ، ڈاکٹر سیّد حمید الدین احمد صاحب و سیّد ظہیر الحق صاحب ۔

لیکر کوٹھی سے باہر نکل گئے ۔ سڑکوں پر ابھی ایک دو چکّر لگائے ہوں گے کہ ایک اینگلو انڈین سارجنٹ نے تاکا ۔ کار رُکوائی اور ڈرائیور کی کم سنی کے پیش نظر سمجھا کہ بغیر لائسنس کار چلا رہے ہیں ۔ لائسنس دیکھنا چاہا تو جواب ملا کہ گھر میں رکھا ہے ۔ چلئے دکھا دیتا ہوں ۔ وہ سارجنٹ کار میں بیٹھ گیا اور کہا کہ چلئے ، گھر چلئے ۔ اب جو کار کوٹھی میں داخل ہوئی تو چوہدری صاحب موصوف جو سامنے بیٹھے چائے پی رہے تھے ، یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ ان کے بیٹے کے ساتھ ایک سارجنٹ بھی کار سے اُترا ہے ۔ وہ چوہدری صاحب سے ملا اور تفصیل اس نے سنائی ۔ اور کہا کہ میں تو سمجھ گیا تھا کہ اس کے پاس لائسنس نہیں مگر آپ سے مِل کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم سن بچّہ ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ کر بیٹھے ۔

آپ نے سارجنٹ کو کُرسی پیش کی اور ساتھ ہی چائے کی پیالی بھی بڑھا دی اور بڑی متانت سے فرمایا کہ بچّہ ہے تو کمسن ۔ مگر کار اچھی چلاتا ہے ۔ مجھ سے بھی اچھی بلکہ شاید آپ سے بھی اچھی اسلئے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حادثہ کا تو کوئی خطرہ نہیں ۔ مگر مجھے اس بات کا بہت دُکھ ہوا کہ اس نے کہا کہ وہ لائسنس ہولڈر ہے ہم لوگ احمدی ہیں اور احمدی غلط بیانی نہیں کیا کرتے ۔ یہ کہا اور سارجنٹ کا اشتیاق دیکھ کر آپ نے اسے احمدیت کی بھرپور تبلیغ کر ڈالی ۔ گفتگو ختم ہوئی تو سارجنٹ نے آپ سے ہاتھ ملایا اور احمدیت

جماعت کے قبضہ میں ہے اور کام آرہا ہے ۔ اس بچّہ کو اس میں منتقل کر دیا گیا تھا ۔ اس طرح محترم چوہدری صاحب کے ذریعہ یہ بھاری پریشانی رفع ہوئی اور جماعت نے سُکھ کا سانس لیا ۔

(۱۰) رسوخ کا افادہ ۔

آپ کو تمام افسران سے رسوخ حاصل تھا ۔ مینجر کمپنی گاندھی صاحب موصوف آپ سے عقیدت سے پیش آتے اور آپ سے اور جماعت احمدیہ سے ہمیشہ دعا کی درخواست کرتے تھے ۔ آپ اپنے اثر و رسوخ سے مظلوموں کی اِمداد کے لئے بِلا امتیاز استفادہ کرتے تھے ۔

مثلاً

۱ ۔ ڈاکٹر سید حمید الدین صاحب کو اپنی ترقی کے لئے آپ کی سفارش مطلوب تھی ۔ آپ نے کہا کہ پہلے ایک تنگدست ، بدحال ، بے روزگار غیر از جماعت کو برسر روزگار کرانا ہے ۔ بعد میں آپ کو اس سے بہتر جگہ پر ترقی دلوا دوں گا ۔ چنانچہ آپ نے یہ دونوں کام یکے بعد دیگرے کروا دئے ۔
(بیان سید ظہیر الحق صاحب)

پٹنہ کے ایک صاحب اختر احمد ٹاٹا ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو ٹاٹا کمپنی کے ایجوکیشن آفیسر نے ایک محکمانہ سازش کے نتیجہ میں ملازمت سے موقوف کر دیا ۔ اس مظلوم شخص نے اپنی داد رسی کیلئے محترم چوہدری صاحب کی

طرف رجوع کیا ۔ آپ نے اس کمپنی کے جنرل مینیجر سر جہانگیر گاندھی سے فون پر ملاقات کے لئے وقت لینا چاہا ۔ گاندھی موصوف نے کہا کہ آپ کو وقت مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ آپ ہر وقت خوشی سے آسکتے ہیں ۔ چنانچہ جب آپ پہنچے تو گاندھی جی مذکور بڑے اضطراب میں ٹہل رہے تھے ۔ اور آپ کو دیکھتے ہی کہنے لگے ۔ کہ اور جو بات آپ چاہیں کریں لیکن اختر احمد کے بارے میں آپ سے کوئی بات نہیں سُنوں گا ۔ آپ نے کہا بہت اچھا ۔ پھر میں جاتا ہوں ۔ کہنے لگے یہ کیا ؟ آپ کہاں چلے ؟ آپ نے کہا کہ میں نے اختر احمد کے متعلق ہی بات کرنا تھی ۔ لیکن آپ سُننے کو تیار نہیں ۔ اسلئے میں جاتا ہوں ۔ میں سب سے بڑے حاکم کی طرف جو سب کا حاکم ہے رجوع کروں گا ۔ کہنے لگے کہ ناراض کیوں ہو رہے ہیں ؟ آئیں بات بتائیں ۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے تفصیل بتائی جس سے وہ قائل ہو گئے اور فوراً فون کرکے ٹاٹا کمپنی کے چیف ایڈمنسٹریٹر کو جو ان کے ماتحت افسر تھا ہدایت کی کہ اختر صاحب کو فوراً بحال کر دیا جائے ۔ اور کوئی بھی مخالفانہ کارروائی نہ کی جائے ۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق دوسرے روز اس دوست کے بحال ہونے پر حیرانی کی لہر دوڑ گئی ۔ کہ یہ کام کیسے ہوا ۔ سب کہتے تھے کہ گاندھی جی تک رسائی صرف چوہدری صاحب کی ممکن ہے ۔ کسی اور کا یہ کام نہیں ۔

(بیان سیّد ہمام الدین صاحب)

(۱۱) نظام کی پابندی ۔

آپ اپنے طریقِ عمل سے نظام کی پابندی دوسروں سے کرواتے تھے ۔ بعض افراد مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں تاخیر سے آتے تھے ۔ آپ نے مجلسِ عاملہ سے فیصلہ کرایا کہ اسکے اجلاس میں تاخیر سے آنے والے کو دو چھڑی سزا دی جائے ۔ ایک دفعہ آپ تاخیر سے اجلاس میں پہنچے ۔ تو آپ نے اس فیصلہ کا ذکر کرکے اصرار سے اپنے تئیں کسی سے چھڑیاں لگوائیں ۔ (بیان سید ظہیر الحق صاحب حُسام الدین صاحب)

(۱۲) فیاضی اور غرباء کی امداد ۔

بسلسلہ تبلیغ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؒ جمشید پور تشریف لائے ہوئے تھے ۔ کہ چوہدری صاحب نے درخواست کی کہ تپ دِق کی دوا تیار کر دیں ۔ چنانچہ ایک ہزار روپے کے اجزائے نسخہ مولانا صاحب کو بتانے پر آپنے منگوا دیے ۔ اور مولانا صاحب نے تاکید فرمائی کہ دوا کو فروخت ہر گز نہ کیا جائے بلکہ غرباء کو مفت دی جائے ۔ چوہدری صاحب نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی کروں گا ۔ (بیان سید ہمام الدین صاحب)

آپ مخفی رنگ میں غرباء کی امداد کرتے تھے ۔ آپ نے اس زمانہ میں ایک خطیر رقم کی جائداد فروخت کی اور پنجاب سے یہ رقم لاکر جمشید پور میں غرباء میں تقسیم کر دی تھی ۔ (بیان عبد الحمید صاحب و ظہیر الحق صاحب)

(۱۳) اخوّت و ہمدردی ۔

محترم محمد بشیر چغتائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ

آپ معمولی حیثیت کے احمدی سے بھی محبّت و الفت سے پیش آتے ۔ اور اس کی عزّت افزائی ہر وقت ملحوظِ خاطر رہتی آپ کے دفتر اور گھر کا دروازہ احمدیوں کے لئے ہر وقت کُھلا رہتا ۔ دفتر میں کوئی افسر موجود ہوتا تب بھی آپ آنے والے احمدی بھائی کی طرف التفات فرماتے ۔ کسی وقت اور کسی حالت میں بھی آپ کی مخلصانہ خدمات حاصل کی جاسکتی تھیں ۔ خدمتِ خلق اور خدمتِ احمدیت آپ کا نصب العین تھا ۔

تلاشِ روزگار کے لئے یا کسی اور کام کے لئے بکثرت لوگ آتے ۔ وہ آپ کے ہاں ڈیرہ لگا کر مہینوں اسطرح بیٹھ جاتے گویا وہ اس خاندان کے افراد ہیں ۔ اور ان میاں بیوی کی عالی ظرفی اور وسعتِ قلبی کی داد دیجئے کہ وہ ان لوگوں کا اپنے گھر کے افراد کی طرح قیام و طعام کا خاص خیال رکھتے تھے ۔

(۱۴) توکّل علی اللہ ۔

سیّد ہمام الدین صاحب اور سیّد ظہیر الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ

چوہدری صاحب نے ایک روز ذکر کیا کہ کل میرے گھر سے کہنے لگیں کہ مہینہ کا آخر ہے ۔ اخراجات کے لئے رقم درکار ہے ۔ اور پوچھنے پر بتایا کہ گھر میں صرف دس روپے ہیں ۔ میں نے یہ روپے لے لئے اور سیکرٹری مال

کو صدقہ کی مَدّ میں دیدئے ۔ گھر آیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا روپیہ کا انتظام کیا ہے ۔ دس روپے جو گھر میں تھے وہ بھی آپ نے لے لئے تھے ۔ میں نے کہا کہ یہ رقم میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دیدی ہے ۔ وہ ضرور انتظام فرما دے گا ۔ چند گھنٹے کے بعد بذریعہ تار ایک خطیر رقم کا منی آرڈر آگیا ۔ اور آج بھجوانے والے دوست کا رنگون (برما) سے خط آیا ہے کہ دس پندرہ سال پہلے میں نے آپ سے قصور میں پانصد روپیہ قرض لیا تھا ۔ کل مجھے سخت گھبراہٹ ہوئی کہ میں نے واپسی میں اتنی تاخیر کر دی ہے ۔ رقم بھجوانی چاہئے ۔ سو بذریعہ تار بھجوا رہا ہوں اور اتنی طویل تاخیر کے لئے معافی طلب کرتا ہوں ۔ سید ظہیر الحق صاحب جو آپ کے گھر کا کام عرصہ تک کرتے رہے مزید یہ بیان کرتے ہیں کہ چوہدری صاحب نے یہ بھاری رقم سلسلہ کے لئے دیدی اور مجھے پیتل کے دو جگ دیے کہ انکو فروخت کرکے رقم لادوں ۔

(۱۵) بیان سید غلام ابراہیم صاحب (۱) ۔

خاکسار عرصۂ دراز تک سونگھڑہ میں سیکرٹری مجلس خدّام الاحمدیہ رہا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ محترم چوہدری صاحب کو میری کارکردگی کا علم ہوتا رہا ۔ آپ نے چاہا کہ خاکسار ٹاٹانگر میں جماعت اور خدّام کی ترقّی کے لئے کام کرے ۔

---

(۱) خاکسار نے اپنے دورہ بطور انچارج وقف جدید نومبر ۱۹۸۱ء میں بمقام کیندا پاڑہ (اڑیسہ) سیّد صاحب محترم کو تحریک کی تو انہوں نے یہ بیان بھجوایا ۔

سو آپ نے مجھے ملازمت کیلئے وہاں بلوا لیا ۔ آپ کا بھاری اثر و رسوخ دیکھکر میں حیران ہوا ۔ میں آپ کے دفتر پہنچا تو آپ نے چیف میڈیکل آفیسر سے فون پر کہا کہ چند دن پہلے میں نے آپ سے جس شخص کے بارے بات کی تھی وہ آگئے ہیں ۔ اب ایسا کیجئے کہ بالکل ابھی انہیں کام میّسر آ جائے ۔ ان کا نام سید غلام ابراہیم ہے ۔ افسر موصوف کے مطابق میں ان کے پاس پہنچا ۔ اُس نے یہ معلوم کرکے کہ میرا یہ نام ہے اور مجھے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب نے بھجوایا ہے ۔ اس نے مجھے نظر کے ٹیسٹ کے لئے بھجوا دیا ۔ ٹیسٹ لینے والے نے بھی میرے ساتھ بہت ہمدردی کا سلوک کیا اور کہا کہ جب آپ چوہدری صاحب کے آدمی ہیں تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی وفاداری اور ہمدردی کا اپنا حق ادا کریں ۔ جائیے آپ کی نظر ٹھیک ہے ۔ اس طرح بغیر ٹیسٹ کے دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے کے ٹیسٹ میں مجھے پاس کر دیا گیا ۔ گو میری بینائی حقیقتاً بھی ٹھیک ہی تھی ۔ سو مجھے فارماسسٹ کی ملازمت مل گئی ۔ فالحمدللہ علےٰ ذالک ۔

دو ایک دن مجھے انتظار رہا کہ آپ کیا خدمتِ جماعت میرے سپرد فرماتے ہیں ۔ پھر آپ نے ایک روز نہایت محبّت بھرے الفاظ سے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ۔ سیّد صاحب ! کیا کام آپ کے سپرد کیا جائے ۔ میں نے عرض کیا کہ جو آپ پسند فرمائیں ۔ سو آپ نے یہ ہدایت دی کہ میں اس بارے میں جائزہ لیکر رپورٹ کروں کہ ہمارے احباب پنجگانہ نماز کے کسقدر پابند

ہیں ۔ سو میں احباب کے ہاں مختلف نمازوں کے وقت پہنچکر معلوم کرتا تھا ۔ جبکہ بعض احباب کی رہائش کئی کئی میل دور تھی اور ان کو نمازوں کی پابندی کی تلقین کرتا تھا ۔ اکثر احباب نے اس نیک تحریک کو بخوشی قبول کیا اور نمازوں کے پابند ہو گئے ۔ لیکن بعض نوجوانوں نے اعتراض کیا کہ میں کیوں اسبات کا جائزہ لیتا اور تلقین کرتا ہوں ۔ اس پر چوہدری صاحب نے مجھے تحریرًا نگران نماز مقرر کر دیا ۔ پھر بعض نے کہا کہ آپ ہمیں کہتے ہیں کیا آپ نے امیر صاحب کا بھی نماز فجر کے بارے جائزہ لیا ہے ۔ میں جائزہ لے چکا تھا اسلئے بتایا کہ وہ نماز فجر کے بھی پابند ہیں ۔ میں بسا اوقات نماز فجر سے پہلے آپ کی کوٹھی کی چار دیواری پر جا کر بیٹھ جاتا اور وہیں نماز فجر ادا کر کے دروازہ کھلنے کا منتظر رہتا ۔ میری طرح کئی اور احباب بھی آپ کے ہاں پہنچتے اور امیر صاحب محترم کے درس قرآن مجید میں ہم شریک ہوتے ۔ اور اس سے بہت لطف اندوز ہوتے تھے ۔ آپ دروازہ کھولتے وقت پوچھتے کہ میں نے دروازہ پر دستک کیوں نہ دی ۔ میں نے کہا کہ اس خیال سے کہ مبادا آپ سوئے ہوئے ہوں ۔ تو آپ نے نہایت محبّت بھرے لہجہ میں فرمایا کہ سیّد صاحب ! جس دن سے میں نے آپ کو نگران نماز مقرّر کیا ہے ، اس دن سے خود چوکنا ہو گیا ہوں ۔ مبادا سُستی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دینا پڑے ۔ آپ دستک دیا کریں تاہم باجماعت نماز کا ثواب حاصل کر سکیں ۔

ٹاٹانگر کے ہندؤوں اور مسلمانوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے وہاں

جانے سے کچھ عرصہ پہلے وہاں ہندو مُسلم فساد ہوا ۔ لوگ موت کے گھاٹ تک اتارے گئے ۔ ظلم و بربریت کی ایسی فضا میں یہ آپ ہی کا دِل گردہ تھا کہ اپنی جانِ عزیز کو اس مشتعل آگ میں جھونکنے سے بھی نہ رُکے ۔ اور مخلوق خدا کی جانوں کو بچانے کے لئے اپنی کھلی موٹر گاڑی میں ہندوؤں کو لا لا کر ہندوؤں کے محلّہ میں اور ہندوؤں کے محلّہ سے مسلمانوں کو نکال نکال کر جامع مسجد اور دیگر مساجد میں پہنچاتے رہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے امن کے شہزادہ (علیہ السلام) کے اس خادم کو محفوظ رکھا اور بدامنی میں بھی کسی نے آپ پر ہاتھ نہ اٹھایا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کیسی ہمّت و قوت اور ہمدردی خلق کے کیسے گہرے جذبات سے معمور تھے ۔

آپ نے اپنے دفتر میں تبلیغی لٹریچر رکھا ہوتا تھا غیر مُسلموں کو بھی آپ تبلیغ کرتے تھے ۔ اس دوران آپ کے پاس فائل آتا تو آپ کہتے کہ بڑے صاحب (یعنی بڑے افسر) کے پاس لے جاؤ ۔ چنانچہ بڑے صاحب کام کر دیتے تھے اور بُرا نہیں مناتے تھے ۔

(۱۶) تقسیم ملک کے قریب دعائیں ۔

تقسیم ملک کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے متوقّع خطرناک حالات کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی تحریک ہوئی تھی ۔ اسوقت چوہدری صاحب کا قیام افسران کی کوٹھیوں میں آخر پر ناردرن ٹاؤن میں تھا ۔ وہاں

آپ کے ذریعہ جمشید پور کے احباب نے مغرب و عشاء کے درمیان چالیس روز اجتماعی دعائیں کیں ۔ (بیان ڈاکٹر سید حمید الدین صدر جماعت احمدیہ جمشید پور

بیان سید ہمام الدین صاحب تقسیم ملک کے متوقع خطرناک حالات میں ایک ہمدرد ذمہ دار افسر کے مشورہ سے اپریل یا مئی ۱۹۴۷ء میں براستہ کلکتہ ہوائی سفر سے آپ لاہور چلے گئے روانگی سے قبل آپ نے جنرل مینجر ٹاٹا کمپنی کو فون پر بتا دیا تھا کہ میں جا رہا ہوں ۔

(۱۷) تعزیتی قرارداد جماعت جمشید پور ۔

ہم ممبرانِ جماعت احمدیہ جمشید پور مکرم و معظم پیارے بھائی چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفاتِ حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں ۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں جگہ دے ۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی ہم ممبران کو توفیق عطا کرے ۔ آمین ثم آمین ۔

۔۔۔ (آپ) فی الحقیقۃ احمدیت کے پروانہ تھے ۔ ۔۔۔ خاندان (حضرت اقدس علیہ السلام) ۔۔۔ کے سچّے عاشق اور احمدیوں کے صحیح مونس و غمگسار تھے ۔ جماعت کی تربیت ، ہر جہت سے اس کی ترقّی و نگہبانی کا ایک خاص ملکہ رکھتے تھے ۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ۔

اگرچہ چند سال پیشتر وہ ہم لوگوں سے بعض حالات (پیدا ہونے) پر جُدا ہوئے ۔ لیکن ان کا ایثار و قربانی ہر آن ۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ہوتا اور قریباً قریباً ہر میٹنگ اور جماعتی کاموں میں ان کا ذکر خیر ہوتا ۔ جمشید پور کی جماعت پر ان کا خاص احسان ہے اور ہم لوگ کبھی بھی اسے فراموش نہیں کرسکتے ۔

مکرم سید محمدؒ سلیمان صاحب امیر صوبائی بہار مقیم جمشید پور نے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے دعا کرتے ہوئے اپنے تعزیتی مکتوب میں تحریر کیا کہ

(مرحوم) ہم لوگوں سے بہت ہی مانوس تھے اور ۔۔۔ بڑی محبّت اور شفقت سے پیش آتے رہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خاندان کے تمام افراد کے ساتھ مرحوم کو رشتہ محبّت تھا ۔ جس کو ہم لوگوں نے خاص طور پر محسوس کیا تھا ۔ میرے خاندان کا ایک ایک فرد چوہدری صاحب کے خاندان اور اُن کے تمام بھائیوں کے ساتھ دِلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے ۔ اللّٰھمّ اغفرلہ وارحمہ (بدر ۱۶ جولائی ۱۹۵۹)

بیت مبارک ربوہ کے سنگِ بنیاد کی تقریب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کو ربوہ کے اس مقام پر تشریف لائے جہاں بیت مبارک کی تعمیر تجویز ہو چکی تھی ۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ ناظر اعلیٰ ، محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منوّر احمد صاحب اور حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ امیر مقامی نے اپنے ہاتھ سے ایک ایک بکرا ذبح کیا ۔ پھر جب حضور اپنے مکان میں داخل ہونے لگے تو مقامی انجمن احمدیہ ربوہ کے جنرل سیکرٹری محترم شیخ محمدؐ دین صاحبؓ مختار عام صدر انجمن احمدیہ نے دو بکرے ذبح کئے ۔

۹ ذی الحج کو بوقت عصر حُجّاج میدانِ عرفات میں مصروفِ دعا ہوتے ہیں ، اس روز ۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو اس بیت کا سنگِ بُنیاد رکھا جانے کے پروگرام کی اطلاع دُنیا بھر کی احمدی جماعتوں کو قبل از وقت دی جا چکی تھی ۔ اس تقریب میں اڑسٹھ رفقاءؑ کرام نے بھی شمولیت کی ۔ جو دعائیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی بُنیادیں اٹھاتے وقت کی تھیں ، حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق طبع کروا کر احباب میں

تقسیم کرا دی گئی تھیں ۔ تا احباب بآوازِ بلند دُہرا سکیں ۔

نمازِ عصر حضور نے اسی مقام پر پڑھائی اور حضور کی ہدایت کے مطابق یُوں سات صفّیں بنائی گئیں ۔ ۱ ۔ رفقاء کرام ۔ ۲ ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نرینہ افراد ۔ ۳ ۔ واقفینِ زندگی ۔ ۴ ۔ امراءِ جماعت ہائی احمدیہ و ناظرانِ سلسلہ (چھ اُمرائے جماعت بشمول چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحبؓ امیر جماعت کراچی شامل ہوئے) ۔ ۵ ۔ مہاجرین قادیان ۔ ٦ ۔ خواتین مبارکہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ۔ ۷ ۔ صحابیات و مہاجراتِ قادیان ۔

ہر صفّ نے تین تین اینٹیں اور ایک تغاری سیمنٹ کی حضور کی خدمت میں پیش کی ۔ مذکورہ آخری دو صفّوں سے حضور خود آگے بڑھ کر تغاری لیتے اور استعمال کرتے تھے ۔ ان اکیس اینٹوں کے علاوہ دو اینٹیں بیت مبارک قادیان کی بھی لگائی گئیں جو محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منوّر احمد صاحب قادیان سے لائے تھے ۔ اس اثناء میں حضور بار بار بآوازِ بلند دعائیں مانگتے تھے اور تمام حاضرین بھی سوز و رِقّت سے اِن دعاؤں کو دُہراتے تھے ۔ اینٹیں رکھنے کے بعد حضور نے نہایت خشوع و خضوع سے بار بار یہ دعائیں پڑھیں اور احباب نے بھی جن پر ایک رِقّت کا عالَم طاری تھا :۔

ربّنا تقبّل مِنّا تا ویُزکیھم ۔ اِنک انت العزیز الحکیم (البقرۃ آیت ۱۲۸ ،

پھر حضور نے ہاتھ اٹھا کر خاموشی کے ساتھ احباب سمیت لمبی دعا فرمائی پھر اپنے خطاب کے بعد جس میں تحریک چندہ بھی کی گئی تھی (جس کا ذکر آگے آتا ہے) اسی مقام پر نمازِ مغرب پڑھائی جس کی آخری رکعت میں پھر وہی دعائیں دہرائیں ۔

حضور نے اپنے ایمان افروز خطاب میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ایک الہام تھا (یُخرِجُ ھمُّہ و غمّہ دوحۃ اسمٰعیل) کہ آپ کا ھم و غم اسمٰعیل کا درخت لگائے گا ۔ اس میں پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کی روح کے لئے نہایت تکلیف دہ ہوگا اور آپ کی روح تڑپ تڑپ کر اور زاری کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور جُھکے گی اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ اسمٰعیلی درخت اُگائے ۔ اسمٰعیلؑ کا درخت خانہ کعبہ ہے ۔ گویا یہ پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں احمدیوں کو قادیان سے ایک حدّ تک ہاتھ دھونا پڑے گا جس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک نئے مقدّس مقام کی بُنیاد رکھے گا ۔ سو بفضلہ تعالیٰ ہم اسی نئے مقام کی بنیاد رکھ رہے ہیں ۔ چونکہ یہ ایک مرکزی مقام ہے اور ساری دنیا کے لوگوں سے اس کا تعلّق ہے اس لئے ہمیں ساری دنیا کے احمدیوں کو اسکے اخراجات میں شرکت کا موقعہ دینا چاہئے ۔

حضور نے خود اکیس روپے نقد دئے اور پانصد روپیہ کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کے وقت اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے ۔ اگر وہ

یہاں ہوتا تو وہ کبھی پیچھے نہ رہتا ۔ حضرت عثمانؓ اسوقت مکّہ میں تھے ۔ سو میں بھی اس سنّت کی اتّباع میں بیرونی جماعتوں کو پہلے روز کے ثواب میں شامل کرنے کیلئے اُن کی طرف سے خود تجویز کرتا ہوں ۔ کیونکہ ان کو آواز دیر سے پہنچے گی ۔

اس موقعہ پر محترمہ آمنہ بیگم زوجہ محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحبؓ نے ایک صد روپیہ چندہ نقد پیش کر دیا ۔ (الفضل ۱۹ ، ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء)

کراچی میں حضور کا ورود مسعود
(۱۹۵۰ء میں)

کراچی پاکستان کی واحد بندرگاہ تھی ۔ پھر اس وقت وہ اس مُلک کی حکومت کا صدر مقام تھا ۔ مطابق روزنامہ المصلح کراچی اسکی آبادی جو پہلے تین لاکھ تھی بعد تقسیم ملک ۱۹۵۰ء تک تیرہ لاکھ ہو چکی تھی ۔(۱) اس سے اس مقام کی اہمیت ظاہر ہے ۔ جماعتی لحاظ سے بھی یہ مقام نہایت اہمّ تھا ۔ مرکزی سرکار کے مناصب پر بہت سے عہدہ دار یہاں تھے اور جماعت کے بہت سے احباب کو یہاں تجارت و کاروبار میں ترقّی کرنے کے مواقع حاصل ہوئے ۔ بفضلہ تعالیٰ اس جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی قیادت اور خاص توجّہ سے محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحبؓ کے ذریعہ مثالی ترقّی حاصل ہوئی ۔ اور وہ ایسے مقام تک جا پہنچی کہ اس کا چندہ ہی تمام مُلک کے چندہ کے پانچویں حصّہ تک پہنچ گیا تھا ۔ چوہدری صاحب حضور کی تشریف آوری پر کما حقّہ استفادہ کرتے تھے ۔ جماعت کی تربیت ہوتی ۔ ان کے ایقان و عرفان میں ترقّی ہوتی ۔ آپ طبقۂ شرفاء کی حضور سے ملاقاتوں کی

---

(۱) المصلح بابت ۲ جولائی ۱۹۵۰ء (صفحہ ۷)

تقریبات پیدا کرتے ۔ کیونکہ اس مرکزی مقام کے اثرات تمام ملک پر اثر انداز ہوتی ہیں ۔ اس طبقہ کی غلط فہمیاں احمدیت کے بارے رفع ہوتیں ۔ اور ان کو احساس ہوتا کہ اسلام کی ضروریات کیا ہیں اور کس طرح عوام و خواص ان سے غافل ہیں ۔ ان احوال و کوائف کا اختصاراً آئندہ صفحات میں ذکر کیا جاتا ہے ۔

(۱) کراچی میں وکٹوریہ روڈ ، میگزین لین میں جماعت احمدیہ نے ایک لاکھ روپیہ کے صرفہ سے ایک دو منزلہ بیت الذکر تعمیر کی ۔ ۸ ستمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وہاں خطبہ جمعہ میں اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا کہ

"سب سے پہلے تو میں جماعت کے دوستوں کو اس بات کی مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے یہاں بیت الذکر بنانے کی توفیق عطا فرمائی"۔

اور فرمایا کہ

میں کئی سالوں سے یہاں آنے پر اس بات پر زور دیتا رہا کہ جس طرح بھی ہو بیت الذکر کے لئے زمین خرید لو اور چھوٹی چیز پر ہی قناعت کر لو تاکہ اللہ تعالیٰ بعد میں بڑی چیز کے سامان پیدا کرے ۔ یہ خیال غلط ہے ۔ کہ آئندہ کی تمام ضرورتوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کوئی بیت الذکر بنائیں ۔ اس وقت جتنے نمازی موجود ہیں چار سال پہلے اس کا پانچواں بلکہ دسواں حصّہ بھی جماعت نہیں تھی ۔ پہلے جماعت نے ایک کمرہ کرایہ پر لیا ہوا تھا جس میں زیادہ

سے زیادہ دو تین صفیں ہوتی تھیں ۔ اس بیت الذکر کی برکت ہے کہ بنتے ہی بھر گئی ہے جب اللہ تعالی کے لئے گھر بنایا جاتا ہے تو وہ اسکی آبادی کے سامان کر دیتا ہے ۔

کراچی کوئی دس میل کے قریب لمبا شہر ہے ۔ اتنی مسافت سے سارے لوگ جمعہ کے لئے بھی نہیں آسکتے ۔ آ بھی جائیں تب بھی باقی ایام میں وہ یہاں جمع نہیں ہوسکتے ۔ ایک میل سے پانچوں وقت کی آمد و رفت اور امام کی انتظار میں ہی کئی گھنٹے روزانہ صرف ہوں گے ۔ چند دن تو لوگ اتنا وقت خرچ کر سکتے ہیں ۔ لیکن سارے لوگ ساری عمر ایسا نہیں کر سکتے ۔ اسکے نتیجہ میں سُستی پیدا ہو کر آئندہ نسلیں نمازوں سے دور ہو جائیں گی ۔ سو جہاں احمدی زیادہ ہیں اور اس بیت الذکر سے دور کے فاصلہ پر ہیں ، وہ بھی چھوٹی چھوٹی بیت الذکر بنالیں خواہ چھوٹی ہوں ۔

پھر حضور نے جماعت کراچی کو ایک خاص جلالی رنگ میں بتایا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ کراچی میں کچھ لوگ اپنے مال و دولت کی وجہ سے مغرور ہو کر سلسلہ کے لئے بدنامی اور فتنہ کا موجب بنے ہوئے ہیں ۔ اور جماعت کراچی کا ایک بڑا حصّہ انکی دولت اور مال کی وجہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ بڑے لوگ ہم سے الگ ہو گئے ہیں یہ سلسلہ کا بڑا نقصان ہوا ہے ۔ یہ خیال باطل ہے ۔

فرمایا :۔

"خدا تعالی کا قائم کردہ خلیفہ اور یہ دو دو چار چار یا پانچ پانچ ہزار روپیہ کمانے

والے آپس میں نسبت ہی کیا رکھتے ہیں ۔ ان لوگوں کی تو اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی ہاتھی کے مقابلہ میں ایک مچھر کی ہوتی ہے ۔ ۔۔۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ تم ان کی طرف کیوں توجّہ کرتے ہو ۔ ان کے افعال اور ان کی باتیں محض ایک نشان دکھانے کے لئے زندہ رکھی جاتی ہیں ۔۔۔ جس طرح عجائب گھروں میں مردہ سانپ اور مردہ بچھو رکھے جاتے ہیں اسی طرح خدائی سلسلہ میں ایسے لوگ رکھے جاتے ہیں تاکہ لوگ ان کو دیکھکر نصیحت حاصل کریں وہ اسلئے نہیں رکھے جاتے کہ ان کو کوئی طاقت حاصل ہوتی ہے ۔ ۔۔ (اور) خدا تعالیٰ کے سلسلے کے مقابلہ میں ان کو کوئی حیثیت حاصل ہوتی ہے ۔ بلکہ وہ اسلئے رکھے جاتے ہیں کہ تاکہ لوگ انہیں دیکھکر ہوشیار رہیں اور وہ اس حقیقت کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھینکہ بعض لوگ چند قدم چل کر ایسے خطرناک گڑھے میں گر جاتے ہیں"۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں ۔ لیکن خدا تمہارے لئے قدرتِ ثانیہ بھیج دے گا ۔۔۔ (پھر قدرت ثالثہ ، قدرت رابعہ ، قدرت خامسہ اور قدرت سادسہ آئے گی۔) اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو پہلی اینٹ بنایا مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا ۔ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کریگا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے ایک فرد تھے ۔ اورایک فرد میں ہوں ۔ لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دینِ اسلام کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں پس ہمارا مقابلہ کرنے والا ہمارا مقابلہ نہیں کرتا ۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے"۔

"کیا تمہیں دنیا میں کوئی شخص ایسا نظر آتا ہے خواہ وہ کروڑ پتی ہو ، حاکم ہو ، وزیر ہو ، بادشاہ ہو جو خدا تعالیٰ کو مار سکے ؟ پھر یہ کس طرح خیال بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائیں گے ۔۔۔ (البتہ) اظلال آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں ۔ ہاں خدا تعالیٰ یہ ضرور کرتا ہے کہ جب ظِلّ کی کوئی شخص ہتک کرتا ہے تو وہ اسے اپنی ہتک قرار دیتا ہے ۔۔۔ اس لئے ایسا آدمی بچتا نہیں ۔ آدم سے لیکر ابتک ایسا آدمی نہیں بچا اور قیامت تک نہیں بچ سکتا"۔(الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۵ تا ۷)

اسی ہال میں چوہدری صاحب کی زیر صدارت ۳۰ جون ۱۹۵۰ء کو سیرت النبی صلعم کا جلسہ ہوا اور آپ نے اس جلسہ کی غرض و غایت اور حضور کی سیرت بیان کی ۔ (المصلح کراچی ۲ جولائی ۱۹۵۰ صفحہ ۸)

(۲) ۱۲ ستمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں مُسلم نوجوانوں اور جریدہ نگاروں کو تلقین کی کہ وہ اسلام کا گہرا مُطالعہ کریں اور انکی تحریرات میں اس کا اثر ظاہر ہو اور جریدہ نگار آزادانہ طور پر اپنے ہم پیشہ غیر مسلموں سے اس بارے میں تبادلۂ خیالات کریں کہ اسلام غیر مذاہب کے ساتھ کیسا رویّہ اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے ۔ اس طرح وہ غلط فہمیاں جو اسلام کے بارے میں پھیلائی گئی ہیں دُور ہو جائیں گی ۔ نیز حضور نے بتایا کہ اگر غیر مسلم ممالک میں اسلام اور اس کے زرّیں اصولوں کی اشاعت کی طرف مسلمانوں نے فوری طور پر توجّہ نہ کی کہ جس کے ساتھ ان کا مستقبل وابستہ ہے تو اُن کا قدم بھی تنزّل کی طرف جائیگا ۔
الفضل ۸ اکتوبر ۱۹۵۰

بشیر احمد صاحب چغتائی — چوہدری عبداللہ خان صاحب —

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجے کیؓ اور چوہدری اسد اللہ خان صاحب

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۰ء میں شمولیت

جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء میں شمولیت کیلئے زیر قیادت محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور پاکستانی قافلہ تین بسوں پر رتن باغ لاہور سے روانہ ہوا ۔ ان میں سے دو کے انچارج محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی اور محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی تھے ۔ قبل روانگی حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ راجیکی نے اجتماعی دعا کروائی ۔ پریس فوٹو گرافر نے فوٹو لئے ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ہدایات کے مطابق زائرین ان دعاؤں میں مصروف ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو نہ صرف قافلہ کے لئے بلکہ اہلِ قادیان کے لئے بھی ، نہ صرف اہلِ قادیان کے لئے بلکہ تمام جماعت کے لئے مبارک اور مثمرِ ثراتِ حسنہ بنائے ۔ واہگہ سرحد پر الوداع کہنے کے لئے محترم شیخ محمود الحسن صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور اور جناب خان محمدؐ شفیع خاں صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور موجود تھے ۔

عبورِ سرحد پر ہندوستان میں امرتسر کے ڈپٹی کمشنر نے قافلہ کا خیر

مقدم کیا ۔ جہاں درویشان کی نمائندگی میں محترم فضل الہیٰ خاں صاحب اور محترم بشیر احمد صاحب ٹھیکہ دار موجود تھے اور بعض درویشان بٹالہ میں ۔ موضع پنجگرائیں سے کچھ آگے آنے پر منارۃ المسیح نظر آیا تو امیر قافلہ کی ہدایت پر اجتماعی دعا شروع کی گئی ۔ قادیان قریب آیا تو درویشان نظر آئے جو کئی گھنٹوں سے منتظر تھے ۔ یہ قافلہ موضع لیل کلاں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ متصل بہشتی مقبرہ کے پاس پہنچا ۔ درویشان نے خیر مقدم کیا ۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے امیر قافلہ سے مصافحہ و معانقہ کیا ۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب اور ہندوستان سے آمدہ بعض احباب بھی موجود تھے اور قادیان کے بعض غیر مُسلم افراد بھی ۔ بَسوں سے اُترتے ہی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر مزار حضرت اقدس علیہ السلام پر سب نے اجتماعی دعا کی ۔

مسجد مبارک میں ۳۰ دسمبر کو بعد نماز فجر احبابِ قافلہ اور درویشان اور احبابِ ہندوستان کا تعارف کرایا گیا ۔ پھر مزار مبارک پر الوداعی اجتماعی دعا ہوئی ۔ قافلہ سے احباب نے ملاقاتیں کیں اور قریباً گیارہ بجے قبل دوپہر احباب کا قافلہ اشکبار آنکھوں کے ساتھ روانہ ہو کر پاکستان واپس چلا گیا ۔

کوائف جلسہ سالانہ

اس اجتماع میں تین سو تیرہ درویشان کے علاوہ ہندوستان سے اڑھائی

صد احباب ، ستانوے افرادِ قافلہ اور نَو صد غیر مسلموں نے شرکت کی ۔ جناب پروفیسر عبد المجید صاحب سابق سفیر حکومتِ ہند متعیّن جدّہ بھی جماعت سے ہمدردی کیوجہ سے تشریف لائے ۔ ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان متعیّنہ جالندھر میجر جنرل عبد الرحمٰن صاحب نے بھی تشریف لا کر پاکستانی قافلہ سے ملاقات فرمائی ۔

اس اجتماع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دِلوں کو گرما دینے والا ایک مبسوط پیغام بھجوایا جس کا مُلخّص درجِ ذیل ہے :۔

اطرافِ ہند سے ذکرِ الٰہی بلند کرنے کے لئے جمع ہونے والے برادران کو میں مبارکباد دیتا ہوں ۔ مسلمانوں کی غفلت دور کرنے اور احیاءِ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغامِ احمدیت تازہ نشانوں کے ساتھ نازل فرمایا جبکہ مسلمان کروڑوں کی تعداد میں تو تھے لیکن حقیقتِ اسلام سے غافل ہو چکے تھے ۔ احمدیوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات سے دنیا کو روشناس کرانا ہے اور یہ مقصد اسیوقت پورا ہو سکتا ہے جبکہ اس پیغام کو ہندوستان اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا جائے ۔ اور سوتوں کو جگایا جائے اور دین حق سے متنفر افراد کے دِل میں محبّتِ دین حق پیدا کی جائے ۔ کوئی کان نہ رہے جس میں اس کی آواز نہ پڑے ۔ کوئی آنکھ نہ رہے جو احمدیت کے لٹریچر کے پڑھنے سے محروم ہو ۔ کوئی دِل باقی نہ ہو جس کو خدائے وحدہ لا شریک کے سندیسے سے آگاہ نہ کرایا جائے ۔ اور یہ کام بغیر

تنظیم اور بغیر سعی لامتناہی کے پورا نہیں ہوسکتا ۔

یہ حقیقت ہے کہ آپ ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۵ء تک کے ہر جلسہ سالانہ کے جمع ہونے والے افراد سے بہت زیادہ ہیں ۔ اُن سالوں میں قادیان میں جمع ہونے والے لوگ ہر سال اس یقین سے زیادہ سے زیادہ معمور ہوتے چلے جاتے تھے ۔ کہ ہم دنیا پر غالب آنے والے اور دنیا کو احمدیت کی تعلیم منوانے والے ہیں ۔ آپ لوگ ان سے بہت زیادہ ہیں تعداد میں بھی ۔ مالی حیثیت میں بھی اور دنیوی تعلیموں میں بھی ۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ ان لوگوں والا ایمان پیدا کریں ۔

وہ لوگ ۱۸۹۵ء کے بعد حضور کی وفات تک تیرہ سال تک نشانات دیکھتے رہے ۔ آپ لوگوں نے ان سے زیادہ نشانات دیکھے ۔ حضور کی وفات کے بعد بھی اب تک آپ کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں ۔ پھر میرے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے غَیب ظاہر کئے ہیں جو مُردوں کو زندہ کرنے والے ، بہروں کو شُنوائی بخشنے والے اور اندھوں کو بینائی بخشنے والے ہیں ۔ پس آپ لوگوں کے ایمان کو زیادہ کرنے کے سامان زیادہ ہیں جو ۱۸۹۵ء میں ان لوگوں کو میّسر تھے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ لوگ ان پر غور کرنے اور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں ۔ اگر آپ ایسا کریں تو دنیا کی محبّت آپ کے دِلوں سے یقیناً سرد ہو جائیگی اور دین کی محبّت کی آگ آپ کے دِلوں میں سُلگنے لگ جائے گی اور آپ صرف ان نشانات پر جو ظاہر ہو چکے ہیں ، زندہ

نہیں رہیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اندر سے بولنے لگے گا اور آپ خود ایک نشانِ الٰہی بن جائیں گے ۔

"کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارا خدا سب دنیا کو پیدا کرنے والا خدا ہے ؟ کیا یہ سچ نہیں کہ دُنیا کا ذرّہ ذرّہ اس کا غُلام اور مملوک ہے ؟ کیا یہ سچ نہیں کہ دنیا کی تمام بادشاہتیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتیں جتنا کہ ایک مچھر ایک ہاتھی کے مقابلہ میں حیثیت رکھتا ہے ؟ پھر آپ کے حوصلوں کو پَست کرنے والی کیا چیز ہے ؟ صرف ارادے کی کمی ہے ، ورنہ نشانوں کی کوئی کمی آپ کے پاس نہیں ۔ آج آپ لوگ یہ عہد کر لیں کہ ہم احمدیت کو نئے سرے سے پھر ہندوستان میں قائم کریں گے ۔ اس کے گوشے گوشے میں احمدیت کا پیغام پہنچا دیں گے ۔ اس کے خاندان سے احمدیت کے سپاہی نکال کر لائیں گے ۔ اس کی قوم قوم کو احمدیت کے غلام بنا کر چھوڑیں گے اور یہ کام مشکل نہیں ہے ۔ حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور ناراستی ہمیشہ مغلوب رہتی ہے"۔

پس آپ یہ عزم کر لیں کہ ایک احمدی کی زندگی بَسر کریں گے اور اپنے علاقہ میں اس زور سے پیغامِ احمدیت پھیلائیں گے کہ لوگ اسے ماننے کے لئے مجبور ہو جائیں اور توسیعِ اشاعتِ لٹریچر میں تعاون دیں گے ۔ اور اپنے نوجوانوں کو تحریک کریں گے کہ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں اور تعلیم حاصل

کرکے اپنے اپنے علاقوں میں دین پھیلائیں ۔ قادیان میں چھاپہ خانہ قائم کریں ۔ اپنے چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں ۔ جلسہ سالانہ کے علاوہ بھی آپ قادیان آمد و رفت رکھیں تاکہ مرکز سے آپ کے تعلقات زیادہ مضبوط ہوں اور آپ لوگوں کی آمدورفت سے مرکز والوں کا حوصلہ بلند رہے اور مرکز کے لوگوں کے ساتھ ملاقات سے آپ کے ایمان میں تازگی پیدا ہو ۔ ان باتوں پر عمل کرو گے تو آئندہ سال آپ زیادہ تعداد میں جمع ہوں گے ۔ جماعت میں زیادہ اخلاص ہو گا اور مالی وُسعت بڑھ کر ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی ہوائیں چلنے لگ جائیں گی ۔ مایوسی کے بادل چھٹ جائیں گے ۔ امیدیں دلوں میں کلبلانے لگ جائیں گی ۔ عزم اور یقین قلوب میں ڈیرہ لگالیں گے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو ۔ امین ۔

جلسہ سالانہ کے اصل پروگرام میں حسبِ معمول مفید تقاریر مختلف موضوعات پر ہونے کے علاوہ ایک رات زیر صدارت محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایک جلسہ میں حضرت مولانا راجیکی صاحب ، محترم مولوی محمدؐ سلیم صاحب مُبلّغ اور محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب نے تربیتی امور پر احباب کو خطاب کیا ۔ اختتام جلسہ پر حضرت مولانا راجیکی صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور بعد دعا فرمایا کہ دعا شروع ہونے پر کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی مسجد میں تشریف لائے ہیں اور دعا میں شامل ہوئے ہیں ۔

مقامی پولیس کے زیر انتظام قافلہ نے محلہ جات دارالانوار ، دارالبرکات ، دارالفضل ، دارالرحمت اور دارالفتوح کی بیوت کے علاوہ تعلیم الاسلام کالج اور بیت نور میں جاکر بڑی رِقّت کے ساتھ اجتماعی دعا کی ۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول اور شفاخانہ نور دیکھتے ہوئے بڑے بازار سے احمدیہ محلّہ میں واپس پہنچا ۔ حضرت سیٹھ محمدؓ غوث صاحب کا جنازہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحبؓ نے اس مقام پر پڑھا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا تھا اور سیٹھ صاحب کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی ۔ بوقت جنازہ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ کی اس حدّ بندی کی تصدیق حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی نے کی کہ اس مقام پر ہی حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی بیعت کی گئی تھی اور اس مقام پر ہی حضرت اقدس علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا تھا ۔ دورانِ قیام میں احباب مزار مبارک پر دعائیں کرتے اور بیوت مبارک و اقصیٰ اور دار المسیح میں بیت الدّعاء اور بیت الفکر میں نوافل اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے ۔ اور بیت مبارک میں باجماعت تہجّد میں شریک ہوتے تھے ۔ (الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۵۰ء)

مشاورت ۱۹۵۱ء

اولیں روز

۲۳ مارچ کو حضرت مصلح موعودؓ درد نقرس کے شدید دورہ کے باوجود شوریٰ کے اوّلین اجلاس میں تشریف لائے ۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب (رفیق) نے قرآن مجید کی تلاوت کی ۔ اس کے بعد حضور نے بیٹھے ہوئے ہی فرمایا کہ ہم مِل کر دعا کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے تاکہ ہم ایسے فیصلے کر سکیں جو رضائے الٰہی کا موجب ہوں اور وہ ایسے سامان پیدا کر دے کہ ہمیں ان فیصلوں پر کما حقّہ عمل کرنے کی توفیق بھی عطا ہو ۔

احباب کے ساتھ دعا کرنے کے بعد فرمایا کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی پیشکردہ تجویز کا مقصد یہ ہے کہ مشاورت کے لئے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے نمائیندوں کی تعداد غیر ضروری طور پر بڑھتی جا رہی ہے ۔ سو ان کی نمائندگی کے لئے اور رفقا کی نمائندگی کے لئے کیا کیا جائے ۔ دونوں انجنوں کے بجٹوں پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹی کا صدر چوہدری عبداللہ خاں صاحب امیر جماعت کراچی کو مقرر کرتا ہوں ۔ وہ اس نمائندگی کے بارے

میں بھی غور کریں ۔ ایک اور اجلاس میں نمائندگی کے بارے میں سب کمیٹی کی رپورٹ ایک ترمیم کے ساتھ یوں منظور ہوئی کہ رفقاء قبل ۱۹۰۰ء سارے اور بعد ۱۹۰۰ء میں سے پندرہ اور نمائندگان صدر انجمن و تحریک جدید علی الترتیب بیس اور پندرہ ہوں ۔

دوسرا روز

موٹر سے اتر کر حضور شدید تکلیف کے باعث کریچز (CRUTCHES) کے سہارے سے سٹیج پر تشریف لائے ۔ تلاوت ہونے کے بعد فرمایا :۔

روحانی سلسلے نُصرتِ الہیٰ کے ساتھ ہی چلتے ہیں ۔ گو اسباب و علل کی قیود سے وہ بھی آزاد نہیں ہوتے ۔ لیکن یہ تمام سامان خدائی سامان اور اسکے فضل کے تحت ظاہر ہو کر الہیٰ جماعتوں کی کامیابی کا موجب بنتے ہیں ۔ مذہب اسباب و علل کے متعلق قوانین قدرت کے اَٹل ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ اسباب و علل جن کی طرف رہ رہ کر تمہاری نگاہیں اُٹھتی ہیں ، اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں ۔ ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے ۔ الہیٰ نصرت کے ماتحت سامانوں کا مہیّا ہو جانا اور پھر ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کی توفیق مِلنا ہی مُعجزہ کہلاتا ہے ۔ قانونِ قدرت کے اٹل ہونے سے دعا کی ضرورت یا معجزہ کی اہمیّت میں کوئی فرق نہیں آسکتا ۔ دنیا میں تقدیرِ عام کا پہلو بھی دعا سے

خالی نہیں ۔ تو پھر تقدیرِ خاص میں اس کی اہمیت اور ضرورت کیوں مُسلّم نہ ہو ۔ جو جماعت قائم ہی تقدیر خاص کے نتیجہ میں ہوئی ہو ، اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر ہوتی ہے ۔ اسکی دعا رائگاں نہیں جاتی ۔ الٰہی تقدیر اور بندوں کی دِلی خواہش مِل جاتی ہے اس کا نام قبولیت ہے ۔ دعا کی قبولیت کا وقت وہی ہوتا ہے کہ فضل الٰہی کی بارش اور بندوں کے آنسوؤں کا پانی باہم مِل جاتے ہیں — پھر حضور نے احباب سمیت دعا فرمائی ۔

بجٹ سے معلوم ہوا کہ بیرونی مشن خود کفیل ہونے لگے ہیں چنانچہ گولڈ کوسٹ کی جماعتوں نے وہاں کے بجٹ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کے پورا کرنے کی ذمّہ داری قبول کی ہے ۔ ایک اجلاس میں حضور نے فرمایا کہ تحریک جدید کی برکت سے احمدیہ مشن ترقّی کر رہے ہیں ۔ اور اس کے نتیجہ میں بیرونی ممالک سے طلباء آتے رہے اور مزید بھی آ رہے ہیں ۔ ہمیں دنیا کی آبادی کے مدّنظر ہر ایک آدمی تک پیغامِ احمدیت پہنچانا ہے ۔ جس کے لئے ہمیں لاکھوں لاکھ مبلّغین کی ضرورت ہے ۔ اسلئے احباب چین سے نہ بیٹھیں جبتک تمام وعدے تحریک جدید کے وہ پورے نہ کروالیں —— حضور نے ریزرو فنڈ قائم کرنے کی بھی تلقین خاص طور پر فرمائی ۔

تیسرا روز

۲۵ مارچ کو شدید بارش ہونے کے باعث حضور کی ہدایت پر دفتر

پرائیویٹ سیکرٹری کے قریب بیت الذکر میں شوریٰ کا اجلاس کیا گیا ۔ جگہ کی قلّت کی وجہ سے زائرین کو داخلہ کی اجازت نہ دی گئی ۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے تلاوت کی ۔ بعد ازاں حضور نے دعا کرائی اور پھر بجٹ صدر انجمن احمدیہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ آجکل سلسلہ مالی لحاظ سے خطرناک دَور میں سے گزر رہا ہے ۔ اسکے متأثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تقسیمِ برِّصغیر کے بعد قریباً چالیس فیصدی جماعت اپنی جائدادوں اور گذشتہ آمدنیوں سے محروم ہو کر نسبتاً تنگدست ہو گئی ہے اور بالمقابل جماعتی اخراجات بڑھ گئے ہیں ۔ مہاجرین نے قناعت سے کام لیتے ہوئے جس ہمّت و استقلال کا ثبوت دیا ، قابلِ تعریف ہے ۔ بفضلہ ایمان کے باعث جماعت احمدیہ میں ہنسی خوشی تکالیف اٹھانے اور مصائب کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے ۔ ان کے چہروں سے بشاشت ٹپک رہی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے چند دن پہلے مجھے بتایا ہے کہ میں نشان دکھلاؤں گا ۔ دعا کرنی چاہیے کہ لوگ حق کو قبول کریں ۔

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۵۱ء ، ۲۷ تا ۲۹ مارچ)

الٰہی نشانات کا پیہم ظہور

مشاورت ۱۹۵۱ء کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسمیں یہ بیان کیا تھا کہ تقسیم برِصغیر کے نتیجہ میں احمدیوں کے مالی طور پر متاثر ہونے کا اثر جماعت کے مالی حالات پر پڑا ہے ۔ اور سلسلہ خطرناک مالی دور میں سے گزر رہا ہے ۔ اور حضور نے جماعت کو تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ دلائی تھی ۔ حضور نے یہ بھی بیان فرمایا تھا کہ مجھے چند دن پہلے یہ الہام ہوا ہے کہ

"سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا"۔

اور حضور نے احباب کو دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی تھی تاکہ ان نشانات کے نتیجہ میں لوگ حق کو قبول کریں ۔ (الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۵۱)

ذیل کے نشانات ۱۹۵۱ء سے بعد تک ظاہر ہوئے :۔

۱ ۔ ۱۹۵۲ء میں جماعت کے خلاف شدید فتنہ رونما ہوا جس کی ابتدا اس وقت کراچی کے جلسہ سالانہ کے وقت ہوئی ۔ اس کی صدارت محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب نے کی تھی ۔ مخالفوں کی مخالفت کی مذمت اخبارات

اور بار ایسوسی ایشن اور کمشنر وغیرہ نے کی ۔

۲ ۔ ۱۹۵۳ء میں اس مخالفت کے سلسلہ میں قتل و غارت کی گئی ۔ لیکن لاہور میں مارشل لا نافذ کیا گیا ۔ اسوقت کے وزیر اعلیٰ اور گورنر کو برطرف کیا گیا ۔

۳ ۔ گورنر جنرل پاکستان کے مقرر کردہ تحقیقاتی کمشن ۱۹۵۳ء نے پوری چھان بین کرکے ان فسادات میں جماعت احمدیہ کو صاف بری قرار دیا اور شر انگیزی کا سارا الزام علماء وغیرہ پر اور ملی بھگت اور ناجائز حمایت کا حکومتِ پنجاب وغیرہ پر دھرا ۔

۴ ۔ بعدہ ۱۹۵۴ء میں حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے اسمیں آپ کو بچا لیا ۔

۵ ۔ ۱۹۵۵ء میں ڈاکٹری مشورہ پر حضور یورپ علاج کے لئے تشریف لے گئے ۔ حضور کی حالت حملہ کے بعد بہت کمزوری کی تھی لیکن راستہ ہی میں حضور کو اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کے بارے غور کرنے اور پھر لندن میں یورپ و امریکہ کے مبلغین کو جمع کرکے کانفرنس آپ نے منعقد فرمائی اور طویل عرصہ کے لئے غلبۂ اسلام کا منصوبہ تیار کیا ۔ جو ایسی حالت میں تیار کیا جانا مخالفین تک کے لئے تعجّب انگیز تھا اور یہ باتیں یورپ کے پریس میں شائع ہوئیں اور پھر ان سکیموں پر عمل کیا گیا ۔

۶ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مُلک میں تبلیغ کے پھیلانے کے سامان فرمائے ۔

۷ ۔ حضور کو واقعہ حملہ کے ساڑھے بارہ سال بعد تک جماعت کی قیادت کرنے اور اسے شاہراہِ ترقّی پر گامزن کرنے کی توفیق عطا فرمائی ۔

۸ ۔ حضور کے عہد مبارک میں ہی غیر ممالک کی احمدیہ جماعتیں خود کفیل ہونا شروع ہو گئیں ۔

۹ ۔ جس مالی نازک مرحلہ کا ۱۹۵۱ء میں حضور نے ذکر فرمایا تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت اور سلسلہ کو ایسا مالی استحکام بخشا کہ ۱۹۷۴ء کی حکومت پاکستان اور عوام اور علماء کی مجموعی فتنہ فساد اور آتشزنی کی کارروائیاں بھی اسے ختم نہ کرسکیں ۔ بلکہ مالی برکات عطا کیں اور احباب کو وسعت قلبی بھی ۔ فالحمد لِلّٰہ علےٰ ذالک ۔

حضرت مصلح موعود کا حیدر آباد سندھ میں ایک عظیم الشان خطاب

حضرت مصلح موعود نے ۲۵ مارچ ۱۹۵۲ء کو حیدر آباد سندھ میں "اتحاد المسلمین" کے موضوع پر ایک عظیم الشان تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ

اسلام نے جو احساسِ اجتماعیت پیدا کیا ہے اس میں وہ منفرد ہے ۔ مثلاً مسلمانوں کا ایک کلمہ ہے ۔ مسلم فرقوں میں خواہ کس قدر اختلاف ہو لیکن کلمۂ طیّبہ کے بارے میں کسی کو اختلاف نہ ہوگا ۔ پھر قبلہ مسلمانوں کا ایک ہے جو اتحاد کا موجب ہے ۔ مسیحیوں اور یہودیوں کے پاس کوئی قبلہ نہیں ۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد پانچ سو سال تک کوئی قِبلہ نہ تھا ۔ پھر حضرت داؤدؑ نے یروشلم کا معبد تعمیر کروایا ۔ پھر اسلامی نماز بھی انفرادی نہیں بلکہ قومی نماز ہے ۔ حکم ہے کہ پہلے اذان دو ۔ پھر مسجد میں آؤ اور صفوں میں کھڑے ہو جاؤ ۔ قبلہ رُخ ہو ۔ اِقامت ہو ۔ ایک اِمام ہو جس کی اِقتدا میں نمازی نماز ادا کریں ۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے کہیں حکم نہیں کہ وہ اکٹھے ہو کر عبادت کریں ۔ حجّ فرض ہے ۔ اس جیسی فرضیت کسی مذہب میں

نہیں ۔ کہ جسے مالی استطاعت ہو ۔ راستہ کا امن ہو ۔ کوئی روک نہ ہو اگر ایسا شخص حج نہیں کرتا تو وہ گنہگار ہے ۔ پھر زکوۃ جیسی تعلیم صرف اسلام میں ہے ۔ اس کے اخراجات کو نہایت وسیع طور پر بیان کیا گیا ہے جس میں قومی ترقی کی ہر چیز آ جاتی ہے ۔ زکوٰۃ حکومت کے ذریعہ مستحقین میں خرچ ہونے کیوجہ سے زکوٰۃ دینے والوں کے سامنے ان کی نظریں نیچی نہ ہوں گی ۔ ان اجتماعیت کے احکام کے علاوہ قضاء بھی اسلام کی ایسی ہی خصوصیت ہے ۔ یعنی انفرادی حقوق بھی افراد کو حکومت کی وساطت سے حاصل کرنے چاہئیں ۔ نہ یہ کہ کوئی شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے ۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اختلافُ اُمتی رحمۃٌ کو میری اُمّت کا اختلاف رحمت ہے ۔ گویا حضور نے اختلاف و اتحاد دونوں کو تسلیم کیا اور دونوں فریق کو اپنی اُمّت قرار دیا اور اختلاف کو بجائے عذاب کے رحمت قرار دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے (انفال) اگر مسلمان باہم مِل کر غور کریں ۔ تو باوجود اختلافات کے باہم اتّحاد کی کئی صورتیں نکل سکتی ہیں ۔ مثلاً عالم اسلامی اس امر پر مُتّحد ہو سکتا ہے کہ باوجود اختلافات کے ہم آپس میں لڑیں گے نہیں اور اپنے کسی مُلک کو غُلام نہیں ہونے دیں گے ۔

آخر پر حضور نے فرمایا کہ

"اسلام پر ایک نازک زمانہ آ رہا ہے ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھیں کھولیں اور خطرات کو دیکھیں اور کم از کم اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر مِٹنے نہیں دیں گے"۔

اس پُراز معلومات خطاب سے پہلے اور بعد میں صاحبِ صدر نے نہایت احسن رنگ میں اپنے جذبات کا اور جماعت احمدیہ کی خِدمات کا اور حضور کی تقریر کی خوبی کا اظہار کیا ۔ بعد میں بعض غیراز جماعت معزّزین نے فرطِ محبّت سے حضور سے مصافحہ کیا اور ذکر کیا کہ ہمارے بہت سے شکوک و شبہات رفع ہو گئے ہیں ۔ (۱)

---

(۱) الفضل ۳۰ مارچ یکم ، ۱۰ اپریل ، ۱۲ تا ۱۹ دسمبر ۱۹۵۲ء نیز تاریخ احمدیت جلد پانزدہم (صفحہ ۶۳ تا ۷۴ و ضمیمہ صفحہ ۶ تا ۹) اس جلد میں اس جلسہ کی تصویر شامل ہے جس میں حضور کے دائیں طرف چوہدری صاحب کھڑے ہیں ۔

حضور ناصر آباد (ضلع میر پور خاص ۔ سندھ) سے بذریعہ ٹرین حیدر آباد تشریف لائے تھے جہاں حیدر آباد اور کراچی وغیرہ کے احباب نے استقبال کیا اور پھولوں کے ہار ڈالے ۔ حضور نے سب کو شرفِ مصافحہ بخشا ۔

یہ جلسہ تھیوسافیکل ہال میں منعقد ہوا تھا ۔ تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی ۔ کثیر تعداد میں سامعین دونوں طرف باغ اور صحن میں تقریر سنتے رہے ۔ اور مطبوعہ ٹکٹ داخلہ پانصد کی تعداد میں غیراز جماعت میں تقسیم کئے گئے ۔ مزید مطالبہ ہونے پر انہی پر مزید دو دو چار

جماعت احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ
(۱۹۵۲ء میں)

عرصہ سے معاندینِ احمدیت کی طرف سے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیزیاں جاری تھیں جن کا آغاز منظّم طَریق پر پنجاب سرکار کی پشت پناہی سے

چار افراد کو اجازت تحریر کی گئی ۔ مستورات کے لئے ایک الگ کمرہ میں انتظام تھا ۔

جلسہ کی منظوری دیتے ہوئے ۔ حضور نے جماعت حیدر آباد کو ہدایت فرمائی کہ جماعت کراچی سے مدد حاصل کی جائے ۔ محترم چوہدری عبداللہ خاں صاحب کو حضور کے ارشاد سے اطلاع دیتے ہوئے پہرہ اور صدرِ جلسہ کا اہتمام کرنے کی تاکید کی گئی ۔ جلسہ میں شرکت کے لئے آنے پر چوہدری صاحب نے جناب ایم ۔ اے حافظ صاحب بیرسٹر ایٹ لاء سے ملاقات کی ۔ انہوں نے اس جلسہ کی صدارت کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھا ۔ وہ چوہدری صاحب کے دوست تھے چوہدری صاحب نے ہی جلسہ میں ان کی صدارت کا اعلان کیا ۔

اس یادگاری اور تاریخی جلسہ میں سندھ کے کوئی ڈیڑھ درجن مقامات سے احبابِ جماعت نے شرکت کی ۔ اور چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور قائد اور نائب قائد مجلس خدّام الاحمدیہ نے تقریباً ڈیڑھ سو خدّام کے ساتھ شرکت کی ۔ چوہدری صاحب نے احمدیوں کی خاصیّ تعداد کو کراچی سے موٹروں کے ذریعہ حیدر آباد بھجوایا ۔ اور انہوں

احرار پارٹی نے ۱۹۳۴ء میں کیا تھا اور پھر عدوانہ سرگرمیوں کو ۱۹۵۳ء میں انتہاء تک پہنچایا گیا اور بالآخر ۱۹۵۴ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کروایا گیا ۔ بعد ازاں ۱۹۷۴ء میں منظّم طور پر پاکستان میں عوام کو مشتعل کرکے قریباً نصف سال تک سرکاری حمایت سے قتل و غارت ، لوٹ مار اور آتشزنی کا بازار گرم رکھا گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھا دیا کہ یہ اسکی قائم کردہ جماعت ہے ۔ وہ اسکی حفاظت کرتا ہے اور کرتا رہے گا اور استیصال کے بُرے عزائم میں اعداءُ اللہ ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہیں گے ۔ اور لَاَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِیْ کا الٰہی وعدہ دائماً پورا ہوتا رہے گا ۔

نے انتظامی اور حفاظتی امور میں جماعت حیدر آباد سے اعلیٰ رنگ میں مخلصانہ تعاون کیا ۔ رپورٹ میں مرقوم ہے کہ

"کراچی کے احباب خصوصاً امیر صاحب جماعت کراچی اور سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب اور اراکین خدام الاحمدیہ نے ہماری درخواست پر خصوصیت سے ہماری امداد فرمائی"۔

ابتدا میں حضور سے جب جلسہ کرنے کی درخواست کی گئی تھی تو حضور نے فرمایا تھا کہ وہاں جلسہ ہو سکے گا ؟ ابھی تھوڑے دن پہلے وہاں احراری تقریریں کرکے گئے ہیں ۔ بالآخر حضور نے یہ درخواست منظور فرمائی ۔ جلسہ بہت کامیاب ہوا ۔ اس میں نہ صرف ہر طبقہ کے مسلمانوں ۔ سُنّی ، حنبلی ، بریلوی شیعہ ، اہل حدیث اور دیو بندی وغیرہ —— نے بلکہ عیسائی اور ہندوؤں نے بھی شرکت کی ۔ حضور نے کامیابی اور سامعین کی کثرت پر خوشی محسوس کی اور فرمایا کہ گذشتہ بار جب میری تقریر یہاں ہوئی تھی تو سُننے والے صرف پینتیس تھے ۔

۱۹۵۳ء میں جو کچھ حالات رونما ہوئے نہایت تشویشناک تھے ۔ جماعت احمدیہ کراچی نے ۱۷ ، ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو سالانہ جلسہ کرنے کا اعلان پوسٹروں وغیرہ کے ذریعہ کیا ۔ یہ جائز حق ہر ایک شہری کو اور ہر جماعت کو حاصل ہے کہ وہ جو مذہب چاہے اختیار کرے ۔ اپنے مذہب کی تشہیر کرے ۔ لیکن ایسے اعلان کے ہوتے ہی مساجد میں عوام الناس کو اشتعال دلانے اور جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے ہر ناجائز طریق استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ۔ اور حکّام پر دباؤ ڈالا گیا کہ اس جلسہ کے منعقد کرنے کی اجازت نہ دیں ۔ لیکن اس میں مخالفین ناکام رہے ۔

پہلے روز تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم چوہدری عبد اللہ خاں امیر جماعتِ احمدیہ کے افتتاحی خطاب کے بعد مولانا ابو العطار صاحب ، ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب موگا ، مولوی جلال الدین صاحب شمس اور سید احمد علی شاہ صاحب کی تقاریر ان مضامین پر ہوئیں ۔ (۱) قرآن کریم کے کامل ہونے کے دلائل (۲) اتحاد بین المسلمین (۳) کیا یہ وہی زمانہ ہے جس میں مسیح موعود و مہدی مسعود کا ظہور مقدّر تھا ؟ (۴) حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے اسلام کو کیا نقصان پہنچا ہے ۔

جلسہ میں گڑ بڑ کرنے والے ایک پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ میں پھیلے ہوئے تھے ، صاحبِ صدر کی تقریر شروع ہوتے ہی بعض نے آوازے کسنے ،

نعرے لگانے اور گالیاں دینی شروع کیں ۔ پولیس نے ان کو جلسہ گاہ سے نکالنا چاہا تو وہ تشدّد پر اتر آئے اور پولیس پر پتھراؤ شروع کر دیا تو مجبوراً پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا ۔ یہ لوگ لوگوں کو اکسا کر باہر سے اندر لاتے ۔ اور شور مچاتے تاکہ جلسہ بند ہو جائے ۔ لیکن سامعین خصوصًا غیراز جماعت شرفاء نے آخر تک تقریریں بہت دلچسپی سے سنیں ۔

اس اجلاس کے اختتام کے ساتھ ہی سٹیج کے اردگرد پولیس کی طرف سے حفاظت کی غرض سے باندھی گئی رسیّوں کو ایک جتھ نے پھلانگ کر سٹیج پر حملہ کرنا چاہا ۔ پولیس نے روکا تو اسپر پتھر وغیرہ پھینکے اور مقابلہ کیا ۔ حکم کی تعمیل میں احباب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے ۔ لاٹھی چارج سے ان کو بھی چوٹیں آئیں ۔ جب احباب جلسہ گاہ سے باہر جانے لگے تو احمدیوں کی بعض کاروں پر اور اس کار پر بھی جس میں علماء کرام سوار تھے پتھر پھینک کر نقصان پہنچایا گیا ۔

دوسرے روز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی طرف سے مقام جلسہ جہانگیر پارک کے ہر چہار اطراف آدھ آدھ میل تک دفعہ ۱۴۴ نافذ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا گیا کہ احمدیہ جماعت کا جلسہ منعقد ہوگا ۔ کوئی فَرد لاٹھی وغیرہ ساتھ لیکر نہ آئے اور پانچ سے زائد افراد باہر جمع نہ ہوں ۔ اس جلسہ میں تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ، احمدیہ نقطۂ نگاہ سے اسلام زندہ مذہب ہے اور مخالفین احمدیت کے

اعتراضات کے جوابات کے موضوعات پر مولانا عبد المالک خاں صاحب ، مولانا ابو العطاء صاحب ، چوہدری محمدؑ ظفر اللہ خاں صاحب اور مولانا جلال الدین صاحب شمس نے تقاریر کیں ۔ اس اجلاس میں بھی شوروشر پوری طرح کیا گیا ۔ اسمیں اعلیٰ حکّام چیف کمشنر ، آئی ۔ جی ۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ، ڈسٹرکٹ اور ایڈیشنل مجسٹریٹ وغیرہ اعلیٰ حکّام موجود تھے ۔ حاضری سات آٹھ ہزار تھی ۔ تمام تقاریر بہت بلند پایہ اور ایمان افروز تھیں ۔

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں چوہدری صاحب کی تقریر کے بارے بتایا گیا ہے کہ آپ کی یہ تقریر ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت سے اسلام کی برتری اور ختمیت کے مسئلے پر ایک فاضلانہ تقریر تھی ۔ جس میں بتایا تھا کہ قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے جس میں آخری ناقابلِ تنسیخ ضابطۂ حیات مہیّا کیا گیا ہے ۔ اب کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق اللہ تعالی کی طرف سے اصلاح و تجدید کے لئے مامور اشخاص آئیں گے تاکہ دینِ اسلام کی پاکیزگی کو محفوظ کریں اور جو بدعت وغیرہ راہ پا گئی ہو اسے دور کر دیں ۔ اور (حضرت) مرزا غلام احمدؑ ایسے ہی مجدّد تھے اور آخر پر کہا کہ احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالی نے خود لگایا ہے اور اب جڑ پکڑ گیا ہے تاکہ قرآنی وعدہ کی تکمیل میں اسلام کی حفاظت کا ضامن ہو ۔ (تحقیقاتی عدالت رپورٹ ص ۷۶ ، ۷۷ اردو ایڈیشن)

مشرقی اور مغربی پاکستان کے اخبارات نے اور کمشنر کراچی نے اپنی پریس کانفرنس میں اور کراچی بار ایسوسی ایشن نے اس ہنگامہ آرائی کی شدید مذمت کی اور ان مطالبات کی بھی جو ۲ جون کو علماء کی کانفرنس نے کئے کہ احمدی غیر مسلم اقلیت قرار دئے جائیں ۔ چوہدری صاحب کو وزارتِ خارجہ سے برطرف کیا جائے اور احمدیوں کو تمام کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے ۔ (تاریخ احمدیت جلد یاز دہم)

صدر انجمن احمدیہ کراچی کا قیام

۱۹۵۲ء میں احمدیہ جماعت کے خلاف کراچی میں جو حالات ظاہر ہوئے ۔ ان کے بعد ۱۹۵۳ء میں سارے مغربی پاکستان میں حالات تیزی سے ابتر ہوئے ۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ ہوا ۔ اتنے بڑے ہنگامے تھے کہ گورنر جنرل کی طرف سے اسکی تحقیقات کروائی گئی ۔ اس اعلیٰ سطحی چھان بین پر سارا قصور معاندین کا ثابت ہوا ۔ ان حالات میں کہ پنجاب ایسے فتنوں کا بھاری آماجگاہ تھا ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک صدر انجمن احمدیہ کراچی قائم فرمائی ۔ جس کے اعلان کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ربوہ کا مرکز کتنے بڑے خطرات سے گھرا ہوا تھا ۔ کراچی کے بعض ذمہ دار احباب بتاتے ہیں کہ چوہدری محمدؓ ظفر اللہ خاں صاحب اور چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کی وجہ سے ہی اتنے بڑے اختیارات اس انجن کو تفویض کئے گئے تھے ۔ اور ہدایت تھی کہ ان کے مشورہ کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا جائے ۔ چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کو سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے ناظر اعلیٰ کا عہدہ یا رکنیت نہیں دی گئی تھی ۔ مشورہ دینا کسی طرح خلاف قانون امر نہیں ۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۲ اپریل ۱۹۵۳ء لو صدر انجمن احمدیہ کراچی کے قیام کا ذیل کا اعلان فرمایا :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اعلان

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تمام جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کے نام یہ اعلان کرتا ہوں کہ آج سے کراچی میں ایک صدر انجمن احمدیہ قائم کی جاتی ہے ۔ میں اس صدر انجمن احمدیہ کو تمام پاکستان کی احمدیہ جماعتوں کے انتظام کا کامل طور پر مساوی حقّ دیتا ہوں ۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں صدر انجمن احمدیہ رجسٹرڈ حال ربوہ کو بھی سلسلہ کے ان کاموں کے کرنے کا اختیار ہو گا جو جماعت نے اس کو سونپے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کو بھی اختیار ہو گا کہ وہ انہی دائروں میں کام کرسکے ۔ میں تمام جماعت ہائے احمدیہ کو جو پاکستان کی کسی جگہ بھی واقع ہوں ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ صدر انجمن احمدیہ کراچی کے ساتھ اسیطرح تعاون کریں جس طرح وہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ساتھ کر رہی ہیں اور اگر کسی وقت صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کی ہدایات میں اختلاف نظر آئے تو وہ صدر

انجمن احمدیہ کراچی کی ہدایات کو ترجیح دیں لیکن میرے حکم کے یہ معنیٰ نہیں کہ جماعتیں اپنا چندہ بھی کراچی بھجوانا شروع کر دیں ۔ چندے وہ حسبِ سابق ربوہ ہی بھجواتے رہیں ۔ سوائے اسکے کہ کسی ضرورت کیوجہ سے صدر انجمن احمدیہ کراچی کچھ حصّہ چندہ کا کراچی بھیجنے کی ہدایت دے ۔

میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی ضرورت کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کراچی میری طرف سے ہدایت جاری کرنا ضروری سمجھے تو میری زندگی میں اسے یہ اختیار بھی ہوگا ۔۔

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت اپنی اپنی اصلاح اور چندوں کی ادائیگی اور وقفِ زندگی اور اشاعتِ اسلام اور تعلیمِ قرآن اور غُرباء پروری اور ہمدردی اور خدمتِ خلق اور اچھے اخلاق اور نیک نمونے پیش کرنے کیلئے ہمیشہ کوشش کرتی رہے گی ۔ اور ان باتوں کو ایسی مضبوطی سے پکڑے گی کہ کوئی روک اسے ان مقاصد سے ہٹا نہ سکے ۔

اے عزیزو ! گھبرانے کی بات نہیں ۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے ۔ میں نے یہ ہدایات صرف کام کی سہولت کے لئے دی ہیں ۔ کیونکہ خدا کا کام ہر انسان کے وجود سے مقدّم ہے ۔ واٰخر دعوٰنا اَنِ الحمد لِلّٰہ رب العلمین

۵۳۔۴۔۱۲ خاکسار مرزا محمود احمد (۱)

---

(۱) المصلح ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء

کراچی میں حضور کی آمد
(۱۹۵۳ء میں)

جماعت احمدیہ مغربی پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں ایک غیر معمولی مخالفت کے دور میں سے گزری ۔ اگست میں حضرت مصلح موعودؓ کراچی میں نزول فرما ہوئے ۔ اور آپ کے انیس روزہ قیام کو محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت نے بَسا غنیمت سمجھتے ہوئے ایسے مواقع بہم پہنچائے کہ جن میں غیراز جماعت افراد کا اعلیٰ طبقہ امام جماعتِ احمدیہ سے براہ راست متعارف ہو سکے ۔ اور کلماتِ طیبات سُن سکے ۔ محترم امیر صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوئے ۔

ایسے مواقع کے ساتھ ان تقریبات کا ذکر بھی ذیل میں کیا جاتا ہے کہ جن میں جماعت بھی فیضیاب ہوئی ۔

(۱) جماعت احمدیہ کراچی کی خوش قسمتی تھی کہ حضور نے ۲۱ اگست کی عید الاضحیہ وہاں پڑھائی ۔ آپ نے اس پُر معارف خطبہ میں فرمایا کہ

انسان جس قدر مادیت سے بلند ہوتا ہے اسیقدر اونچا اُٹھ کر بالآخر اللہ

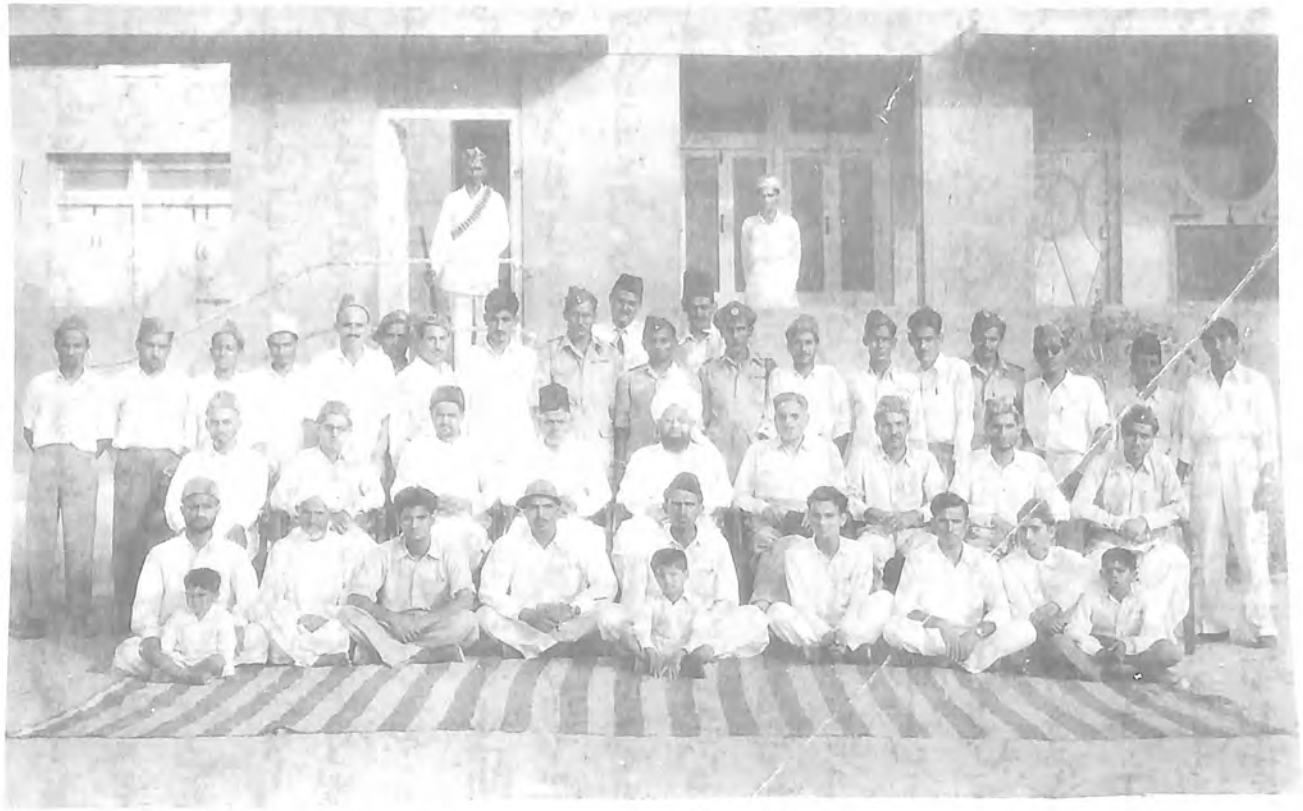

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کراچی میں احباب جماعت کے ہمراہ

تعالیٰ سے اس کا تعلّق ہو جاتا ہے ۔ جس کا پہلا زینہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء سے تعلّق پیدا کرنا ہے ۔ روحانی ترقّی کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ دُنیوی محبّتوں کو اپنے اوپر سرد کرکے اللہ تعالیٰ کی محبّت کو اپنے اوپر غالب کر لے ۔ اس طرح انبیاء کا نمونہ اختیار کرنا اسکے لئے آسان ہو جاتا ہے ۔ درود شریف میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ تم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں شامل ہو کر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں بھی شامل ہو جاتے ہو ۔ پھر انسان کہتا ہے کہ جو کام اسمٰعیلؑ نے کیا وہ کام میں کیوں نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ وہی خون جو اسمٰعیلؑ کی رگوں میں دوڑ رہا تھا میری رگوں میں بھی دوڑ رہا ہے ۔ سو عید الاضحیہ یہ سبق سکھلاتی ہے کہ اگر ابراہیمؑ کا ایک بیٹا ایسی قربانی کر سکتا ہے تو اس کا دوسرا بیٹا ایسی قربانی کیوں نہیں دکھا سکتا ۔ بلکہ یہ جذبہ بھی اس عید سے پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ زیادہ وسیع تھا ۔ آپ تمام دنیا کی طرف معبوث کئے گئے تھے اسلئے میں ایک بیٹے کی بجائے دو بیٹے دین کی راہ میں پیش کروں گا ۔

سو جو صاحبِ ایمان روحانیت کا حقیقی معیار حاصل کرنا چاہے اُس پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے سمجھنے کی کوشش کرے ۔ اس صورت میں اس کا اِخلاص بالکل اور رنگ اختیار کر لیگا ۔ اسکی روحانیت ترقی کر جائے گی اور اسکی قربانی بڑھ جائے گی اور جن خطرناک وادیوں میں سے گذرتے بلکہ داخل ہوتے بھی لوگ گھبراتے

ہیں ، اُن میں سے گذرنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا اور وہ قربِ الٰہی میں تیزی سے ترقّی کرنے لگے گا ۔ (المصلح کراچی ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۳)

(۲) ۲۱ اگست کو جمعہ تھا ۔ حضور نے اسکے خطبہ میں فرمایا کہ دینِ حق کا مقصد صرف قلبی طہارت ہی پیدا کرنا نہیں بلکہ قومی ترقّی اور معاشرت کا اِرتقاء بھی اس کی غرض و غایت ہے ۔ اور بغیر اجتماع ہونے کے قوم اور معاشرت کا پتہ نہیں لگ سکتا ۔ شریعت کا حکم ہے کہ اُمراء اور قوم کے رہنما نمازِ جمعہ اور دیگر نمازیں پڑھایا کریں ۔ اسمیں بھی بڑا مقصد یہ ہے کہ اجتماع میں شامل ہونے سے غرباء کی تکلیف نظر آ جاتی ہے جن کے دُور کرنے کے لئے اجتماعی رنگ میں کوشش کی جا سکتی ہے ۔ سو ان مواقع پر نمازوں میں اجتماع نہ صرف قربِ الٰہی کا ذریعہ ہیں بلکہ قومی مشکلات کے معلوم کرنے اور اُن کے دور کرنے کا بھی اعلیٰ ذریعہ ہیں ۔ کوئی شخص اپنی زندگی دنیوی لحاظ سے اور دینی لحاظ سے ، کسی طرح بھی کامیاب بسر نہیں کر سکتا جبتک اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلّق نہ ہو ۔ اسیطرح کوئی شخص اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے لئے بسر نہیں کر سکتا جبتک کہ قوم کے لئے اور قوم کے افراد کے لئے قربانی اور ایثار کی روح اسمیں پیدا نہ ہو ۔

(۳) احمدیہ ہال میں ۲۴ اگست کو مجلسِ خدّام الاحمدیہ کراچی کے منعقدہ ایک غیر معمولی اِجلاس میں جس میں رفقاء کرام اور بزرگان بھی شریک تھے ، قائد

مجلس محترم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نے مجلس کی رپورٹ سُنائی ۔ اس تقریب میں حضرت مصلح موعود نے نوجوانوں کو اپنے خطاب میں فرمایا کہ

موت کا سلسلہ اس دُنیا میں قائم ہے جس سے پیدا شُدہ خَلا کو پُر کرنا نوجوانوں کا کام ہے ۔ سو قوم کی آئندہ ترقّی کا اِنحصار نوجوانوں پر ہوتا ہے ۔ اگر نوجوان پہلے لوگوں جیسے یا اُن سے بہتر ہوں تو قوم تنزّل سے محفوظ رہتے ہوئے ترقّی کے راستہ پر گامزن رہتی ہے ۔ لیکن اگر نوجوان اپنے قومی کِردار کے اعتبار سے معیار پر پورے نہ اُترتے ہوں تو قوم کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے جس فوج کا ہر سپاہی سمجھ لے کہ شاید آئندہ میں ہی کمانڈر انچیف بن جاؤں تو وُہ اپنے کردار کو ایسے طریق پر ڈھالے گا ۔ جو بالآخر اسے اس عہدے کا اہل بنا دے ۔ اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمام سپاہیوں میں کمانڈر انچیف بننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی ۔ اگر ہر سپاہی ایسا نہ سمجھے تو فوج میں انحطاط آکر وہ ایسی حالت کو پہنچ جائے گی کہ تلاش کرنے پر بھی کوئی شخص اس عُہدے کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے نہیں مِل سکے گا ۔

ایسی جدّوجہد میں کامیابی کے لئے ایک تو علم کامل ضروری ہے یعنی جس جماعت یا مذہب وغیرہ سے ایک شخص تعلّق رکھتا ہے وہ اس کا بغور مطالعہ کرتا رہے ۔ دوسرے عملِ کامِل ضروری ہے جو متقاضی ہے اس امر کا کہ نظم و ضبط اور جماعتی پابندی کو لازم پکڑا جائے اور بلند پروازی پیدا کی جائے ۔ یعنی انسان سوچے کہ ہم موجودہ حالت سے کسطرح اوپر اُٹھ سکتے ہیں اور اسکے

لئے کن طریقوں سے ذرائع فراہم ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً کسی مُلک کے احمدیہ مِشن کی رپورٹ پڑھنے پر آپ کو سوچنا چاہئے کہ کب سے وہاں مِشن قائم ہے ۔ بَیعت کی رفتار کیا ہے ۔ اور اس عرصہ میں کتنی بیعتیں ہوئی ہیں اور اس رفتار سے کتنے عرصہ میں ساری دنیا اسلام قبول کر لے گی ۔ اگر حساب کی رو سے سینکڑوں یا ہزاروں سال درکار ہوں تو پھر سوچیں کہ تبلیغی مساعی کو کیسے مثمرِ ثمرات بنایا جاسکتا ہے ۔ یہ کہہ کر تسلّی نہیں دی جاسکتی کہ نتیجہ نکالنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ کیونکہ وہ ظالم نہیں کہ محنت کو رائگاں جانے دے ۔ کیوں اللہ تعالیٰ نے سابق انبیاء کی کوششوں کو بے نتیجہ نہیں رہنے دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد جو کام کیا تھا تو انہوں نے اپنی ذمہ داری کو اس طرح ادا کیا جو اُس کا حق تھا ۔ پس ہمیں اپنی مساعی کو تیز تر کرنا چاہئے ۔

اگر ہم اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کریں تو اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرے ۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ قانون بنا دئے ہیں جن کو پورا کرنے سے گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کو پکڑ کر بندہ فیصلہ کروا لیتا ہے ۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ تمام انبیاء کی مخالفت ہوئی لیکن انہوں نے ہار نہیں مانی اور مخالفتوں کو دبانے یا کم کرنے کا کوئی طریقہ نکالا تھا ۔ تو ہم کیوں ہار مانیں اور کیوں نہ ایسا راستہ نکالیں کہ جس سے یہ مخالفتیں آپ ہی ختم ہو جائیں ۔ اگر تم سوچتے تو تمہارے سامنے خود راستے کھل جاتے ۔ سو ہمیں غور و فکر کرنے کی عادت ڈالنے کی ضرورت ہے تا ایسی روح پیدا ہو کہ وقت آنے پر بڑی سے بڑی

ذمہ داری اٹھا سکو ۔ حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ میں غور و فکر کی عادت پیدا کرکے ان میں جذبۂ عمل بھر دیا تھا کہ ہر موقع پر خلا پُر ہوتا رہا اور مسلمان کامیابی و کامرانی کی طرف بڑھتے رہے ۔ (المصلح ۲۵ اگست ۱۹۵۳)

(۴) لجنہ اماء اللہ کراچی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں ۲۶ اگست کو حضور نے ان کو یہ تلقین فرمائی کہ غیر از جماعت خواتین سے تعلّقات بڑھا کر ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں آپ ہمہ تن مصروف ہو جائیں ۔ اس کا نہایت ہی خوشگوار اثر ظاہر ہو گا ۔ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت ہیں ۔ ہمارا کلمہ ، نماز روزہ ۔ حجّ اور زکوٰۃ سب ہی وہی ہیں ۔ (المصلح ۲۷ اگست ۱۹۵۳)

(۵) حضور کے اعزاز میں احمدیہ مرچنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے میچ لکژری ہوٹل میں ۲۷ اگست کو دی گئی دعوتِ چائے میں غیر ازجماعت معزّزین بھی کثیر تعداد میں شریک تھے ۔ حضور نے "اسلام اور کمیونزم" کے بارے خطاب فرمایا ۔ (المصلح ۲۸ اگست ۱۹۵۳)

(۶) حضور نے ۲۸ اگست کے خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا کہ

قرآن مجید کی رُو سے نماز کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں فُحش اور ناپسندیدہ باتوں سے رُکے ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی لحاظ سے نماز کی غرض یہ ہے کہ ایک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ محترم چوہدری صاحب اور دیگر احباب کے ہمراہ ایک تقریب میں

انسان نماز میں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور نماز کا اعلیٰ مقام یہ ہے ۔ کہ وُہ سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں ۔ اسلام کا تقاضا ہے کہ ہم نمازوں کو اسقدر سنوار کر ادا کریں کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ ہم سے اتنا تعلّق رکھے کہ ہمارے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والے سے وہ حُسنِ سلوک کرے اور ہمارے ساتھ بُرا سلوک کرنے والے سے وہ بُرا سلوک کرے اور دوسری طرف ہماری آنکھیں اتنی روشن ہوں اور ہمارے دِل میں اتنا نور بھرا ہو کہ ہمیں بھی نظر آئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تائید میں اپنے نشانات ظاہر کرتا ہے ۔ جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو انسان اس یقین سے لبریز ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرے گا ۔ کیونکہ وہ الٰہی حسنِ سلوک و انعامات کے نشانات مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے ۔ اور وہ اس یقین پر قائم ہوتا ہے کہ دنیا اسے چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ اسے نہیں چھوڑے گا ۔ اور یہی مقام ہے جو ہر ایمان والے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے اس مقام کے حاصل ہونے پر دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ۔ اس کے خلاف ساری دنیا کی کوشش بھی ناکام رہتی ہے کیونکہ جس کی تائید میں خدا ہو ، دُنیا اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتی (المصلح ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۳)

(۷ تا ۸) بیچ لکژری ہوٹل میں ۳۰ اگست کو جماعتِ احمدیہ کراچی کی طرف سے حضور کو ایک شاندار استقبالیہ دیا گیا جس میں احمدی نیز غیر از جماعت معزّزین بکثرت مدعو تھے ۔ اس موقع پر حضور نے "حقیقی اسلام" پر ایک بصیرت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر کراچی شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر کراچی کے ساتھ

افروز تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ

قرآنی محاورہ میں ایک تو انبیاءِ قبل اسلام کے سچّے متّبعین کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے "مُسلم" کہا گیا ہے ۔ دوسرے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے کا نام "مُسلم" رکھا گیا ہے ۔ گویا ہم مسلمان دوہرے "مُسلم" ہیں ایک اس اطاعت کی رُوح کی وجہ سے جو ہر نبی کے مُتّبعین کے لئے دنیا میں وجہ امتیاز بنی اور اس وجہ سے بھی کہ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں ۔

اس قادر و توانا اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہمیں یہ لقب عطا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ صِفات پیدا کریں جن کا یہ نام متحمل ہے ۔ اس میں یہ اشارہ مُضمر ہے کہ اطاعت کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوتے ہوئے جب بھی ہم دین و دنیا میں ترقّی کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور نوازے گا ۔

سو حقیقی ایمان کا یہ مطلب ہے کہ ہمارا اُٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا الغرض ہماری ہر حرکت و سکون اس نام کے شایانِ شان ہو ۔ اور انسان الٰہی بادشاہت میں داخل ہو کر ہر ماسِوا کی غُلامی سے نجات حاصل کر لے ۔ چونکہ اللہ تعالی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ایسی اُمّت پیدا کرنا چاہتا تھا جو اسم بامُسمّٰی ہو اور جس کا عمل اور کِردار لفظِ "مُسلم" کے مطابق ہو ۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو روحانی ترقّی کے وہ سامان و مواقع عطا کئے جو

پہلے کسی اُمّت کو میسر نہ تھے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف کامل ترین شریعت نازل فرمائی بلکہ اسے ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ رکھا ۔ (المصلح یکم ستمبر ۱۹۵۳)

اس روز دو دیگر افراد نے بھی ڈرگ روڑ اور مالیر کینٹ میں الگ الگ عصرانہ حضور کی خدمت میں پیش کیا ۔ حضور نے دونوں مواقع پر قریباً نصف نصف گھنٹہ تقریر فرمائی ۔ (المصلح ٦ ستمبر ۱۹۵۳)

حضرت مصلح موعودؓ کا سفرِ کراچی

حضرت مصلح موعودؓ کے اس سفر سندھ میں خصوصاً جماعتِ احمدیہ کراچی کے اخلاص اور محبت کے مظاہرہ کا ذکر حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے :۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے اہلِ بیت اور خدّام کے ہمراہ ۱۹ اگست سے ۳۰ اگست تک کراچی میں قیام فرما رہے ۔ اس عرصۂ قیام میں جماعتِ احمدیہ کراچی کے مُخلصین نے جس اخلاص اور فِدا کارانہ روح کا مظاہرہ کیا اور جس طرح رات دن انہوں نے حضور اور حضور کے اہلِ بیت کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھا وہ ایک نہایت ہی خوشکن اور ایمان افزا نظارہ تھا ۔ خدّام اور انصار دونوں اپنے اپنے فرائض کی بجا آوری میں شب ور وز مشغول رہے اور انہوں نے حضور کی تشریف آوری سے زیادہ سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مکرم مرزا عبدالحق صاحب چوہدری عبداللہ خان صاحب و دیگر احباب جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ مکرم چوہدری صاحب اور دیگر احباب جماعت کے ساتھ

جماعت احمدیہ کراچی کے چند عہدیداران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے ہمراہ

زیادہ مستفیض ہونے کی ہر ممکن کوشش کی ۔ چنانچہ اس عرصہ میں کئی تقاریب پیدا کی گئیں جن میں حضور شریک ہوئے اور سینکڑوں لوگ حضور کے کلماتِ طیّبات سے مستفیض ہوئے ۔

"جماعتِ احمدیہ کراچی کی خوش قسمتی تھی کہ اس دفعہ حضور ایدہ اللہ نے وہاں عید الاضحیہ منانے کا فیصلہ فرمایا ۔۔۔ اس کے بعد کے خطبۂ جمعہ میں حضور نے مہاجرین کی آنکھوں دیکھی حالتِ زار کی کیفیّت بیان فرماتے ہوئے حکومت کو توجّہ دلائی کہ اسے ان کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام کرنا چاہئے ۔۔۔

"غرض اس قلیل عرصۂ قیام میں حضور کی تشریف آوری سے جس قدر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا ، اس قدر جماعتِ کراچی نے پوری کوشش کی اور مردوں ، عورتوں اور بچّوں ۔ سب نے اپنے اپنے اخلاص کا قابلِ رشک مظاہرہ کیا ۔ ضیافت سے تعلّق رکھنے والے انتظامات بھی قابلِ اطمینان تھے ۔ اسیطرح حضور اور حضور کے اہلِ بیت کے لئے دوستوں نے اپنی کاریں وقف رکھیں جو رات دن ہر ضرورت کے وقت کام آتی رہیں ۔

"ادارہ پرائیویٹ سیکرٹری ، جماعتِ احمدیہ کراچی کے تمام افراد کا عموماً اور مکرّم جناب چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعتِ احمدیہ کراچی اور مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر اور مکرم شمیم احمد صاحب جنرل سیکرٹری اور چوہدری احمد جان صاحب کا خصوصاً شکریہ ادا کرتا ہے ۔ جنہوں نے ہر قسم کے انتظامات میں حصّہ لیا اور حضور اور حضور کے اہل بیت اور

ہمسفر خدّام کی سہولت و آرام کا موجب بنے ۔ جزاھم اللہ احسن الجزا ۔ فی الدّنیا والآخرۃ ۔

"(حضور) ۳۰ اگست کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی سے عازِم ربوہ ہوئے ۔ جماعتِ احمدیہ کراچی کے سینکڑوں احباب اپنے محبوب اور مقدّس امام کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر تشریف لائے اور حضور پُرنور نے انہیں مصافحہ کا شرف بخشا اور لمبی دعا کی ۔۔۔ گاڑی نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان روانہ ہوئی ۔۔۔ اور ۳۱ اگست کو حضور ربوہ پہنچے"۔ (المصلح کراچی ۶ ستمبر ۱۹۵۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کے ساتھ

چوہدری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے ہمراہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فری ڈسپنسری اور پبلک لائبریری
مارٹن روڈ کراچی کے سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب کے موقع پر

فری ڈسپنسری اور لائبریری کا سنگِ بنیاد
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ رکھ رہے ہیں

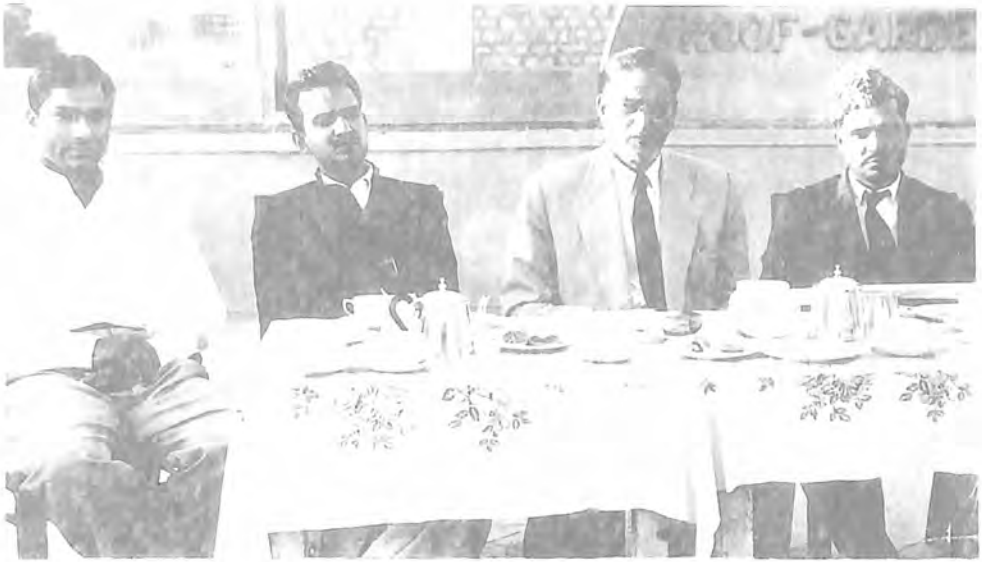

چوہدری عبدالمجید صاحب، قائد مجلس

چوہدری عبداللہ خان صاحب۔ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب اور چوہدری افتخار احمد صاحب نائب قائد

مشاورت (منعقدہ اپریل ۱۹۵۴ء)

اس سال جماعتی لحاظ سے ایک سخت تکلیف دہ واقعہ پیش آیا ۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ۱۰ مارچ کو نماز عصر پڑھا کر واپس تشریف لے جانے لگے تو ایک غیر از جماعت شخص نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا ۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے آپ کی جان بچائی ۔

جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء میں حضور نے اس سانحہ اور بعد کی علالت کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"جو بھی واقعہ ہوا حملہ کرنے والے کی نیّت بہرحال مجھے مارنے کی تھی ۔ خود عدالت میں اُس نے اقرار کیا ہے ۔۔۔ یہ سیدھی بات ہے کہ جس نے بھی مجھے مارنا چاہا تھا ، اُس نے مجھے نہیں مارنا چاہا تھا بلکہ اپنے خیال میں احمدیت کو مارنا چاہا تھا اور یہ چیز ایسی ہے کہ جس کے متعلق میرا مذہبی فرض ہے کہ میں دنیا کو بتا دوں کہ احمدیت کا میری زندگی کے ساتھ کوئی تعلّق نہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوئے تو دنیا نے سمجھا تھا کہ احمدیت ختم ہو گئی ۔ مگر پھر احمدیت اس سے بھی آگے نکل گئی ۔ حضرت

خلیفہ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو انہوں (یعنی مخالفین) نے سمجھا بَس یہ بڈھا ان میں عقلمند تھا ۔ اب یہ ختم ہیں ۔ پھر جب میں خلیفہ ہوا تو لوگوں نے کہا (کہ) ایک بچّے کے ہاتھ میں خلافت آگئی ہے ۔ مگر وہ بچّہ اب بوڑھا ہے اور احمدیت آج جوانی کی طرف جا رہی ہے ۔ نہ اس کے بچپن نے احمدیت کو نقصان پہنچایا اور نہ اس کا بڑھاپا احمدیت کو کوئی نقصان پہنچائے گا ۔ دنیا کتنی کوشش کرے احمدیت کا پودا بڑھے گا ۔ بڑھتا جائے گا ۔ ترقّی کرتا جائیگا ۔ آسمان تک جا پہنچے گا یہاں تک کہ زمین اور آسمان کو پھر اسیطرح مِلا دیگا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں ہوا تھا"۔

نیز فرمایا کہ الہام "فضلِ عمر" کو مجھ پر چسپاں کرنے پر غیر مبایعین نے مذاق اُڑایا لیکن میں گیارہ بارہ سال کا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رؤیا دیکھا کہ محمود آیا ہے اور اس کے تمام کپڑوں پر خون پڑا ہوا ہے ۔ اس حملہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمرؓ سے میری کئی مماثلتیں ظاہر ہوئیں ۔ حضرت عمرؓ کی طرح اسی روز یعنی بُدھ کے دن مجھ پر حملہ ہوا ۔ مسجد میں حملہ کیا گیا ۔ بوقت نماز حملہ ہوا ۔ پیچھے سے آکر حملہ کیا گیا ۔ صلوٰۃ وسطیٰ کے وقت حملہ کیا گیا ۔ صلوٰۃ وسطیٰ مفسّرین کے نزدیک نمازِ صبح یا نمازِ عصر ہے ۔ حضرت عمرؓ پر نماز فجر کے وقت اور مجھ پر نمازِ عصر کے وقت حملہ ہوا ۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رؤیا قریباً تریپن سال بعد پوری ہوئی ۔

یہ کتنا عظیم نشان ہے ۔ (الفضل ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۵)

شوریٰ کے افتتاحی اجلاس میں حضور نے احباب سمیت لمبی دعا کی ۔ بعد ازاں فرمایا کہ میری طبعیت ناساز ہے ۔ میرے جانے کے بعد سب کمیٹیاں مقرر ہوں گی ۔ ان کی رپورٹوں کی مجلسِ شوریٰ میں پیش ہونے کی اطلاع اور نمائندگان کی آراء کے ساتھ ساتھ میرے پاس بھجوائی جاتی رہیں اور میں ان کے متعلق اپنا آخری فیصلہ دیدیا کروں گا ۔ پھر حضور نے کُرسی پر بیٹھے بیٹھے مختصر نصائح فرمائیں ۔

سب کمیٹی بجٹ سینتیس افراد پر مشتمل مقرر ہوئی ۔ جس نے تحریک جدید کے معاملات پر غور کرنے کے لئے کچھ ارکان اُن میں سے الگ کئے کہ زیر صدارت چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب غور کریں ۔ پھر سب کا مشترکہ اجلاس ہوا ۔ مشاورت میں سب کمیٹی کی رپورٹ آپ سے ہی کہا گیا کہ پیش کریں ۔ سو آپ ہی نے سنائی ۔ (رپورٹ مشاورت ۱۹۵۴)

حملہ والے واقعہ کے بعد ایک حفاظتی کمیٹی مقرّر کی گئی تھی ۔ جو حضرت صاحبزادہ حافظ ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ) ، میجر صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب (ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ) اور چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی پر مشتمل تھی ۔ شوریٰ میں حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں حفاظتی تدابیر کا معاملہ زیر غور آیا چوہدری صاحب نے جو اسبارے میں تقریر کی اس کا خلاصہ رپورٹ

مشاورت میں یہ درج ہے کہ

"جو حفاظتی امور میں بیان کرونگا انکے دو حصّے ہیں ۔ اوّل یہ کہ حفاظتی تدابیر پر کیا خرچ کرنا چاہیے ۔ دوسرے ہمیں حضور کی حفاظت کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنا چاہئیں ۔ جو واقعات پچھلے دنوں ہوئے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ ان پر عام عقلی نظریہ کے تحت غور کیا جائے ۔ ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ حضور نے جماعت کی خاطر لا تعداد قربانیاں کی ہیں ۔ آپ نے حملہ کے فوراً بعد جماعت کے نام جو پیغام دیا اس میں جماعت کے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں تم سے اپنی بیویوں اور بچّوں سے بھی زیادہ محبّت کرتا ہوں ۔ آپ نے یہ بات جذبات کو اپیل کرنے کی خاطر بیان نہیں فرمائی ۔ بلکہ آپ نے ایک حقیقت کو بیان فرمایا ہے اور واقعہ یہی ہے کہ حضور نے سلسلہ کی خاطر اپنی جان اور مال پیش کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا ۔ آپ سے دشمن کو ذاتی طور پر کوئی عناد نہیں ۔ آپ پر قاتلانہ حملہ محض جماعتِ احمدیہ کا خلیفہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے ۔ اور پھر یہ خلیفہ ہونے کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اس اعلیٰ راہ نمائی کی وجہ سے ہوا ہے جو اپنی خلافت کے زمانہ میں آپ جماعت کی کرتے چلے آئے ہیں ۔

"گذشتہ فسادات کے زمانہ میں آپ نے جماعت سے عملی طور پر کس محبّت کا اظہار فرمایا اس کا علم ہر اس شخص کو ہے جس نے اُن دنوں میں حضور کو دیکھا ۔ آپ کو ان دنوں کھانے پینے اور آرام کرنے کا کوئی خیال نہیں

تھا ۔ آپ بے تابی اور بیقراری کے ساتھ اس طرح پھرتے تھے کہ ایک ماں بھی بچّوں کی خاطر اس قدر بے تاب اور بیقرار نہیں ہوتی ۔ پھر جب مالی قربانی کا سوال پیدا ہوا تو آپ نے اپنا مال پیش کر دیا ۔ اور اس قربانی میں جماعت کا کوئی فرد آپ سے سبقت نہ لے جاسکا ۔ ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ سلسلہ نام اس مجموعۂ افراد کا ہے جو یہاں بیٹھے ہیں ۔ سلسلہ نام ہے اس جماعت کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا کی ۔ اور جماعت ان افراد کا نام ہے جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدّہ اللہ بنصرہ العزیز کا سلسلہ کی خاطر اپنی جان پیش کرنا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ آپ کو جماعت کے افراد سے اپنے بیوی بچّوں سے بھی زیادہ محبّت اور پیار ہے"۔

"یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ جماعت سے کسقدر محبّت کرتے ہیں ۔ اس عظیم محبّت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جو آپ کو جماعت سے ہے ، جو لاپرواہی آپ کی حفاظت کے سلسلہ میں کی گئی ، میں جب اس بات پر غور کرتا ہوں تو مجھ پر اب بھی رعشہ طاری ہو جاتا ہے ۔ میں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا ۔ ہاں جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے ، اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو معجزانہ طور پر بچا لیا ۔ اس مقدس انسان سے بہت سی پیشگوئیاں وابستہ ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا ۔ لیکن جہاں تک ہماری (طرف سے) حفاظت (کرنے) کا سوال تھا ، ہم نے خلیفۂ وقت کو

غیروں کے ہاتھوں میں دینے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ۔ جب کوئی چاہتا حملہ اَور ہو جاتا"۔

"جب یہ حالات ہمیں معلوم ہوئے تو ہم نے چند حفاظتی تدابیر منظور کیں وہ ۔۔۔ میں آپ کے علم میں نہیں لاسکتا ۔ مجلس شوریٰ چاہے تو ایک اور کمیٹی مقرّر کر دے جو ان امور پر غور کرے ۔ بہرحال ان میں سے ہر ایک چیز نہایت ضروری ہے ۔ ہمیں حضور کی حفاظت کے لئے ذہین ، عقلمند اور مضبوط آدمیوں کی ضرورت ہے ۔ اُن کے حصول کیلئے جسقدر بھی رقم خرچ ہو ہمیں اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے ۔ اور اگر حضور ان اخراجات کی منظوری مرحمت نہ فرمائیں تو ہمیں آپ کی خدمت میں بار بار التجا کرنا چاہئے کہ حضور منظوری عنایت فرمائیں ۔۔ اس سلسلہ میں پچاس ہزار روپے منظور کئے جائیں اور حضور کی خدمت میں نہایت مودّبانہ درخواست کی جائے کہ حضور ان اخراجات کو منظور فرما لیں"۔

نمائندگان نے والہانہ جوش سے اس تحریک کا خیر مقدم کیا کہ ہم پر حضور کے دینی احسانات کے علاوہ دنیوی احسانات بھی ہیں ۔ حضور کی حفاظت کے لئے لاکھوں روپیہ بھی مطلوب ہو تو ہم پیش کریں گے ۔ نقود اور وعدوں کی شکل میں رقوم آنے لگیں ۔ اجازت لیکر چوہدری صاحب نے مجلسِ مشاورت سے کہا کہ ہمیں آج ہی نقدی اور وعدوں کی صورت میں یہ نصف لاکھ روپیہ پیش کر دینا چاہئے ۔ اور چیئرمین صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ جمع کی جا رہی

رقم اس چندہ کے علاوہ ہے جو حضور نے بطور تحریک خاص کے طلب فرمایا ہے ۔ ”جس جوش سے اس تحریک پر لبّیک کہا گیا ہے وہ قابلِ فخر ہے ۔۔۔ دوستوں میں بہت اخلاص پایا جاتا ہے“۔ اور تحریک کی کہ احباب جماعتوں کی طرف سے بڑھ چڑھ کر وعدے لکھوائیں ۔ حضور سے جماعت کی عقیدت اور احمدیت کی خاطر ایثار کا شاندار مظاہرہ منظرِ عام پر آیا ۔ اور فاستبقوا الخیرات کے رنگ میں منظر نہایت ایمان افروز تھا ۔ دوسرے روز پون لاکھ روپیہ جمع شدہ داخلِ خزانہ کرایا گیا ۔

نمائندگان کی درخواست یہ تھی کہ حضور اپنے علاج کے لئے امریکہ تشریف لے جائیں ۔ حضور نے اسبارے میں فرمایا کہ میں صحّت کی خرابی کی وجہ سے وہاں نہیں جاسکتا ۔ ابھی میں لمبا سفر کرنے کے قابل نہیں ۔ امریکہ کے بحری سفر میں آمدورفت میں چار ماہ صرف ہوں گے اور تین ماہ قیام کرنا ہوگا ۔ ہوائی سفر کے بھی میں ابھی قابل نہیں ۔ مجھے جانا پڑا تو میں کسی کے خرچ پر جانے کو تیار نہیں ہُوں ۔ اپنے آدمیوں کا خرچ دیدو تو کافی ہے ۔

شوریٰ کے سارے اجلاسات حضور کے ارشاد کے مطابق محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ (امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب) کی زیر صدارت ہوئے تھے ۔ تیسرے روز کے پہلے اجلاس میں حضور تشریف لائے اور اپنے خطاب میں فرمایا کہ اسوقت میری تکلیف بڑھ رہی ہے جس کی وجہ یہ معلوم

ہوتی ہے کہ اس واقعہ کے بعد پہلی دفعہ میں نے پگڑی پہنی تھی ۔ جس کے بوجھ اور زخم کے مقام پر کُلاہ کے لگنے سے شدید درد شروع ہو گئی جس نے مجھے بقیہ دن اور پھر رات کو بے چین رکھا ۔ لیکن میں اس خیال سے آ گیا ہوں کہ شاید پھر مجھے نمائندگان سے مِلنے کا موقعہ ملے یا نہ ملے ۔ میں تُرکی ٹوپی پہن کر اور اسکے اوپر رومال باندھ کر آیا ہوں ۔

آپ نے جماعت کو دیگر نصائح کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ

احمدیوں پر فرض ہے کہ جو کام کریں ہوشیار ہو کر کریں ۔ یہ بھی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کرتا ہے ۔ لیکن یہ بھی درست ہے کہ عملاً یہ نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر کر کہے کہ تم لحاف اوڑھ کر چارپائی پر لیٹے رہو ۔ میں تمہاری جگہ کام کرتا ہوں ۔ جیسے حضرت آدمؑ بتائے جانے کے باوجود چوکنّے نہ رہے اور شیطان نے حملہ کیا تو باغ اور دی گئی ہر قسم کی آسائش واپس لے لئے گئے ۔ تمام انبیاءِ کو اللہ تعالیٰ نے یہی کہا کہ جو کچھ میں تمہیں دوں گا ، اسکی حفاظت تمہیں کرنا ہوگی ۔ تم نے سُستی اور غفلت سے کام لیا تو میں تمہارا ہاتھ نہیں بٹاؤں گا ۔ ہاں اگر پوری محنت سے کام کرو گے تو جو کسر رہ جائے گی اسے میں پورا کروں گا ۔ اگر تم خود رَخنہ پیدا کرو گے تو میں اس کا ذمّہ دار نہیں ہوں گا ۔ حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہودیوں نے دعوت میں کھانے میں زہر ملا کر دیدیا ۔ آپ کی شان یہی تھی کہ آپ ان کی دعوت قبول کر لیتے ۔ یہ صحابہ کا کام تھا کہ وہ کھانا چکھ لیتے اور

اطمینان کر لیتے ۔ اس زہر کا اثر حضور پر بڑھاپے میں ظاہر ہوا ۔ ایک جنگ سے واپسی پر حضور ایک درخت پر تلوار لٹکا کر سو گئے ۔ ایک شخص نے جس کا بھائی جنگ میں مارا گیا تھا تعاقب کیا اور حضور پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہا ۔ اس موقعہ پر صحابہ کی طرف سے حضور کی حفاظت کی طرف توجہ نہ ہوئی تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے گو حضور کو مَوت سے بچایا لیکن حملہ کی صورت پیدا ہونے میں کوئی روک پیدا نہ کی ۔ اب مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے تو بعض نے یہ کہا ہے کہ خلیفۂ وقت کو نماز کے لئے مسجد میں نہیں آنا چاہئے ۔ ملاقات کا سلسلہ بھی بند کر دینا چاہئے ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خلیفۂ وقت کو کسی منارہ پر باندھ دیا جائے اور جماعت اپنا فرض ادا نہ کرے ۔ خلیفہ مسجد میں نماز پڑھانے ضرور جائیگا ۔ وہ ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رکھے گا ۔ وہ اپنے فرائض بھی بجا لائیگا ۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ وہاں کوئی مشکوک آدمی تو موجود نہیں ۔ خلیفہ پر پابندیاں عائد نہیں کی جاسکتیں ۔ تمہیں اپنی ذہنیت بدلنا ہو گی ۔ ایسے حملے انفرادی نہیں ہوتے ۔ ایک عرصہ سے مخالفین کی طرف سے مجھے خطوط آرہے تھے کہ یُوں ہو گا ۔ بہرحال کچھ لیڈر اس حملہ کے پیچھے کام کر رہے ہیں اس کا ایک علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرف توجہ کرے اور وہ اسطرف توجہ کریگا بشرطیکہ تم اسکی طرف رجوع کرو اور اسکے حضور دعائیں اور فرائض کی ادائیگی فضل الہیٰ کو جذب کرتے ہیں اور دشمن کو ناکام کرتے ہیں ۔

بعد ازاں ایجنڈے کی تمام کارروائی مکمل ہونے پر حضور کو اطلاع ہوئی اور آپ تشریف لائے اور اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا کہ ہمارے خلاف غلط فہمیاں پھیلائی جاتی اور بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں ۔ تم مظلوم ہو اور تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ مظلومیت ہی جیتا کرتی ہے ۔ خود ظلم کرنے والوں کے بھائی بندان کو ملامت کرنے لگ جائیں گے ۔ اگر تم میں ظلم کا ازالہ کرنے کی طاقت نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا ۔ شرط یہ ہے کہ تم اسکی رضا حاصل کر لو ۔ معترض کی غلط فہمی دور کر دو ۔ مرکز کی طرف زیادہ سے زیادہ توجّہ رکھو ۔ اپنی اصلاح کرو ۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو ۔ خدمتِ خلق میں حصّہ لو اور اتنا نمایاں حصّہ لو کہ دنیا تمہیں نافع النّاس وجود تسلیم کر لے ۔ ساتھ ہی دعاؤں پر زور دو کہ اللہ تعالیٰ کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور فرمائے ۔ اگر اس پر توکّل کرتے ہوئے عطا شدہ استعدادوں کو فہم و فراست کے ساتھ استعمال کرو گے تو یقیناً اس کی نصرت تمہیں حاصل ہو جائے گی ۔ اور جب تمہیں الٰہی نصرت حاصل ہو جائے گی تو پھر دنیا تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی ۔ پھر حضور نے اجتماعی دعا کی ۔ (رپورٹ مشاورت ۱۹۵۴)

مشاورت

(۷ تا ۹ اپریل ۱۹۵۵ء)

"حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چونکہ ان ایام میں ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت سفر یورپ کے ارادہ سے کراچی تشریف لے گئے تھے اسلئے حضور اس مجلس میں رونق افروز نہ ہوسکے ۔ مگر چونکہ اس مجلس کی صدارت بڑی اہمیت رکھتی ہے اسلئے حضور نے ہدایت فرمائی کہ اگر مکرم چوہدری سر محمدؓ ظفر اللہ خاں صاحب اس موقع پر ربوہ پہنچ گئے تو وہ اس مجلس کی صدارت کے فرائض سر انجام دیں گے ۔ اگر وہ نہ آسکے تو مکرم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اس کے صدر ہوں گے اور اگر وہ بھی شامل نہ ہوسکے تو مکرم مرزا عبد الحق صاحب امیر جماعت ہائی احمدیہ صوبہ پنجاب اس کے صدر ہوں گے"۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور کی نظر میں چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کی شخصیت کتنی وقیع تھی ۔ (رپورٹ مشاورت ۱۹۵۵)

حضور کا سفر یورپ برائے علاج براستہ کراچی (۱۹۵۵ء)

حضرت مصلح موعود ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو شام کو اُٹھنے لگے تو گِر پڑے اور آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی ۔ جسم کے بائیں حصّے میں بے حِسّی تھی اور آواز لڑکھڑا رہی تھی ۔ خون کا دباؤ بڑھ گیا تھا ۔ احبابِ ربوہ یہ متوحش خبر سُنتے ہی مساجد میں دعاؤں کے لئے جمع ہو گئے ۔ صدقات کئے گئے ۔ بحمد اللہ دو گھنٹے کے اندر ہی افاقہ شروع ہو گیا ۔ لاہور کے قابل ڈاکٹروں نے معائنہ بار بار کیا اور متفقہ مشورہ دیا کہ حضور علاج کے لئے یورپ اور امریکہ تشریف لے جائیں حضور نے خود بھی استخارہ کیا اور متعدّد بزرگوں سے بھی استخارہ کروایا ۔ اور اطمینان حاصل ہونے پر یورپ جانے کا فیصلہ فرمایا ۔

حضور نے ایک مکتوب میں بھارت میں حضرت سیٹھ عبد اللہ الہٰ دین صاحب کو رقم فرمایا کہ میں نے یورپ جانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ تاکہ میں کام کے قابل ہو جاؤں ۔ لیکن ایسی حالت میں میں اپنے بیوی بچّوں کو پیچھے نہیں چھوڑ سکتا ۔ اتنے بڑے قافلے کو لے جانا لوگوں کی نگاہ میں عجیب معلوم ہوتا ہے ۔ مگر میرا یقین ہے کہ وہ عجیب خُدا ان حالات میں بھی میرے لئے عجائب ہی دکھلائے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہر جگہ پر انتظام کرتے پھریں گے کیونکہ آخر وہ میرے دوست اور ساتھی ہیں ۔ (الفضل ۱۶ مارچ ۱۹۵۵)

اپنے ایک اَور مکتوب میں حضور نے ۱۹۲۴ء کے اپنے سفرِ انگلستان کا ذکر

کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اسوقت ہندوستان کی مالی حالت بہت خراب تھی اور ہندوستان کی جماعت احمدیہ ان اخراجات کی متحمل نہ ہو سکتی تھی ۔ اسوقت مشرقی افریقہ ، عِراق اور چند اور غیر ممالک کے احمدیوں نے بوجھ کا اکثر حصّہ اُٹھایا تھا ۔ صدر انجمن احمدیہ ہمارے کھانے پینے کے اخراجات بھجوانے کے قابل نہ تھی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے قافلہ کی خوراک اور تبلیغ کے اخراجات میں ادا کرتا تھا ۔ اُسوقت کے حالات کے باعث میں نے مشرقی افریقہ کے چند احباب کو لکھا کہ وہ میرے اور وفد کے اخراجات کے لئے قرض دیدیں ۔ اسوقت ایسی حیثیت کے آدمی چند ہی تھے ۔ چنانچہ بابو اکبر علی صاحب نے اپنی تجارت کا ایک حصّہ نیلام کرکے روپیہ مجھے بھجوا دیا ۔ اور یہ قرض بعد میں ادا کر دیا گیا ۔ اسوقت ایک عجیب لطیفہ ہوا کہ لندن کے ایک بینک کے ذریعہ کئی سو پونڈ آنے کی اطلاع مِلی عِراق میں صرف ایک احمدی دوست تھے اور ان کی مالی حالت کچھ اچھی نہ تھی ۔ میرے خط لکھنے پر انہوں نے اپنے ایک غیر از جماعت دوست سے ذکر کر دیا جس نے یہ رقم بھجوائی تھی ۔ میں نے یہی سمجھا تھا کہ قرض کی تحریک پر رقم آئی ہے مرکز میں اطلاع دی کہ اسبارے میں یاد داشت رکھ لی جائے ۔ بعد میں اسے ادا کرنا ہے ۔ مرکز میں واپس پہنچنے پر معلوم ہوا کہ بار بار رجسٹریاں بھیجنے پر یہ جواب آیا ہے کہ کسی احمدی نے یہ رقم نہیں بھجوائی ۔ تب میں نے اس سعید غیر از جماعت شخص کو خطوط لکھنے شروع کئے ۔ بمشکل اس کا جواب آیا ۔ جو یہ تھا کہ میں

نے قرض نہیں دیا تھا بلکہ آپ کو نذرانہ بھیجا تھا ۔ گذشتہ سال یہ رقم میں نے مرمّت بیت الفضل لندن کیلئے ادا کرکے اس قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے کی توفیق پائی ۔ (الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۵۵)

حضور ۲۳ مارچ کو قصرِ خلافت سے باہر تشریف لائے اور احباب سمیت پُرسوز دعا کی ۔ صدقات کئے گئے ۔ پھر حضور نے بہشتی مقبرہ میں حضرت اماں جان کے مزار پر احباب سمیت دُعا کی ۔ ٹرین کے ذریعہ کراچی پہنچے ۔ حملہ کے اٹھارہ روز بعد پہلی دفعہ (ظہر و عصر) نمازوں کی امامت کرائی ۔ پھر عام طور پر آپ نمازیں پڑھاتے تھے اور بعد نماز بعض اوقات احباب کو باتیں سناتے تھے ۔

حضور نے کراچی سے ۲۹ ، ۳۰ اپریل کی درمیانی شب کو روانہ ہونا تھا ۔ ہوائی اڈہ پر جماعت کراچی کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ الوداع کہنے کیلئے سندھ ، بلوچستان اور پنجاب سے احباب بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے ۔ پہلے رات نو بجے حضور کی قیامگاہ پر اجتماعی دعا ہوئی جس کے بارے میں جنرل سیکرٹری جماعت کراچی میجر (ریٹائرڈ) شمیم احمد صاحب کی طرف سے احباب کو قبل از وقت مطبوعہ اعلان کے ذریعہ آگاہ کر دیا گیا تھا ۔ دریوں اور فرش کا معقول انتظام تھا ۔ حضور نے خود مولانا عبد المالک خاں صاحب مبلغِ سلسلہ کو اس موقعہ کے لئے دعائیں لکھوائی تھیں جو حضور کی تشریف آوری سے پہلے انہوں نے پڑھنے کی تلقین کی ۔ حضور کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ

والسلام کی مشہور دعائیہ نظم بھی پڑھی گئی ۔ پھر حضور نے احباب سمیت پرسوز اجتماعی دعا کی ۔ جماعتِ کراچی اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دو بکرے صدقہ کے طور پر ذبح کئے گئے ۔

سوا گیارہ بجے شب حضور ہوائی اڈہ پر تشریف لے گئے ۔ جہاں احباب چشم براہ تھے ۔ جبتک طبعیت نے اجازت دی حضور نے کُرسی پر تشریف فرما ہو کر احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا ۔ پھر دوست سامنے سے گزرتے گئے ۔ جب محترم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب اور دیگر افرادِ قافلہ سمیت حضور ہوائی جہاز میں سوار ہو گئے ۔ تو حسبِ پروگرام امیر جماعت کراچی جناب چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب کی قیادت میں اجتماعی دُعا شروع ہوئی ۔ دعا ختم ہی ہوئی تھی کہ پونے دو بجے شب جہاز کراچی سے دمشق کے لئے پرواز کر گیا ۔ اس موقعہ پر جماعت کراچی کی طرف سے مزید دو بکرے صدقہ کے طور پر ذبح کئے گئے ۔ (الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۵۵) (الفضل ۱۹ مئی ۱۹۵۵ء)

اس سفر میں اعلائے کلمۃ اللہ کا شاندار کام

کراچی سے سفر پر روانہ ہوتے وقت جماعت کے نام ایک پیغام میں حضور نے فرمایا کہ میں اپنے اس سفر میں یورپ اور امریکہ کے تمام مُبلّغین کو اکٹھا کر کے قصۂ زمیں برسرِ زمیں طے کرنے کی کوشش کروں گا ۔ کیا تعجّب ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی زندگیوں میں اسلام کی فتح کا دن دیکھنا نصیب کر

دے اور کامیابی ہمارے قدم چُومے اور ہم حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے فاتح جرنیل بن جائیں اور قیامت کے دن تمام دنیا کی (روحانی) حکومت کی کنجیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں میں لا رکھنے کا فخر حاصل ہو ۔ اپنے فرض کو سمجھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وفادار سپاہیوں کی طرح کفر کے مقابلہ کیلئے تیار ہو جاؤ ۔ (الفضل ۲۶ اپریل ۱۹۵۵)

مشہور عالمِ دین مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی نے اپنے رسالہ "صدق جدید" میں اس پر اظہار تحسین کیا ۔ (صدق جدید ۱۰ جون ۱۹۵۵)

اس سفر میں دمشق میں ایک ہفتہ کے قیام میں وہاں کے احباب کے علاوہ ، لبنان کے احباب اور شامی و فلسطینی احباب سے حضور کی ملاقاتیں ہوئیں جو حضور کی آمد کے بغیر ان احباب کے لئے ممکن نہ تھیں ۔ مشرقِ وسطی میں احمدیت کی ترقّی کے بارے مشورہ ہوا ۔ اور منصوبوں پر غور کیا گیا ۔ حضور نے فصیح و بلیغ عربی میں خطبہ جمعہ پڑھا ۔ حضور زیورچ (سوئزرلینڈ) جرمنی ، ہالینڈ اور پھر انگلستان تشریف لے گئے ۔ جرمنی میں ہمبرگ کے ایک نامور مستشرق اور مالٹا کے ایک انجینئر نے اور اس سفر میں بعض اور افراد نے بیعتیں کین ۔ زیورچ میں حضور نے چار خطباتِ جمعہ دئے ۔ اور سورہ فاتحہ سے کیپٹلیزم وغیرہ کے بارے میں عجیب معارف بیان کئے ۔

لندن میں حضور کی صدارت میں مبلّغینِ اسلام کی عالمی کانفرنس منعقد

ہوئی جس میں دنیا بھر کی تبلیغی ضرورتوں پر غور کیا گیا ۔ (۱) جماعتِ اسلامی کے ترجمان ہفت روزہ المُنیر لائل پور نے ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں اس عالمی کانفرنس میں حضور اور محترم چوہدری محمدؓ ظفر اللہ خاں صاحب کی شرکت اور کانفرنس کے مقاصد کو الفضل سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ

"کیا ایسی تحریک کو اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے ؟ کیا ایسے منظّم ادارے کو خواہ وہ سو فیصدی بد دیانتی پر قائم ہو ، گدھے اور کُتّے کے جلوس نکالنے سے ناکام بنایا جا سکتا ہے ؟ کیا یورپ اور ایشیا میں ایک پلین کے تحت کام کرنے والے باطل کو کہاوتوں اور پھبتیوں اور استہزاء کے قہقہوں سے دُنیا بدر کیا جا سکتا ہے ؟؟؟"

"لمحۂ فکریہ ۔ خدارا غور کیجئے ۔ کتنی دور رس سکیم ہے ۔

"تمام دنیا میں وسیع پیمانہ پر اسلامی لٹریچر کی اشاعت"

ایک ایسی شقّ کو سامنے رکھئے اور بتلائیے کہ آپ کی یہ شور و غُل بپا کرنے والی جماعتیں اس کا توڑ کیا مہیّا کر رہی ہیں ؟ اور جیسی معیاری تقاریر ہمارے ہاں قادیانیوں کے خلاف کی جا رہی ہیں ، کیا وہ اس منصوبہ بندی کا توڑ ہو سکتی ہیں ؟ ۔۔۔ خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے ۔ کام کا جواب نعروں سے مسلسل جدّوجہد کا توڑ اشتعال انگیزی سے ۔ علمی سطح پر مساعی کو ناکام بنانے کا داعیہ

صرف پھبتیوں ، بے ہودہ جلوسوں اور ناکارہ ہنگاموں سے پورا نہیں ہو سکتا ۔ اسکے لئے جبتک وہ انداز اختیار نہ کیا جائے جس سے فکری اور عملی تقاضے پورے ہوں ، ہنگامہ خیزی کا نتیجہ وہی برآمد ہوگا جس پر مرزا صاحب کا الہام انّی مھینٌ من اراد اِھانتک صادق آئیگا ۔

"جو لوگ اس طرز پر مُثبت کام نہیں کر سکتے ۔ وہ قادیانی تحریک کے صحیح حامی اور مددگار ہیں ۔ وہ اس نہج پر جتنا کام کریں گے ، اس سے یہ تحریک تقویت حاصل کرے گی"۔

یہ سفر گویا حضور سے ہزارہا افرادِ جماعت کے متفیض ہونے کا وسیلہ بنا ۔ اور تمام اکنافِ عالَم میں اشاعت و اعلائے کلمۃ اللہ کی مساعی کو تیز تر کرنے کے بارے مشورے کئے ۔ منصوبے تیار کئے ۔ اخبارات کے ذریعہ دوسرے لوگ بھی تحریکِ احمدیت کے بارے متعارف ہوئے ۔ حضور سالماً غانماً مراجعت فرما ہوئے ۔ نتائج بحمد اللہ ہمارے سامنے آ رہے ہیں کہ یہ سب کچھ مثمرِ ثمرات حسنہ ہوا ۔

عدوّ شرّے بر انگیزد کہ خیرِ ما دراں باشد

کامیاب و کامران مراجعت
اور پُرخلوص سپاسنامہ پیش کیا جانا

احمدیہ مشن ہاؤس کراچی میں جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی طرف سے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت کراچی نے ۷ ستمبر کو حضور کی خدمت میں خلوص و عقیدت کا مرقّع ذیل کا سپاسنامہ حضور کی کامیاب و کامران اور مظفّر و منصُور مراجعت پر پیش کرنے کی سعادت پائی :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصل علی رسولہ الکریم

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ کم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واطلع شموس طالعکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

(۱) سیّدنا ! ہم نمائندگانِ جماعت احمدیہ پاکستان مغربی و مشرقی حضور کی با خیریت و با صحّت واپسی پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں ۔ خدائے عزّوجل کا جماعت احمدیہ پر بے انتہا احسان ہے کہ اس نے جماعت کو حضور ایدکم

اللہ تعالیٰ کی بہترین قیادت میں اکنافِ عالَم میں تبلیغ و اشاعتِ دین کی توفیق بخشی ہے ۔ اور وہ اپنے فضل سے اپنے سلسلہ کو دن بدن ترقّی عطا فرما رہا ہے ۔ الحمد للہ علیٰ ذلک ۔

(۲) سیّدنا ! پانچ ماہ کا عرصہ گزرا کہ حضور کو علالت کے باعث پاکستان سے باہر بلادِ یورپ بغرض علاج تشریف لے جانا پڑا ۔ حضور کا یہ سفر تمام احمدی افراد کے لئے نہایت قلق و اضطراب کا موجب تھا ۔ حضور کے تمام خدّام اپنی دل کی گہرائیوں سے ہر لمحہ حضور کی صحت یابی کے لئے بارگاہِ ایزدی میں سراپا دُعا بنے رہے ہیں ۔ جس کا ایک نظارہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو دورانِ سفر حالتِ کشف میں بھی دکھایا ۔ اور آج جبکہ حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفایابی حاصل کرکے واپس پاکستان تشریف لائے ہیں ۔ ساری جماعت کے دل اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لا رہے ہیں اور ہم تمام جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضور کے اس قدوم میمنت لزوم پر خوشی و مسرت کے لئے کراچی میں حاضر ہوئے ہیں ۔

(۳) سیّدنا ! جماعت نے ہر ہر مرحلہ میں اللہ تعالیٰ کی بیشمار تائیدات کے نشانات مشاہدہ کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زبردست نصرت و حمایت کو حضور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے کار فرما دیکھا ہے ۔ اب اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات و معجزات مشاہدہ کئے ہیں جس سے جماعت کے دلوں میں ازدیادِ ایمان و یقین کی ایک تازہ لہر دوڑ گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے عاجز

بندوں کی دعاؤں اور اُن کی زاری کو سُن کر ایسے سامان پیدا فرمائے کہ حضور کے مرض کی صحیح تشخیص ہو کر صحیح طور پر علاج ہو سکا ۔ اور خدائے ارحم الراحمین نے اپنے غیر معمولی فضل سے حضور کو صحت و شفا بخشی ۔ والحمد لِلّٰہ الشافی الکافی ۔

(۴) سیّدنا ! حضور نے "دینِ حق" اور جماعت کے لئے جو اَن تھک محنت کی ہے اور جس طرح دن رات اس راہ میں اپنے آپ کو قربان کیا ہے ، جماعت کو اس کا کچھ کچھ اندازہ ہے ۔ اب ڈاکٹری مشورہ کے مطابق حضور کو کافی آرام کرنے کی ضرورت ہے ۔ ہم حضور کے خدّام نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ حضور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق پوری طرح آرام فرمائیں ۔ سب جماعتیں حضور کی گرانمایہ صحّت کے پیش نظر اِقرار کرتی ہیں کہ اپنے جذبات کو ایک حدّ تک دبا کر بھی حضور کے آرام کے لئے ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہیں گی ۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد حضور کو کامل صحّت عطا فرمائے اور صحّت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور حضور کے عہد مبارک میں احمدیت کو بیش از پیش ترقی و نفوذ عطا فرمائے اور جماعت کو حضور کی زیر ہدایت پورے جوش اور پورے خلوص سے کام کرنے کی توفیق بخشے ۔ آمین ثمّ آمین ۔

(۵) سیدنا ! حضور کا یہ سفر اللہ تعالیٰ کی بشارت کے ماتحت ہوا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ اپنے پیارے

اور مقرّب بندوں کا ہر آن حامی و محافظ ہے ۔ احادیثِ نبویّہ میں دمشق میں نزولِ مسیح کے ساتھ دو زرد چادروں کا بھی ذکر ہے ۔ بے شک حضور کے ۱۹۲۴ء کے سفرِ دمشق سے یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے ۔ مگر واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی ۱۹۵۵ء کے سفر میں زیادہ نمایاں طور پر پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے ۔

اس سفر میں حضور نے طیارہ پر سفر فرمایا اور پہلی منزل دمشق ہی مقرر ہوئی ۔ حضور نے دمشق میں طیارہ سے نزول فرمایا اور اسوقت حضور علالت کی وجہ سے تعبیری زبان میں دو زرد چادروں میں ملبوس تھے ۔ سو یہ سفر منجملہ دیگر نشانات کے اس عظیم الشان نشان کے ظہور کا بھی موجب ہوا ہے ۔ فالحمد لِلّٰہ علےٰ ذالک ۔

(۶) سیّدنا ! یہ درست ہے کہ حضور کا یہ سفر درحقیقت بغرض علاج تھا مگر واقعات سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ سفر الٰہی مشیّت کے مطابق بلادِ عربیہ اور بلادِ غربیہ میں تبلیغِ دینِ حق اور اس کے استحکام کے لئے تھا ۔ حضور نے علالت طبع کے باوجود بلادِ عربیہ اور یورپ کے تمام مشنوں کے لئے ہدایات دیکر ان میں ایک نئی روح پیدا فرما دی ہے ۔ حضور نے یورپ اور امریکہ اور افریقہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے نئی اور مؤثّر سکیم بنانے کے لئے جس تاریخی کانفرنس کا انعقاد فرمایا ہے وہ ہمیشہ کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی اور انشاءاللہ حضور کی مقرّر کردہ لائنوں پر کام کرنے سے دین حق کی اشاعت

اور ترقی کے لئے غیر معمولی سامان پیدا ہوتے جائیں گے ۔ اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا مزید ظہور اس سفر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ حضور کی اس جدوجہد میں غیر معمولی برکت پیدا فرمائے اور دینِ حق کے جھنڈے کو ساری دنیا میں بلند سے بلند تر فرمائے ۔ آمین ثم آمین ۔

(۷) سیّدنا ! ہم حضور کے خدّام حضور کی اس باصحت واپسی کو اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان احسان یقین کرتے ہیں اور اسے ایک غیر معمولی نشانِ الٰہی سمجھتے ہیں ۔ اس لئے اس موقعہ پر ہم صمیم قلب سے حضور کی اس باصحّت واپسی پر حضور کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے آستانہ پر شکر گذار اور درد مندانہ دلوں کے ساتھ اس نعمت میں مزید اضافہ کے لئے دست بدعا ہیں ۔ اللہ تعالیٰ حضور کو کامیاب ترین اور پوری صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمارے سروں پر حضور کا سایہ لمبے عرصہ تک قائم رکھے ۔ اللّٰھمّ متّعنا بطول حیاۃ امام الھمام و ایدہ وانصُرہ نصرًا عظیمًا ۔ اللّٰھمّ اٰمین

ہم ہیں حضور کے خدام

نمائندگانِ جماعت ہائے احمدیہ پاکستان

(۱) ڈاکٹر عبد الصّمد خاں نمائندہ مشرقی پاکستان (۲) بدیع الزّماں نمائندہ

مشرقی پاکستان (۳) قاضی محمدؒ یوسف امیر جماعت ہائے صوبہ سرحد (۴) محمدؒ رفیع صوفی امیر جماعت ہائے اپر سندھ (۵) احمد الدین امیر جماعت ہائے لوئر سندھ (۶) مرزا عبد الحق امیر جماعت ہائے صوبہ پنجاب (۷) شیخ کریم بخش امیر جماعت ہائے احمدیہ بلوچستان (۸) چوہدری عبد اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ کراچی (۹) مرزا عزیز احمد نمائندہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان و تحریک جدید ۔

حضور نے سپاسنامہ کے جواب میں اپنی تقریر میں فرمایا کہ

کراچی میں جن جماعتوں کے نمائندگان آئے ہیں میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کا حافظ و ناصر ہو ۔ اس اہم موقعہ پر میں بعض ضروری باتیں کہتا ہوں ۔ تمام ڈاکٹروں نے اور زیورک کے یونیورسٹی ہاسپٹل کے میڈیکل ڈائرکٹر نے جن کا اصل علاج رہا ، بار بار اور واپسی کے وقت خصوصیت سے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر معیّن طاقت رکھی ہے ، آپ نے اپنی گذشتہ زندگی میں اس سے ڈیڑھ سو فیصدی زیادہ کام کیا ہے ، اب آپ نارمل آدمی کی صلاحیت کے مطابق کام کریں ۔ اب آپ کو آرام کی زیادہ ضرورت ہے ۔ طبعیت کو ہمیشہ خوش رکھیں ۔ ورنہ صحت میں جو ترقی ہو رہی ہے اسکے ضائع ہونے کا امکان ہے ۔ سو احباب جماعت کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دی جائے کہ وہ میری صحت کے لئے تشویش کا باعث نہ بنیں ۔

نیز حضور نے مغربی ممالک میں صداقتِ دینِ حق کے اثر کرتے جانے کا

ذکر کرکے متواتر قربانیاں پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اگر کسی سلسلہ کا صرف ایک فرد پر انحصار ہو تو آج نہیں تو کل وہ سلسلہ ختم ہو جائے گا ۔ لیکن اگر جماعت کا ہر فرد اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کرے اور (جماعت پیش) کرتی چلی جائے تو ۔۔۔ بہت جلد دین دنیا پر غالب آسکتا ہے ۔۔۔ الہٰی سنّت یہ ہے کہ کچھ وقفہ کے بعد بڑے زور کے ساتھ بند ٹوٹتا ہے اور لاکھوں لاکھ لوگ سچے مذہب میں شامل ہونا شروع ہو جاتے ہیں ۔۔۔ جب کامیابی کا وقت آئیگا تو وہ لوگ جو ہِمّت ہار کر بیٹھ چکے ہوں گے حسرت کریں گے کہ کاش ہم ہمّت نہ ہارتے اور ہم بھی اس فتح میں شریک ہو جاتے" (الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۵۵)

۱۵ ستمبر کو حضور ہاکس بے تشریف لے گئے ناشتہ اور کھانے کا انتظام جماعت کی طرف سے تھا ۔ مقامی شعراء کا کلام سن کر حضور محظوظ ہوئے شام کو وہاں سے واپس تشریف لائے ۔ اور باوجود سارا دن باہر رہنے کے حضور کو کوئی تھکان محسوس نہ ہوئی ۔ بلکہ واپس آکر نصف گھنٹہ تک کھڑے کھڑے گفتگو فرمائی ۔ (الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۵۵)

حضور نے کراچی میں کئی ہفتے قیام کیا ۔ احباب میں تشریف رکھتے تھے ۔ بہت مفید اور ایمان کو جِلا دینے والے خطبات اور دیگر تقاریر فرمائیں ۔ احباب سے ملاقاتیں فرمائیں ۔ یہ قیام جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے لازمًا بہت مفید ہوا ۔

اڑتیسویں مشاورت

(۱۹۵۷ء میں)

مشاورت منعقدہ ۱۹۵۷ء تاریخِ سلسلہ احمدیہ میں ایک نہایت اہمّ مشاورت تھی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرف سے خلافتِ ثانیہ کے خلاف ایک فتنہ کھڑا کیا گیا تھا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیدار مغزی اور چوکسی سے یہ فتنہ بفضلہ تعالیٰ اپنی موت آپ مر گیا ۔ اس مشاورت میں حضور نے علماءِ سلسلہ کے مشورہ سے انتخابِ خلافت کے لئے ایک بنیان مرصوص قائم فرمائی تاکہ ایسے کسی وقت میں فتنہ اپنا سَر نہ نکالے ۔

افتتاحی خطاب میں حضور نے نمائندگان کو تلقین فرمائی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ غیر ملکی تبادلۂ زر کی سہولت میسّر آنے کے سامان کر دے تاکہ ہم بیرونی ممالک میں بڑی تیزی سے بیوت الذکر تعمیر کر سکیں ۔ اور فرمایا کہ بیرون میں ہماری جماعتیں تھوڑی ہیں ۔ وہاں کے احمدیوں سے ہمیں کچھ اِمداد مل جاتی ہے کچھ سرکاری طور پر تبادلۂ زر ہو جاتا ہے ۔ اس طرح دونوں کو مِلا کر بیرونی مبلّغین کو خرچ دیا جاتا ہے اور تعمیرِ بیوت الذکر کی کوشش کی جاتی ہے ۔ اور

بیرونی مِشنوں کے اخراجات بڑی مشکل سے چلائے جاتے ہیں ۔ لیکن ہر دو طریق سے بھی اتنی رقم جمع نہیں ہوتی کہ ہم بیرون میں کوئی بڑا کام کریں ۔

نیز فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تحریک جدید اور صدر انجمن کا میزانیہ اٹھائیس لاکھ کا ہے ۔ ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب ہمارا بجٹ کروڑوں کا نہیں اربوں کا ہوا کرے گا اور ہماری خوشی اور ہماری راحت کا وقت وہی ہو گا جب دُنیا کے چپّہ چپّہ پر بیت الذکر ہو گی اور دینِ حق کا مبلّغ ہو گا ۔ سو دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ بجٹ سے بھی بہت زیادہ ہمیں سلسلہ کے لئے قربانی کرنے کی توفیق عطا کرے اور جماعت کی مالی حیثیت اور تعداد کو بڑھاتا جائے یہاں تک کہ ہمارا بجٹ کروڑوں نہیں ، اربوں اور کھربوں تک پہنچ جائے اور دنیا کا کوئی مُلک اور کوئی گوشہ ایسا نہ ہو کہ جس میں ہم بیت مذکر نہ بنائیں اور جہاں ہماری طرف سے اسلام کا مبلّغ نہ ہو ۔

فتنہ پردازوں کی فتنہ پردازی

حضور کی ہدایت کے مطابق محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے وہ ریزولیوشن سنایا جو حضور کی ہدایت کے مطابق تیار کیا گیا تھا اور جلسہ سالانہ پر حضور نے اس کا ذکر کیا تھا ۔ اس کے سنانے سے پہلے مولانا صاحب نے یہ تقریر کی کہ

مسئلۂ خلافت اسلام کا ایک اہم مسئلہ ہے اور جماعت احمدیہ نصف صدی

سے پوری وضاحت اور یقین کے ساتھ اس پر قائم ہے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا انتخاب ہوا تو جماعت نے بالاتّفاق اس بات کا اظہار کیا کہ یہ مسئلہ جماعت کے لئے نیز اسلام کی حفاظت اور ترقّی کے لئے نہایت ضروری ہے ۔ آپ کی وفات کے بعد خلافتِ ثانیہ کے دَور میں اللہ تعالیٰ نے پھر یہ امر ثابت کر دیا کہ جماعت کے انتظام ، اسکی ترقی اور اشاعت کے لئے خلافت کا وجود نہایت ضروری ہے ۔ پچھلے بیالیس سال کے دَور میں ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ کس طرح خلافت کے افضال و برکات جماعت پر نازل ہوئے ہیں ۔

حیّ و قیوم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ ہر انسان نے ایک نہ ایک دن اس دنیا سے رخصت ہونا ہے ۔ سو یہ مسئلہ جماعت کیلئے انتہائی قابلِ توجّہ ہے تاجماعت میں آئندہ تشتّت اور تفرِقہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہو ۔

احباب کو عِلم ہے کہ بعض فتنہ پردازوں نے ایک گروہ بنا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ۱۹۵۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر منکشف فرمایا کہ بعض لوگ جاہ طلبی کیوجہ سے انتظامِ جماعت کو توڑنے اور اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ حضور نے بیماری کے باوجود نہایت ہمّت اور محنت سے اس فتنہ کی سرکوبی فرمائی ۔ آپ سب گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر آپ کی نصرت فرمائی ۔ حضور نے واضح فرمایا کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی مقرّر فرماتا ہے ۔ اس کے لئے

کوشش کرنا ناجائز ہے ۔ خلافت ایک مقدّس امانت ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ وقت آنے پر نئے خلیفہ کا انتخاب کرے ۔ لیکن اِن جاہ طلب اور فتنہ پرداز لوگوں کو مایوس کرنے اور جماعت میں اتّحاد کو مستحکم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ابھی سے خلافت کے انتخاب کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ کرے ۔

مخالفینِ خلافتِ احمدیہ ابھی تک ہر رنگ میں جماعت میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اسلئے ہر احمدی کو ہر وقت بیدار رہنا چاہئے ۔ اور اس بات کے ثبوت میں کہ یہ لوگ ابھی تک اپنی کوششوں میں سرگرم ہیں بعض شہادتیں پیش کرتا ہوں :۔

۱ ۔ "مکرم جناب چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی شہادت" انہوں نے یہ بتایا کہ فروری یا مارچ ۱۹۵۶ء میں مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب غزنوی دو تین دفعہ مجھے ملنے آئے ۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں ان سے مِل نہ سکا ۔ پھر ان کا پیغام آیا کہ ملاقات کے لئے انہیں کچھ وقت دوں ۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ وہ دو تین دفعہ ملنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن ملاقات نہ ہوئی ۔ حسنِ اخلاق کی رو سے میں خود ان سے جا کر مِل لوں ۔ کیونکہ وہ میری بیوی کے رشتہ دار ہیں ۔ میں نے پیغام بھجوایا کہ میں ان کی جائے قیام پر حاضر ہو جاؤں گا ۔ چنانچہ میں وہاں گیا ۔

"دورانِ گفتگو میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز کا ذکر شروع کر دیا ۔ اور مجھے کہا کہ میں نے حضور کی بیعت کر لی ہے ۔ میں اس پر ہنس پڑا اور میں نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں ۔ اس پر انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے بیعت کر لی ہے اور کہا کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں کہ میں نے بیعت کر لی ہے اور اس کے بیان کرنے میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ۔ دوسرے دِن ۔۔ میں منصور ملک کو اُن کے پاس چھوڑ کر چلا گیا ۔ بعد میں منصور ملک صاحب نے مُجھ سے کہا کہ آپ نے تو مجھے بتایا نہیں ۔ یہ بزرگ تو احمدی ہیں ۔ میں نے کہا (کہ) یہ مُجھ سے بھی یہی بات کہتے تھے۔ لیکن اس بزرگ کا اعتبار نہیں یونہی منافقت کر رہے ہیں ۔ احمدی نہیں ہیں"۔

۲ ۔ محترم چوہدری صاحب نے یہ بھی تحریر کیا کہ دسمبر ۱۹۵۶ء میں مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب غزنوی کا بھانجا عبد الرحمٰن غزنوی ایک شادی کے سلسلہ میں مجھے میٹروپول ہوٹل میں مِلا ۔

"اس نے کوئی گفتگو چھیڑ کر مجھے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ماموؤں کو جماعت سے نکال دیا ہے ۔ لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے نانا کی خلافت ہمارے ماموؤں کو مِل جائے ۔ آپ بھی ہمارے ماموؤں کے ساتھ مِل جائیں ۔ میں نے کہا ۔ مُجھ سے تُو مار کھائیگا ۔ کہنے لگا (کہ) اگر آپ نہیں تو آپ کی اولاد ہمارے قابو آجائیگی ۔ میں نے کہا ۔ میں نے اس اولاد کی

پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے دعائیں شروع کر دی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اسے شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھے ۔ اسلئے میری اولاد آپ لوگوں کے قابو نہیں آسکتی ۔ دوسرے خلافت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ، وہ جس کو چاہے دے ۔ آپ کو ہماری خلافت کی اِتنی فکر کیوں ہے ؟ پھر اپنے ماموؤں کے متعلق تو آپ کو اتنی گھبراہٹ ہے ۔ کم سے کم آپ نے اپنے نانا کی بیعیت کر لی ہوتی ۔ کہنے لگا (کہ) آپ لوگوں نے ہمارے ماموؤں کو جماعت سے نکال دیا ہے ۔ وہ خلیفہ ہوں یا نہ ہوں ، آپ لوگوں میں ہم نے اِختلاف ضرور پیدا کر دیا ہے میں نے کہا (کہ) شیطان کی جانشینی بھی تو کسی نے کرنی تھی ۔ دورانِ گفتگو میں اس نے یہ بھی کہا کہ میں اللہ رکھا کو پچاس روپے ماہوار دیتا رہا ہوں ۔ یا یہ کہا کہ اب بھی دے رہا ہوں ۔۔۔ میں نے اُس سے کہا کہ میرے گھر آکر ذرا اپنی بہن کو بھی مِل لو ۔ (مراد چوہدری صاحب کی اپنی بیگم صاحبہ ہیں جو حضرت خلیفہ اولؓ کی پڑنواسی ہیں) ۔ (مؤلّف) کہنے لگا (کہ) میں گیا تو اُس نے بات تو سننی نہیں جُوتیاں مارنی شروع کر دینی ہیں ۔ میں نے کہا (کہ) تمہارا علاج ہی یہی ہے"۔

محترم مولوی ابو العطاء صاحب نے ایک منافق کا خط بھی سنایا جو اس نے رات ایک بجے کے قریب لکھا تھا اور اس بات کا ثبوت مِل گیا تھا کہ مولوی عبد المنان صاحب کے نام تھا اور ان سے ربوہ آنے پر بازار میں گر گیا تھا ۔ جس میں ان کے ربوہ سے چلا جانے کو "ہجرت" قرار دیا گیا تھا اور یہ تحریک کی

گئی تھی کہ وہ اسلام کے بارے مضامین لکھیں اور لوگ مجبور ہو کر کہہ سکیں کہ آپ احمدی ہیں ۔

علماء اُمّت کا نظریہ

محترم مولوی ابو العطاء صاحب نے ضروری اقتباسات علّامہ ابن خلدون کے ان کی کتاب مقدّمہ ابن خلدون سے اور علّامہ شیخ رشید رضا ایڈیٹر "المنار" کی کتاب "الخلافۃ" سے جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ خلیفہ مقرّر کرنا جو اجتماعی طور پر واجب ہے اور یہ فرضِ کفایہ ہے ۔ اور ارباب حل و عقد کے ذمہ ہوگا کہ وہ خلیفہ مقرّر کریں اور ان اربابِ حلّ و عقد کی بیعت کے ساتھ خلافت قائم ہو جاتی ہے ۔ اور باقی سب پر واجب ہوگا کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کریں ۔ امام ابو الحسن الماوردی کو سب سے بڑا قاضی سمجھا جاتا تھا ان کی کتاب "الاحکام السلّطانیہ" سے ذیل کا اقتباس بھی سنایا :۔

"امامت دو طرح سے منعقد ہوتی ہے ۔ اوّل یہ کہ جماعتِ مُسلمین کے اربابِ بست و کشاد کسی کو منتخب کریں ۔ دوم اس طرح کہ سابق خلیفہ کسی کو نامزد کرے ۔ علماء کا اسبارہ میں اختلاف ہوا ہے کہ اربابِ بسط و کشاد کی کتنی تعداد انتخاب کرنے والی ہونی چاہئے ۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ مُلک کے عمومی اربابِ حل و عقد کا اجتماع ہونا چاہئے تاکہ سب کی رضا مندی ہو اور سب منتخب ہونے والے خلیفہ کی خلافت کو اجتماعی طور پر تسلیم کر لیں ۔ مگر یہ رائے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے مسئلہ سے نادرست قرار پاتی ہے کیونکہ

وہاں پر جو لوگ اس موقعہ پر حاضر تھے ان کے انتخاب سے خلیفہ کا انتخاب کیا گیا تھا ۔ اور غیر حاضر لوگوں کے آنے کے انتظار میں بیعت کو ملتوی نہیں کیا گیا تھا ۔ علماء کی ایک دوسری جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ کا انتخاب اربابِ حلّ و عقد میں سے کم از کم پانچ افراد کے انتخاب سے صحیح ہو جاتا ہے خواہ وہ پانچوں ہی اس خلافت کے بارے میں اجتماعی طور پر انتخاب کرنے والے ہوں ۔ یا ان میں سے ایک مقرّر کرے اور باقی چار رضا مندی کا اظہار کرنے والے ہوں ۔ علماء کی اس جماعت کا استدلال دو باتوں پر ہے :

(۱) حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پانچ اصحاب کے اجتماع سے ہوئی تھی ۔ باقی لوگوں نے ان پانچ کی اسبارے میں اتباع کی تھی ۔ وہ پانچ حضرات عُمر بن الخطّاب ۔ ابو عبیدہ بن الجرّاح ۔ اُسید بن حُضیر ۔ بشیر بن سعد اور سالم مولیٰ ابی حُذیفہ رضی اللہ عنھم تھے ۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلافت کے انتخاب کے لئے چھ آدمیوں کی مجلسِ شوریٰ مقرّر کی تھی کہ پانچ کی رضا مندی سے ان میں سے ایک کو خلیفہ مقرّر کیا جائے ۔ خلافت کے انتخاب کے لئے ارباب حلّ و عقد کی تعداد پانچ ہونے کے متعلق ہی اہلِ بصرہ کے اکثر فقہاء و متکلّمین کا مذہب ہے"۔ (ترجمہ)

پھر جناب ڈاکٹر سیّد محمدؐ یوسف صاحب پی ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ لیکچرار علی گڑھ یونیورسٹی کے رسالہ "اسلام میں خلیفہ کا انتخاب" سے ذیل کا اقتباس

بھی سنایا کہ

"تاریخ میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ کو اس بنا پر کافی تشویش رہتی تھی کہ اُمّتِ سلمہ کی باقی ماندہ اعیانِ مِلّت میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو جانشینی کے لئے تجویز کیا جاسکے ۔۔ حضرت عمرؓ نے انتخاب ـــ اور یہ حقیقی معنوں میں انتخاب تھا ـــ کا معاملہ چھ اشخاص کی ایک مجلس کے سپرد کر دیا ۔ فیصلہ کثرت رائے سے ہونا تھا اور آراء کی مُساوات کی حالت میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو حاکم بنایا جانا تھا" بشرطیکہ مجلس کے اراکین اس پر متفق ہوں ۔ بصورتِ دیگر حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو اختیار دیا گیا کہ اپنی فیصلہ کُن رائے (CASTING VOTE) سے کسی اُمیدوار کے حق میں فیصلہ کر دیں ۔ اس میں ایک خاص نُکتہ یہ ہے کہ اعیانِ مِلّت کا فیصلہ ہمیشہ قطعی سمجھا جائے گا اور عامۃ المسلمین اس فیصلہ کی تصدیق حلفِ وفاداری سے کریں گے ۔۔۔ الماوردی کا بیان اسبارے میں نہایت واضح ہے کہ اعیانِ مِلّت کا انتخاب عامۃ الناس کے لئے قبول کرنا لازمی ہے"۔

پیشکردہ قرارداد ۔ محترم مولوی ابو العطاء صاحب نے ایک قرار داد پڑھ کر سنائی جو مجلس علمائے سلسلہ احمدیہ نے شریعت اسلامیہ اور پُرانے علماء کی تحقیقات کی روشنی میں مرتّب کی اور حضور نے اس کی منظوری عطا فرمائی ۔ اس کا ملخص یہ ہے :۔

تمہید ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء میں آئندہ خلافت کے انتخاب کے متعلق یہ بیان فرمایا تھا کہ پہلے یہ قانون تھا کہ ارکانِ مجلسِ شوریٰ خلافت کا انتخاب کریں لیکن آجکل کے فتنہ کے حالات نے یہ توجّہ دلائی ہے کہ ارکانِ شوریٰ کا جمع ہونا بڑا لمبا کام ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر منافق کوئی فتنہ کھڑا کر دیں ۔ اسلئے مجلسِ شوریٰ کے ارکان کی بجائے ذیل کے افراد مِل کر فیصلہ کیا کریں :

ناظران و ارکان صدر انجمن احمدیہ و کلاءِ تحریک جدید ۔ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے زندہ افراد ـــــ جن کی تعداد اس غرض کے لئے اسوقت تین ہے یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب میاں عبد اللہ خاں صاحب ۔ جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ کے پرنسپل صاحبان اور مفتیٔ سلسلہ احمدیہ ۔

اراکین مجلس ہذا میں اضافہ

بعد جلسہ سالانہ حضور نے علماءِ سلسلہ اور بعض دیگر صاحبان کے مشورہ کے بعد مجلسِ انتخاب خلافت میں ذیل کا اضافہ فرمایا ۔

۱ ۔ امیر مغربی پاکستان ۔ اگر اس کا ایک امیر مقرر نہ ہو تو علاقہ جات مغربی پاکستان کے امراء جو اسوقت چار ہیں ۔

۲ ۔ مشرقی پاکستان کا امیر ۳ ۔ کراچی کا امیر ۴ ۔ تمام اضلاع کے امراء

۵ ۔ تمام سابق اُمراء جو دو دفعہ کسی ضلع کے امیر رہ چکے ہوں ۔ (ان کے اسماء کا اعلان صدر انجمن احمدیہ کرے گی) ۶ ۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان ۷ ۔ ممبرانِ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

۸ ۔ تمام رفقاء کرام ـــــ یعنی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہو اور حضور کی باتیں سُنی ہوں اور حضور کی وفات کے وقت اسکی عمر کم از کم بارہ سال ہو ۔ صدر انجمن بعد تحقیقات سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی ۔

۹ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اوّلین رفقاء میں سے ہر ایک کا بڑا لڑکا ۔ رفقاء اولین سے مراد وہ ہیں جن کا ذکر حضور علیہ السلام نے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب میں فرمایا ۔ (ان کے ناموں کا اعلان بھی صدر انجمن احمدیہ کرے گی ۔)

۱۰ ۔ جن مبلّغین نے کم از کم ایک سال بیرونی ممالک میں تبلیغ کا کام کیا ہو اور بعد میں تحریک جدید نے کسی الزام کے ماتحت انہیں فارغ نہ کر دیا ہو ۔ (ان کو تحریک جدید سرٹیفیکیٹ دے گی اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی)۔

۱۱ ۔ وہ مبلّغین جنہوں نے پاکستان کے کسی صوبہ یا ضلع میں رئیس التبلیغ کے طور پر کم از کم ایک سال کام کیا ہو اور بعد میں صدر انجمن احمدیہ نے کسی الزام کے ماتحت فارغ نہ کر دیا ہو ۔ (انہیں صدر انجمن احمدیہ

سر ٹیفیکیٹ دے گی اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی ۔)

مجلس ہذا کا دستور العمل

حضور نے اس مجلس کا ذیل کا دستور العمل منظور فرمایا :۔

ا ۔ حاضر اراکین مجلس ہذا کا انتخاب جائز ہوگا ۔ غیر حاضر افراد کی غیر حاضری اثر انداز نہ ہوگی ۔

ب ۔ انتخاب کے وقت اور مقام کا اعلان کرنا مجلسِ شوریٰ کے سیکرٹری اور ناظر اعلیٰ کے ذمّہ ہوگا ۔ ان کا فرض ہوگا کہ فوراً اراکین کو اطلاع دیں ۔ بیرونی جماعتوں کو تاروں کے ذریعہ اطلاع دی جائے اور الفضل میں بھی اعلان کیا جائے ۔

ج ۔ نئے خلیفہ کا انتخاب ، مناسب انتظار کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ، بصورت مجبوری زیادہ سے زیادہ تین دن کے اندر ، ہونا لازمی ہے ۔ اس درمیانی عرصہ میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان جُملہ کاموں کو سر انجام دینے کی ذمّہ دار ہوگی ۔

د ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب زندہ ہوں تو اس مجلس کے اجلاس کے وہ پریزیڈنٹ ہوں گے ۔ ورنہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے اسوقت کے سینیئر ناظر یا وکیل اجلاس کے پریزیڈنٹ ہوں گے ۔ (ہر دو انجمنیں فوری طور پر مشترکہ اجلاس کرکے ناظروں اور وکلاء کی سینیارٹی فہرست مرتب کر لیں ۔)

ھ ۔ ہر رُکن مجلس ہذا انتخاب سے پہلے یہ حلف اٹھائے گا :۔

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں خلافتِ احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعتِ مبائعین میں سے خارج کیا گیا ہو ۔ یا اس کا تعلّق احمدیت یا خلافتِ احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو"۔

مُنتخب شدہ خلیفہ بیعت لینے سے پہلے کھڑے ہو کر قسم کھائے کہ :۔

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافتِ احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں ان لوگوں کو جو خلافتِ احمدیہ کے خلاف ہیں ، باطل پر سمجھتا ہوں ۔ اور میں خلافتِ احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کیلئے پوری کوشش کروں گا اور دین کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مَردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا"۔

ز ۔ قواعد بالا کے مطابق مجلس ہذا کے ارکان کی تعداد ڈیڑھ صد کے اوپر ہو جاتی ہے ۔ ان میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی تعداد اتنی قلیل رہ جاتی ہے کہ اسکی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی ۔ ہاں خلیفۂ وقت کا انتخاب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے ایسے

مخلصین سے ہو سکے گا جو مبایعین ہوں اور جن کا کوئی تعلّق غیر مبایعین یا احرار وغیرہ دشمنانِ سلسلہ احمدیہ سے نہ ہو (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اسوقت تک ایسے مخلصین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے ۔)

بنیادی قانون

مذکورہ ساری منظوری کے ساتھ بطور بنیادی قانون کے حضور نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ

"آئندہ خلافت کے انتخاب کے لئے یہی قانون جاری رہیگا سوائے اس کے کہ خلیفۂ وقت کی منظوری سے شوریٰ میں یہ مسئلہ پیش کیا جائے اور شوریٰ کے مشورہ کے بعد خلیفۂ وقت کوئی اور تجویز منظور کرے"۔

حضور کا استصواب

حضور نے اسکے بعد فرمایا کہ بعض جماعتوں نے اپنے نمائندگان سے حلف لیا ہے کہ وہ اس قرارداد کی تائید کریں ۔ بعض نمائندگان نے اس پر بجا طور پر اعتراض کیا ہے کہ ہم نے جو بات اپنے ایمان کے ثابت کرنے کے لئے کرنی تھی وہ حلف کے ذریعہ کروائی جا کر ہمارے ثواب کا راستہ بند ہوتا ہے ۔ سو میں ان کو اس حَلف سے آزاد کرتا ہوں ۔ جو نمائندہ سمجھتا ہے کہ اس قرارداد سے شرارت کا سدِّباب ہوتا ہے وہ اسکی تائید میں رائے دے ۔ جس کے

نزدیک اس قرارداد سے شرارت کا دروازہ کھلتا ہے تو وہ اسکی تائید میں رائے نہ دے ۔ اور یہ ریزولیوشن بار بار شوریٰ کے سامنے آتا رہے گا مثلاً کچھ عرصہ بعد رفقاء نہ رہیں گے ۔ پس حالات کی تبدیلی کے ساتھ درستیاں ہوتی رہیں گی ۔ سرِدست یہ قرار داد شرارت کے فوری سدِّباب کے لئے ہے ۔

استصواب پر تمام حاضر نمائندگان نے اس قرارداد کی تائید کی اسپر حضور نے فرمایا کہ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نظام خلافتِ حقّہ کو احمدیت میں ہمیشہ کے لئے قائم رکھے اور اس نظام کے ذریعہ سے جماعت ہمیشہ اپنے مال و جان کی قربانی دینِ حق اور احمدیت کے لئے کرتی رہے ۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی نُصرت ان کو حاصل رہے ۔ اور دنیا پر احمدیت غالب آجائے اور ہر کہیں لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والے نظر آئیں اور دنیا کے چپّہ چپّہ پر بیوت الذکر بن جائیں اور مبلغ ہو جائیں ۔ وہ خلیفے ہمارے سر آنکھوں پر جو خدائے واحد کے نام کو دُنیا میں پھیلاتے ہیں ۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں ۔ ہمارے دل و دماغ انکے لئے دعا کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو ۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۷ ص ۱ تا ۱۸)

مطالبہ جماعت کراچی

جماعت کراچی کے لئے ایک مُحرّر رکھنے کے لئے بارہ صد روپیہ سالانہ کا

مطالبہ سب کمیٹی کی سفارش سے شوریٰ میں پیش ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعتِ کراچی کی تنظیم کی تعریف فرمائی (جس کے امیر محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب تھے اور یہ تنظیم ان کی قائم کردہ تھی) اور فرمایا:۔

"میں دوستوں کو اس موقعہ پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جماعتِ کراچی نے اپنے چندہ کو آہستہ آہستہ اتنا زیادہ کر لیا ہے کہ اب وہ غالباً سارے بجٹ کا ۱/۶ حصّہ دیتے ہیں ۔ اسلئے اگر اسے اور منظّم کیا جائے تو نقصان کی بجائے فائدہ ہی ہوگا ۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اور ترقّی دے اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالے تو اس کا چندہ کل بجٹ کے تیسرے حصّہ یا نصف پر آ جائے اور وہ کل چندہ عام کا ۱/۶ دیتے ہیں اور چندہ جلسہ سالانہ کا ۱/۵ دیتے ہیں گویا اوسط قریباً ۱/۵ آ جاتی ہے ۔ صرف ایک شہر کا سارے پاکستان کے مقابلہ میں پانچواں حصّہ چندہ دینا بتاتا ہے کہ انہوں نے جماعت کی اچھی تنظیم کی ہوئی ہے ۔ اگر اس تنظیم کو اور بھی مضبوط کر دیا جائے تو چندہ اور بھی بڑھ سکتا ہے ۔ دوسری جماعتوں کو بھی اس جماعت پر رشک کرنا چاہئے ۔ اگر وہ بھی اپنے چندے اس حدّ تک پہنچا دیں تو اس نیک نامی میں وہ بھی شریک ہو جائیں ۔۔ سو جہاں تک عقل کام کرتی ہے یہ تجویز درست ہے کہ جماعتِ کراچی کو ایک کلرک دیا جائے تا تنظیم اور بھی مضبوط بنائی

جاسکے"۔ (شوریٰ کے مشورہ پر حضور نے اسے منظور فرما لیا ۔) (۱)

حضور کے علاج کے بارے تجویز

حضور نے فرمایا کہ

"چوہدری عبد اللہ خاں صاحب لکھتے ہیں کہ میری درخواست ہے کہ صحت کی بحالی کے لئے حضور پھر ایک بار ولایت تشریف لے جائیں ۔ چاہے ولایت میں قیام کا کتنا ہی مختصر وقت ہو"۔

فرمایا کہ پہلے جو میں علاج کے لئے یورپ گیا تھا تو باہر جانے کا مشورہ ڈاکٹروں نے دیا تھا ۔ مثلاً ڈاکٹر ملک صاحب نے جو ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ تھے ۔ انہوں نے مجھے دیکھکر کہا کہ دوائیں اب آپ کو فائدہ نہیں دے سکتیں ۔ یورپ کی آب و ہوا ایسی ہے جس سے آپ کو فائدہ ہوگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہاں پہنچتے ہی میں فوراً کچھ نہ کچھ چلنے پھرنے لگ گیا ۔ اور جسم میں طاقت آگئی ۔ ورنہ میں اسوقت بھی باہر جانے پر راضی نہ تھا ۔

استفسار پر ڈاکٹروں کا یہی جواب آیا ہے کہ زیر استعمال ادویہ سے ہی آرام

---

(۱) ایضاً (صفحہ ۷۲ ، ۷۳) حضور نے فرمایا کہ جماعت کراچی کا چندہ صدر انجمن و تحریک جدید دو لاکھ ساٹھ ہزار ہے ۔ (صفحہ ۱۰۶) محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب شوریٰ کی سب کمیٹی بجٹ کے رکن تھے ۔ اس دفعہ اس کے صدر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ) تھے ۔ (صفحہ ۲۰ ، ۶۲)

ہوگا ۔ بیماری کا باقی حِصّہ دعاؤں کے ساتھ دور ہوگا ۔ اگر خدمتِ سلسلہ کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو وہ سامان کر دیگا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے کہ اِنّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ اَن یُذھِبَ عنکم الرِّجسَ اھلَ البیتِ ویُطَھِّرَکم تطھیرا کہ اے اہلِ بیت اللہ تعالیٰ کا اس کے سوا اور کوئی ارادہ نہیں کہ وہ رِجس کو تم سے اچھی طرح دور کر دے ۔ جب مجھ پر فالج کا حملہ ہوا تو میں نے سمجھا کہ یہ بیماری آئی ہی کئی قسم کا رجس دور کرنے کے لئے ہے ۔ ایک رِجس تو یہ دور ہوا کہ پہلے احمدی سمجھتے تھے کہ میں نے پانچ چھ سو سال زندہ رہنا ہے ۔ ہمیں کوی فکر نہیں ۔ یہ ہمارا کام کرتے رہیں گے ۔ اب انہیں ہوش آگیا کہ ہم بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں ۔

دوسرا رِجس یہ تھا کہ اولاد حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو یہ خیال تھا کہ ہم خلیفہ بنیں گے ۔ اگر میں بیمار نہ ہوتا اور مُلک سے باہر نہ جاتا تو وہ اس دلیری سے آگے نہ آتے ۔ منشاءِ الٰہی یہی ہے کہ وہ ان باتوں سے جماعت کو ہوشیار کرتا رہے ۔ تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ بات اخبار میں شائع ہوتی ہے کہ میری طبعیت اچھی نہیں تو جماعت میں بیداری پیدا ہوتی ہے اور انہیں میری بیماری کا احساس ہوتا ہے ۔ ادھر کچھ دعائیں ہوتی ہیں اور کچھ مُنافقوں کی منافقت ظاہر ہوتی ہے ۔ اب مثلاً جماعت کو اس قسم کے اخلاص دکھانے کا موقعہ ملا اور کل استحکامِ خلافت کے لئے قرارداد پیش کی گئی ۔ گویا اللہ تعالیٰ

نے جماعت سے رِجس دور کر دیا اور جماعت کے اندر یہ احساس پیدا کیا کہ ہم نے خلافت کا جھنڈا ہمیشہ کھڑا رکھنا ہے ۔ سو یہ بیماری محض تطہیر کے لئے ہے تا جماعت کی اصلاح ہو اور ہم سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ خِدمت کرسکیں ۔

اختتامی تقریر !

اختتامی تقریر میں حضور نے فرمایا کہ میں اس دعا کے ساتھ دوستوں کو رخصت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو دعائیں کرنے اور قرآن کریم اور دین پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کا جو عہد آپ نے کیا ہے اسکے پورا کرنے کی توفیق آپ کو اور آپ کی اولاد کو ہمیشہ مِلتی رہے ۔ آپ کوشش کریں کہ آمد اتنی زیادہ ہو کہ فراغت کے ساتھ مقامی جماعتوں اور مرکز کی ضرورتوں کو ہم پورا کرسکیں اور دنیا کو جو دین حق کی پیاس ہے ، اسے بُجھا سکیں ۔ (پھر حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا کی ۔) (۱)

آپ کی وفات کے بارے رؤیا

حدیث المؤمن یَرٰی ویُرٰی لہ کے مطابق حضرت مصلح موعود کے افسر حفاظتِ خاص صوبیدار عبد المنان صاحب نے ۱۰ جون ۱۹۵۹ء کو خواب دیکھا کہ

---

(۱) ایضاً (صفحہ ۱۱۵ تا ۱۲۱) چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب اس شوریٰ میں سب کمیٹی بیت المال کے رکن مقرر ہوئے تھے ۔ (ایضاً ۔ صفحہ ۲۰)

ایک نزدیک والا پُرانا مریض زندہ ہو گیا ہے ۔ موصوف کو اس پر اتنی حیرت نہ ہوئی جتنی کہ دور کے نوجوان مریض کے زندہ ہونے پر ۔ حضور کے معالجِ خصوصی حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے موصوف کو بتایا کہ حضرت خاں صاحب مولوی فرزند علی صاحب اور محترم چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب کی وفات سے یہ رؤیا پوری ہو گئی ہے ۔

اسی طرح صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے صدر مجلسِ کار پرداز ربوہ نے محترم چوہدری صاحب کی وفات سے پہلے یہ عجیب خواب دیکھا کہ ربوہ سے جنوب مغربی جانب اینٹوں کا ایک بھٹہ ہے اسکی لوہے کی اونچی چمنی پہلے ٹیڑھی ہوئی پھر گر گئی ۔ چوہدری صاحب کی وفات کے بعد صوفی صاحب نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ جماعت احمدیہ ایک تربیتی ادارہ کا مقام رکھتی ہے جس میں گویا عمارتِ جماعت کے لئے خام اینٹیں پختہ کی جاتی ہیں ۔ جماعت احمدیہ کی شاخ کراچی اس جماعت میں ایک خاص حیثیت کی مالک تھی اور مرحوم اس جماعت میں بلکہ ساری جماعت میں ایک عالی منصب کے مالک تھے ۔

بیماری کے حالات
اور ربوہ کے لئے اُن کا آخری سفر

مکرم میجر شمیم احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کراچی نے مورخہ ۱۹/۶/۵۹ کو بعد نماز جمعہ احبابِ جماعت کی ایک کثیر تعداد میں جس میں بوڑھے ، جوان ، بچّے اور خواتین سب شامل تھے ، محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم کی بیماری کے حسب ذیل حالات نہایت موثّر طریق پر بیان فرمائے ۔۔۔

محترم چوہدری صاحب کی شدید بیماری کا احساس اس مرتبہ جلسہ سالانہ پر ہوا ۔ اسلئے مکرم و محترم چوہدری محمدؒ ظفر اللہ خاں صاحب نے تجویز فرمایا کہ مکرم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب ملازمت سے استعفیٰ دیکر ان کے ہمراہ یورپ چلیں تاکہ وہاں ان کا باقاعدہ علاج ہو سکے ۔ لیکن ۔۔۔ (مرحوم نے) اسے منظور نہ کیا ۔ اور ملازمت سے استعفیٰ دیکر جانے کے لئے رضا مند نہ ہوئے ۔

فروری کے وسط میں ان کی بیگم صاحبہ کی شدید بیماری کی اطلاع لاہور سے آئی ۔ محترم چوہدری صاحب اس وقت حیدر آباد میں اپنی ملازمت پر تھے ۔۔۔ وہاں سے سیدھا لاہور تشریف لے گئے ، وہاں انہیں ۱۶ فروری کی شب کو ایک بجے پیٹ میں نہایت سخت درد اٹھا ۔ ڈاکٹر اکرام صاحب اور ڈاکٹر پیرزادہ نے معائنہ کیا ڈاکٹر پیرزادہ صاحب نے ۔۔۔ اس خدشہ کا اظہار کیا کہ کہیں کینسر نہ ہو ۔ ۸ مارچ تک لاہور میں علاج ہوتا رہا ۔

مارچ کے شروع میں حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کراچی تشریف لے گئے ۔ اب مکرم چوہدری صاحب کو یہ کب گوار تھا کہ حضور پُرنور کراچی میں قیام فرما ہوں اور وہ خود لاہور میں صاحبِ فراش ہوں ۔ اس لئے باوجود طبعیت ناساز ہونے کے کراچی تشریف لے آئے اور جب جماعت کراچی کو ملاقات کا شرف بخشا تو چوہدری صاحب مرحوم اس ملاقات کے موقع پر موجود تھے ۔ دوسرے دن حضور پُرنور کی واپسی تھی ۔ حضور کی واپسی کے بعد چوہدری صاحب کی صحت زیادہ خراب ہوگئی ۔ اور وہ کچھ دن کراچی میں ٹھہر کر ۱۵ مارچ کو حیدر آباد اپنی ملازمت پر تشریف لے گئے ۔ وہاں انہیں بُخار اور تھکاوٹ کی شکایت رہنے لگی اور یہ تکلیف بڑھتی چلی گئی ۔ یہاں تک کہ وہ ۲۲ مارچ کو کراچی واپس تشریف لے آئے ۔ انہیں دنوں ان کا تبادلہ بھی حیدر آباد سے کراچی ہو گیا ۔ اور انہوں نے کراچی میں چارج لے لیا ۔ ۲۹

ہے اگر تم خزانے بھی خرچ کرتے تو یہ چیز نہ حاصل کر سکتے ۔

۲۵ مئی کو طبعیت قدرے بہتر تھی ۔ اسی دن مکرم صاحبزادہ میاں مظفر احمد صاحب تشریف لائے ۔ چوہدری صاحب برآمدہ میں بیٹھکر دیر تک گفتگو کرتے رہے ۔ البتہ بدن میں دردوں کی شکایت کرتے رہے ۔ اور فرمایا کہ اگر یہ دردیں ہٹ جائیں تو میں کھڑا ہو سکتا ہوں ۔ دوسری صبح طبعیت پھر خراب ہو گئی ۔ بے چینی اور غنودگی بڑھ گئی ۔ ساڑھے دس بجے ناشتہ کیا اور اس کے فوراً بعد تقریباً بے ہوشی طاری ہو گئی ۔ شام کے وقت جسٹس خورشید زمان صاحب کلیمز کمشنر انہیں دیکھنے کے لئے تشریف لائے ۔ اسوقت بھی بے ہوشی کی کیفیت تھی ۔ ڈاکٹروں نے اس دن صاف طور پر کہہ دیا کہ جگر اور گُردوں کا فعل تقریباً بند ہو چکا ہے اسلئے کوئی اُمید نظر نہیں آتی ۔ ۲۷ مئی کو انہیں پانچ خون کی اجابتیں ہوئیں ۲۸ مئی کو پھر خون دیا گیا جس سے طبعیت قدرے سنبھل گئی ۔

۳۰ مئی کو طبعیت پھر بے حد خراب ہو گئی اور یکم جون کو سانس کی تکلیف شروع ہو گئی ۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ دِل پر بھی اثر ہو رہا ہے ۔ مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب (برادرزادہ علامہ اقبال) کے ذمہ یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ روزانہ آخری ڈاک سے بیماری کے تفصیلی حالات مکرم و محترم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب کی خدمت میں بھیجتے تھے ۔ اور اُن سے مشورہ طلب کرتے تھے ۔

مارچ کو ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نے معائنہ کے بعد پیراٹائیفائیڈ تشخیص کیا اور اس کا علاج شروع ہوا ۔ لیکن چونکہ مرض میں کوئی افاقہ نہیں ہوا اسلئے ۷ اپریل کو کرنل سرور صاحب کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ مرض کی صحیح تشخیص کے لئے ٹیسٹ ضروری ہیں ۔ اسلئے اس غرض کیلئے آپ ۱۳ اپریل کو جناح ہسپتال میں داخل ہو گئے ۔ تقریباً ایک ہفتہ وہاں رہے ۔ لیکن اس دوران میں طبعیت اور زیادہ خراب ہو گئی مجبوراً جناح ہسپتال کو چھوڑ کر ۲۰ اپریل کو امریکن ہسپتال میں داخلہ لینا پڑا ۔ ۲۰ اپریل سے ۲۲ مئی تک وہاں مختلف علاج ہوتے رہے ۔ لیکن مرض میں کوئی افاقہ نہیں ہوا ۔ ۲۲ مئی کو حالت اسقدر نازک ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے فوری طور پر خون دینے کا مشورہ دیا ۔

اس امر کی اطلاع فوری طور پر جماعت میں کر دی گئی اور گو یہ اطلاع رات کے وقت ملی اور سب تک یہ اطلاع پہنچ نہ سکی ۔ لیکن پھر بھی ڈیڑھ صد سے زائد احباب جن میں بیشتر نوجوان تھے ، صبح ہی ہسپتال پہنچ گئے ۔ ہسپتال والے اس نظارہ پر خود حیران تھے ۔ کہ ایک آدمی کو خون دینے کو اتنی کثیر تعداد میں افراد فوری طور پر کیسے جمع ہو گئے ۔ ان میں سے چار یا پانچ کا خون جو موافق تھا لیا گیا ۔ باقیوں کو اس بات کی حسرت تھی اور وہ افسوس کر رہے تھے کہ ان کا خون کیوں نہیں لیا گیا ۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ اس اخوت اور محبت کے نظارے صرف الہیٰ جماعتوں میں ہی نظر آسکتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جو باہمی الفت اور محبّت ہم نے تمہارے دلوں میں ڈال دی

اسی دن محترم چوہدری صاحب کی طرف سے خط موصول ہوا جس میں انہوں نے وہاں کے ماہرین ڈاکٹروں کی رائے تحریر فرمائی تھی کہ یہ کینسر ہی ہے ۔ اور ان حالات میں مریض کو باہر بھیجنے کا خیال ترک کر دیا جائے ۔

۳ جون کو پھر خون کے چار دست آئے ۔ ۴ جون کو عام حالت اچھی معلوم ہوتی تھی ۔ اس دن محترم شیخ بشیر احمد صاحب (سابق امیر جماعت لاہور) کے عہدہ یعنی جج ہائی کورٹ پر فائز ہونے کے بارے میں خبر شائع ہوئی تھی ۔ اس کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور ان کی تعریف کی ۔ ۵ جون کو پھر حالت خراب ہو گئی ۔ خون کے تین دست ہوئے ۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ پھیپھڑوں پر اثر ہے اور دِل پر بھی ۔ ہچکی شروع ہو گئی ۔ ۶ جون کو حالت قدرے بہتر ہو گئی ۔ اس دن مکرم و محترم چوہدری محمدؒ ظفر اللہ خاں صاحب کو بار بار یاد کرتے رہے اور کہتے تھے کہ وہ نہیں آئے ۔ دوسرے روز حالت پھر خراب ہو گئی ۔ اسی روز صُبح جماعت کے انتخابات میں جماعت نے آپ کو اپنا امیر منتخب کیا تھا ۔ جس کی اطلاع ملنے پر فرمایا ۔ اچھا ۔ ۸ تا ۱۲ جون حالت تشویشناک رہی ۔ پھر خون دیا گیا ۔ ۱۲ جون جمعہ کی شب حالت خطرناک تھی اسلئے جماعت کے کئی دوست ہسپتال میں موجود رہے ۔

۱۳ جون کو ایک بجے تک وہی حالت تھی ۔ ایک بجکر پچاس منٹ پر حالت خراب ہونے لگی ۔ جو رشتہ دار وہاں موجود تھے جمع ہو گئے ۔ دو بجے تک قوت شناخت موجود تھی ۔ پھر نبض گرنے اور آنکھوں کی روشنی ختم

ہونے لگی ۔ بار بار ہاتھ اُٹھاتے تھے ۔ ڈھائی بجے لمبے لمبے سانس لینے شروع کئے ۔ اور دو بجکر تینتیس منٹ پر ایک لمبا سانس لیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی ۔ انّاللہ و اناالیہ راجعون ۔

طے ہوا کہ موسم کے پیش نظر آج ہی جنازہ ربوہ لے جایا جائے ۔ غسل دینے تابوت تیار کرنے ، ریل وغیرہ اور اطلاعات دینے کے انتظامات فوری طور پر کئے گئے ۔ کوٹھی پر چھ بجے نماز جنازہ مکرم مولوی عبد المالک خاں صاحب مربی نے ایک کثیر تعداد احباب کے ساتھ ادا کی ۔ دس منٹ بعد جنازہ روانہ ہوا بیشتر احباب موٹروں پر سوار تھے ساڑھے چھ بجے سٹیشن پر پہنچے اور جنازہ ٹرین میں رکھا گیا ۔ اقارب کے علاوہ جماعت کے نمائندگان مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر مکرم میجر شمیم احمد صاحب جنرل سیکرٹری اور مکرم سید مقبول محمود صاحب یہ کل پندرہ افراد جنازہ کے ساتھ اس آخری سفر میں ہمراہ گئے ۔

۱۴ جون کو ربوہ پہنچے ۔ ہزاروں کی تعداد میں احباب اسٹیشن پر جمع تھے ۔ جنازہ کوٹھی محترم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب رکھا گیا ۔ جہاں خواتین ربوہ اس کثرت سے جمع تھیں کہ شاید ہی کسی گھر کی نہ آئی ہوں ۔ غم کے اس موقع پر بزرگوں اور بھائیوں کا اس کثرت سے شریک غم ہونا اس باہمی اُلفت کی یاد تازہ کراتا تھا ۔ جس کا ذکر کلام الہیٰ میں آتا ہے ۔ احباب نے

جماعت کراچی کی اس کوشش پر اطمینان کا اظہار کیا کہ جنازہ ربوہ بھجوانے کے لئے اتنی جلدی تین چار گھنٹے میں انتظامات مکمل کر لئے گئے تھے ۔ ہزاروں احباب کی معیّت میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے نماز جنازہ ادا کی اور جنازہ کو دور تک کندھا دیا اور اپنی خاص نگرانی میں تدفین مکمل کروائی ۔ مرحوم کی نمایاں خدمات کے پیش نظر ان کو قطعۂ رفقاء میں دفن کیا گیا ۔ آٹھ بجکر چالیس منٹ پر افراد خاندان حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لحد میں اُتارنے میں حصّہ لیا ۔ اور آپ نے ہی قبر تیار ہونے پر دعا کرائی ۔

مرحوم عیادت کے لئے آنے والے ہر شخص کو دعا کے لئے تاکید کرتے تھے ۔ کبھی مایوسی ظاہر نہیں کی ۔ جب بھی ہم جاتے تو تیمم کرتے پائے گویا آپ ہر وقت با وضو رہنے کی کوشش کرتے تھے ۔ آپ کو ایک ہفتہ پہلے اپنی حالت کے تشویشناک ہونے کا علم ہو گیا تھا اسلئے اکثر فرماتے تھے کہ مجھے بے بے جی (والدہ ماجدہ) کے پاس جانے دو ۔ انہی دنوں آپ نے اپنے فرزندان کو بُلا کر پیار کیا اور نصیحت کی کہ باہم پیار و محبت سے رہنا اور والدہ کی خدمت کرنا ۔ پھر بچوں کی والدہ صاحبہ کو بلا کر نصیحت کی کہ بچّوں کا خیال رکھنا اور انہیں محبّت و پیار سے رکھنا ۔

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر نے تیمارداری اور دیگر ہر طرح خدمات بجا لانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا ۔ مکرم شیخ صاحب اور مکرم

شیخ اعجاز احمد صاحب کے بارے مرحوم خصوصیت سے روزانہ دریافت کرتے تھے ۔ ان میں سے کوئی اتفاقاً نہ آتا یا دیر سے آتا تو آپ وجہ معلوم کرتے تھے ۔ میں بھی اپنے وقت کا زیادہ سے زیادہ حصّہ مرحوم کے پاس حاضر رہتا ۔ لیکن آخری گھڑیوں میں موجود نہیں تھا ۔ مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب موجود تھے اور آخری خدمت انہوں نے ہی سر انجام دی تھی ۔

ڈیڑھ صد سے زائد نوجوانوں نے اپنے تئیں پیش کیا ۔ ٹیسٹ کے مطابق بیس کا خون فی کس دس چھٹانک لیا گیا ۔ دعائیں اور خدمت کرنے والے قابلِ شکریہ ہیں ۔ محمود الحسن صاحب (کرنل) بھی قابلِ شکریہ ہیں جن سے قدم قدم پر مشورہ لیکر فائدہ اٹھایا گیا ۔ چوہدری صاحب کے فرزندان نے خدمت بجا لانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور خدمت کا پورا حق ادا کیا ۔ وہ ساری ساری رات مرحوم کے پاس کھڑے کھڑے گزار دیتے اور ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہ کرتے تھے ۔

ایم شمیم احمد صاحب نے آخر یہ فرمایا کہ محترم چوہدری صاحب کو زندہ رکھنے کا واحد طریق یہ ہے کہ جماعت کراچی اخلاص ، قربانی اور تنظیم میں پہلے سے بڑھ کر نمونہ دکھائے ۔ خلافت سے وابستگی ، قربانی اور اخلاص کی روح جماعت میں زندہ رکھنے کے لئے مرحوم آخر تک جدوجہد کرتے رہے ۔ پس اگر ہم ان کی روح کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ جس مقام پر آپ نے جماعت کو قائم کیا تھا اس کا قدم اس مقام سے نیچے نہ گرے اور اللہ تعالیٰ

کے فضل سے جماعت دن دونی اور رات چوگنی ترقّی کرتی جائے اور بالآخر اس مقصد کو حاصل کر لے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے ۔ اٰمین ثمّ اٰمین ۔

مکرم ایم شمیم صاحب کی یہ درد انگیز تقریر ایک گھنٹہ جاری رہی ۔ اکثر حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ۔ بچوں اور خواتین تک روتے تھے ۔ (الفضل ۲۸ جون ۱۹۵۹)

جو اپنی ذات میں اِک انجمن تھا

محترم ثاقب زیروی صاحب نے اپنے رسالہ "لاہور" میں اپنے ذیل کے "دستخطی اداریہ" میں اپنے انتہائی ہم و غم کا اظہار فرمایا :۔

"یہ تین چار ہفتوں ہی کا تو ذکر ہے ۔ میں نے قارئین "لاہور" کی خدمت میں لاہور کے ایک دیرینہ کرم فرما اپنے محبوب و شفیق "بھائی جان" حضرت "ابو حمید ظفر" (چوہدری عبد اللہ خاں) کیلئے ۔ یعنی

ایک ایسے انسان کے لئے جو سرتا پا التفات تھا ۔

ایک ایسے دوست کیلئے جس کے دل کو محبّت ، درگذر اور دلداری کا مرقّع کہیئے ۔

ایک ایسے بھائی کیلئے جسے مروّت و اخوّت کا نمونہ جانیئے ۔

ایک ایسے باپ کیلئے جس کا ہر فقرہ اور ہر تلقین دردمندانہ چشم پوشیوں

اور دینداراند تربیتوں میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی ۔

ایک ایسے مُربّی کیلئے جس نے ہر وقت ہر محتاج کی ہر احتیاج کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ۔

ایک ایسے بزرگ کے لئے جس کا لفظ لفظ شفقت و حوصلہ افزائی میں ہوتا تھا ۔ جو یاروں کا یار تھا ۔ دوستوں کا غمگسار اور اہلِ علم و ادب کا پرستار و جاں نثار ۔

جس کے دِل میں دینِ حق اور خُدائے اسلام کے پیاروں کیلئے بے پناہ محبّت اور غیرت و حمیّت تھی ۔

جو دین و مِلّت کے دشمنوں کا (مقابلہ) ہمیشہ رات کے تیروں ۔ تہجّد کی دعاؤں سے کرنے کا قائل تھا ۔

جسے تلاوتِ کلامِ پاک کا عشق اور سیّد وُلدِ اُدم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود بھیجنے کا لپکا تھا اور

جس کی دعائیں اولاد ۔ اعزّہ و اقارب ۔ دوستوں اور نیاز مندوں کے لئے مصائب میں ڈھال کا کام دیتی تھیں ۔

دعائے صحّت کی درخواست کی تھی ۔

مگر یہ خبر روح فرسا بھی ہے ، دلگداز بھی کہ ہم سب کی دعائیں اور التجائیں قضاء و قدر کی مصلحتوں کو تبدیل کر سکنے کے لئے ناکافی ثابت ہوئیں اور وہ تین چار ماہ کی مسلسل علالت کے بعد ۱۳ (تیرہ) ماہِ رواں کو اس دارِ

فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی کے دربار میں پہنچ گیا ۔ انّا اللہ و انّا الیہ راجعون ۔

اب نہ قہقہے ہیں ، نہ وہ زمزمے ، نہ وہ چہچہے ، نہ وہ خرامِ ناز ۔ نہ محبتیں ، نہ شفقتیں ۔ بس سینکڑوں مَن مٹّی کا ایک ڈھیر ہے جسے دیکھ دیکھ کر ہمیں نہ جانے کب تک غم و الم کے آنسو بہانا ہوں گے ۔ ع

آسماں اُس کی لحد پر شبنم افشانی کرے

اللہ اُسے قبول کرے ۔ اُس کی لغزشوں کو نظر انداز کرے ۔ اُسے اپنے قُربِ حقیقی سے نوازے ۔ اُس کی نشانیوں کو اسکے اوصافِ حمیدہ سے متّصف کر کے اُن کی زندگیوں کو کامران بنائے اور اس کے ہر وارفتہ اور چاہنے والے کے دِل کے زخموں کو اپنے فضل و برکت کی مرہم سے مندمل کر دے ۔ اٰمین ثمّ اٰمین

خاکسار

ثاقب زیروی ۱۷ جون ۵۹ (۱)

---

(۱) ہفت روزہ "لاہور" ۔ لاہور بابت ۲۲ جون ۱۹۵۹ء

”چوہدری عبد اللہ خاں صاحب وفات پا گئے“

”انا للہ وانا الیہ راجعون“

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّظلّہ العالی)

کراچی سے بذریعہ فون اطلاع ملی ہے (کہ) آج بعد دوپہر چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی (جو ایک طرح سے پیدائشی رفیق تھے) وفات پاکر اپنے آسمانی آقا یعنی خدائے غفور و رحیم کے حضور پہنچ گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون وکلّ من علیھا فان ویبقٰی وجہُ ربّک ذوالجلال والاکرام ۔ چوہدری صاحب چھ سات ماہ سے مرض کینسر یعنی سرطان میں مبتلا تھے ۔ اور گو شروع میں ان کی بیماری کی معیّن تشخیص نہیں ہوسکی ، لیکن اب قریباً دو ماہ سے سب ڈاکٹروں کا اتّفاق ہوگیا تھا کہ انکی بیماری کینسر ہی تھی ۔ اور چند ہفتوں سے تو ڈاکٹروں نے ظاہری حالات کے ماتحت جواب ہی دے دیا تھا ۔

بہرحال احمدیت کا یہ قابلِ فخر نوجوان ہمارے دل کو حزیں بنا کر ہم سے جُدا ہوگیا ۔ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم ، محترم چوہدری ظفر اللہ خاں

صاحب کے چھوٹے بھائی اور چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے بڑے بھائی تھے اور اپنے اِخلاص اور فِدائیت اور قربانی اور انتظامی قابلیت میں اکثروں کے لئے ایک قابلِ رشک نمونہ تھے ۔ ان کی کراچی کی خدمات خصوصیت سے بہت ممتاز ہیں ۔ جہاں انہوں نے ایک نسبتاً کمزور جماعت کو پایا اور دیکھتے ہی دیکھتے خدا کے فضل اور نصرت سے اسے ہر جہت سے ایک مثالی جماعت بنا دیا جو اپنی تنظیم اور اخلاص اور مالی قربانی میں پیش پیش ہے ۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے اور ان کی رفیقۂ حیات عزیزہ آمنہ بیگم سلّمھا اور (جو عزیز مظفّر احمد کی رضاعی بہن ہیں) ان کی اولاد اور دیگر عزیزوں کا اور جماعت کراچی کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو ۔ آمین ۔

اے خُدا بر تُربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کُن از کمالِ فضل در بیت النّعیم

خاکسار

مرزا بشیر احمد ۔ ربوہ (۱)

۱۳-۶-۵۹

---

(۱) ضمیمہ الفضل ۱۴ جون ۱۹۵۹ء ۔ جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی صحت کے متعلق دو دن کی اطلاعات پر مشتمل شائع کیا گیا تھا جو فون پر محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منوّر احمد صاحب نے پہنچائی تھی ۔

بہشتی مقبرہ میں تدفین

"خدمت و فدائیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے والے احمدیت کے قابلِ قدر فرزند" ۔ "چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم کی نعش کو مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا" ۔ "نماز جنازہ اور تدفین میں ربوہ اور دور و نزدیک کی جماعتوں کے ہزارہا احباب کی شرکت" کے جلی سہ عنوانات کے تحت مؤقر الفضل میں مرقوم ہوا :۔

ربوہ ۱۵ جون ۔ محترم جناب چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی کی نعش کو کل مورخہ ۱۴ جون بروز ہفتہ مغرب کے بعد مقبرہ بہشتی کے قطعۂ خاص میں غمناک آنکھوں اور محزون قلوب کے درمیان سپرد خاک کر دیا گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ نماز جنازہ و تدفین میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد ۔ رفقاء کرام ۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر ، وکلاء صاحبان اور ربوہ کی بہت کثیر تعداد کے علاوہ دور و نزدیک کی جماعتوں کے احباب بکثرت شریک ہوئے ۔

جیسا کہ ضمیمہ الفضل مورخہ ۱۴ جون میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

مدظلہ العالی کی طرف سے قبل ازیں شائع ہو چکا ہے محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم نے کئی ماہ کی علالت کے بعد مورخہ ۱۳ جون ۱۹۵۹ء کو آڈھائی بجے بعد دوپہر کراچی کے امریکن ہسپتال میں وفات پائی تھی ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۵۷ (ستاون) سال تھی ۔۔۔ جنازہ ہسپتال سے آپ کی کوٹھی واقعہ ہاؤسنگ سوسائٹی لایا گیا ۔ جہاں غُسل اور تجہیز و تکفین کے بعد پونے چھ بجے شام کے قریب مولوی عبد المالک خاں صاحب مربّی سلسلہ احمدیہ کراچی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں جماعتِ کراچی کے احباب ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے ۔ بعد ازاں اسی روز سات بجے شام جنازہ چناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی سے ربوہ روانہ ہوا ۔ اور دوسرے روز یعنی ۱۴ جون کی شام کو ربوہ پہنچا ۔ آپ کے افرادِ خاندان کے علاوہ جماعت احمدیہ کراچی اور مجلسِ خدّام الاحمدیہ کراچی کے نمائندے بھی احتراماً جنازے کے ساتھ تھے ان میں سے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت کراچی تو بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سے ہوتے ہوئے شام سے قبل ہی ربوہ پہنچ گئے تھے ۔ اور مکرم میجر شمیم احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی اور مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی کے نمائندے مکرم مقبول محمود صاحب جنازے کے ہمراہ بذریعہ ٹرین ربوہ آئے ۔

یہاں ریلوے اسٹیشن پر ربوہ ، چنیوٹ ، احمد نگر ، لاہور ، سیالکوٹ ، ڈسکہ ، شیخوپورہ ، لائل پور اور بہت سی دیگر جماعتوں کے احباب ہزاروں کی

تعداد میں پہلے سے موجود تھے ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد ، رفقاء کرام اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کے علاوہ امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّظلّہ العالی ، محترم نواب محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب ، محترم جناب مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ ۔۔۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ، محترم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ، محترم پروفیسر قاضی محمدؐ اسلم صاحب صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی ، محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور محترم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ بھی اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے ۔ اسٹیشن سے جنازہ محترم جناب چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی لے جایا گیا ۔ ۔۔۔ نماز مغرب کے بعد ساڑھے آٹھ بجے کے قریب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّظلّہ العالی کے مکان کے سامنے والے میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی ۔ جو خود حضرت میاں صاحب ۔۔۔ نے پڑھائی جس میں دور و نزدیک کے ہزارہا احباب شریک ہوئے ۔ حضرت میاں صاحب موصوف نے جنازے کو دور تک کندھا بھی دیا ۔ جنازے کے ہمراہ مقبرہ بہشتی بھی تشریف لے گئے ۔ اور تدفین مکمّل ہونے تک وہیں موجود رہے ۔ اور خاص اپنی نگرانی میں تدفین مکمّل کرائی ۔ سلسلہ احمدیہ کے لئے محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم کی نمایاں خدمات کے پیش نظر آپ کو مقبرہ بہشتی کے قطعۂ خاص میں سپرد خاک کیا گیا ۔ نعش کو لحد میں اتارنے

میں حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے افراد کے علاوہ خود حضرت میاں صاحب مدّظلّہ نے بھی حصّہ لیا ۔ قبر تیار ہونے پر آپ ہی نے دعا کرائی"۔ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۵۹)

نقل کتبہ

مزار

چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب

امیر جماعت احمدیہ کراچی

ولادت ۴نومبر ۱۹۰۱ء پیدائشی احمدی

وفات ۵۹/۶/۱۳ عمر ۲/۱/۵۷ سال

نمبر وصیت ۳۲۶۴

بہت مخلص ۔ فدائی ۔ اور بڑی انتظامی قابلیت کے مالک اور سلسلہ کے ممتاز خادم تھے ۔

(۱) الفرقان میں تعزیتی تذکرہ

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے رقم فرمایا :۔

"حضرت چوہدری صاحب موصوف ایک پُرجوش اور دُور رس مُخلص دیندار وجود تھے ۔ اگرچہ وہ آخری دن تک سرکاری ملازمت میں رہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کا وہ خاص فضل جو حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے گھرانے پر ہو رہا ہے ، اس میں سے دین کا ایک نمایاں حصّہ

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کو بھی نصیب ہوا ۔

"آپ کی طبعیت میں نمود و نمائش سے نفرت تھی ۔ طبعیت میں شگفتگی اور زندہ دلی تھی ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ دینی غیرت بھی بہت غالب تھی ۔ کمزور اور نحیف جسم کے باوجود روح کی بالیدگی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو ہر موقعہ پر نمایاں خدمتِ سلسلہ کا موقعہ مِلا ۔

"مجھے حضرت چوہدری صاحب سے بہت دیرینہ تعلّق ہے ۔ اور اس سارے تعلّق کی بنیاد باہمی جذبۂ خدمتِ دین پر تھی ۔ جب میں فلسطین گیا تھا (۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۶ء) تو محترم چوہدری صاحب نے ایک خوبصورت جانماز تُحفتاً پیش کیا اور کہا کہ نمازوں میں میرے لئے دعا کرتے رہیں ۔

یہ بات بہت رنج دہ ہے کہ حضرت چوہدری صاحب مرحوم کو لمبی بیماری کے ساتھ آخری مہینوں میں بہت ذہنی کوفت بھی اٹھانی پڑی ان کی اہلیہ محترمہ اور سعادت مند بچّوں نے حضرت چوہدری صاحب کی بیماری میں مثالی رنگ میں ان کی خِدمت کی ہے ۔

جماعت احمدیہ کراچی کے خاص امتیازی مقام میں چوہدری صاحب مرحوم کا بہت ہی نمایاں حصّہ ہے ۔ ان کا یہ صدقہ جاریہ ان کے لئے ہمیشہ موجبِ ثواب ہو گا ۔

ارحم الرّاحمین کی بارگاہ میں عاجزانہ عرض ہے وہ اپنے بندے عبد اللہ خاں کو قربِ خاص عطا فرمائے اور دین کے غیّور خادموں میں جنّۃ الفردوس

میں بلند مرتبہ بخشے اور ان کی اہلیہ اور بچوں کو اپنے فضلوں سے نوازے ۔ آمین یا ربّ العٰلمین" ۔(۱)

(۲) تعزیتی قرارداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ

"محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی سلسلہ کے نہایت مخلص اور ممتاز فرد تھے ۔ کئی سالوں سے وہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر اور جماعت احمدیہ کراچی کے امیر کی حیثیت سے سلسلہ کی نمایاں خدمات بجا لا رہے تھے ۔ ان کی وفات یقیناً ہم سب کے لئے بہت بڑے صدمہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

ہم ممبرانِ صدر انجمن احمدیہ ان کی وفات پر دِلی افسوس اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے ۔ اور اپنے خاص قُرب سے نوازے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ۔ آمین"۔(۱)

---

(۱) رسالہ الفرقان بابت جولائی ۱۹۵۹ء (صفحہ ۶۴)

زیر عنوانات "کل من علیھا فانٍ و "حضرت چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی"

(۱) الفضل ۲۱ جون ۱۹۵۹ء ۔

(۳) مجالس خدّام الاحمدیہ کی تعزیتی قراردادیں

مجالسِ خدّام الاحمدیہ انور آباد ، راولپنڈی ، سکھر اور کراچی نے مرحوم اور مرحوم کے اہل و عیال کے لئے دعائیں کرتے ہوئے تعزیتی قراردادیں منظور کیں ۔ جن سے عیاں ہوتا ہے کہ نوجوان طبقہ مرحوم کی دینی خدمات سے بہت متاثّر تھا ۔

— مجلس انور آباد (سندھ) آپ کی زندگی بھر کی قربانی ، اخلاص اور خدمت دین کا شاندار نمونہ جماعت کے تمام نوجوانوں کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ ثابت ہوگا ۔

— مجلس راولپنڈی ۔ آپ جماعتِ احمدیہ کے ایک ممتاز فرد تھے ۔ اور آپ نے جماعت کراچی کو دیگر جماعتوں سے ایک ممتاز مقام پر قائم کیا ۔

— مجلس سکھر ۔ آپ کی وفات سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خصوصًا جماعت کراچی کے لئے ایک بھاری نقصان ہے ۔ آپ نے اپنی امارت کے دوران جماعت کراچی کو حسنِ تنظیم سے ایک بہت بلند مقام پر قائم کیا اور مجلس کراچی نے آپ ہی کی تربیت اور حوصلہ افزائی کی وجہ سے روز بروز ترقّی کی ہے اور کرتی جا رہی ہے ۔ نیز اس مجلس نے جملہ مجالس میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہوا ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی جماعت کراچی کی ترقی کو دیکھکر خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور حضور کو اس جماعت سے بہت سی امیدیں وابستہ

ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ احمدی نوجوانوں کو چوہدری صاحب موصوف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے ۔ آمین ۔

— قرارداد مجلس کراچی ۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا یہ ہنگامی اجلاس منعقدہ احمدیہ بیت الذکر مارٹن روڈ اپنے شفیق و مہربان اور ہمدرد سرپرست و امیر جماعت احمدیہ کراچی مکرم محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کی وفات پر اپنے قلبی رنج و الم اور گہرے صدمہ کے جذبات کا اظہار کرتا ہے ۔ ایک طویل علالت کے بعد محترم امیر صاحب ۱۳ جون ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ آڈھائی بجے بعد دوپہر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور اس کے قادر و مالک ہونے پر یقین رکھتے ہوئے مجلس یہ محسوس کرتی ہے کہ محترم امیر صاحب کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جسے بظاہر پُر کرنا مشکل نظر آتا ہے ۔ خاص طور پر مجلس کا ہر خادم یہ احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج اُن سے اُن کی ایک ایسی پیاری ہستی جُدا ہوگئی ہے ۔ جس نے انہیں نہ صرف یہ کہ ایک معمولی مجلس سے اٹھا کر اس بلند مقام تک پہنچا دیا ۔ بلکہ ہر مشکل میں ان کے لئے کام کے راستہ کو ہموار رکھا ۔

مجلس یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ آج اُن کا ایک ایسا رفیق ان سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جُدا ہوگیا ہے جو باوجود عُمر کے فرق کے دن رات اُن کے کاموں میں ان کے ساتھ شریک تھا ۔ ایک ایسا غمگسار ان سے علیحدہ ہوگیا

ہے جس نے سارے غم خود لے کر ساری خوشیاں انہیں دیدی تھیں ۔

آج مجلس ایک ایسے واسطہ سے محروم ہو گئی ہے کہ جس کے ذریعہ وہ اپنے پیارے امام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس قدر قریب ہو گئی تھی کہ وہ فاصلہ کی دوری کو بھی محسوس نہیں کرتی تھی ۔ آج ایک ایسا امیر ہم سے جُدا ہو گیا ہے جس پر ہم کو فخر تھا اور جسے ہم پہ ناز تھا ۔ آج اس وجود کو اپنے میں نہ پاکر ہمارے دل اس قادر مالک خدا تعالیٰ کے حضور جُھکتے ہیں جس نے احمدیت کی نعمت سے ہمیں نوازا ہے اور دعا گو ہیں کہ وہ اپنی اَن گِنت رحمتیں اور برکتیں چوہدری صاحب مکرم پر نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں انہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب عطا فرمائے اور جماعت احمدیہ کراچی بلکہ جماعت ہائے احمدیہ کو اس قدر عبد اللہ خاں عنائت فرمائے ۔ کہ احمدیت کی منزل پر اپنے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت اور راہ نمائی میں ہم کم سے کم وقت میں پہنچ جائیں"۔ آمین ! اللّٰھم امین !!

(۵) ممبرانِ مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی کا عزم

"آج جبکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات جماعتی لحاظ سے ایک عظیم خَلا اور جماعتِ احمدیہ کراچی

کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے ۔ ہم ممبران مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی یہ عزم کرتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ محترم چوہدری صاحب کا سا کردار ، اسلام و احمدیت کے لئے ایثار و قربانی اور سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچّی فدائیت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اور قومی عظمت اور کامیابی کے لئے اپنے اندر صِدق ، صبر ، جفاکشی ، محنت و مشقّت ، فعّالیّت ، حرکت پذیری اور صفاتِ ایمانی پیدا کرنے کے لئے جدّوجہد کریں گے اور کرتے رہیں گے ۔ خدا تعالیٰ ہم کو توفیق بخشے ۔ اٰمین اللّٰھمّ اٰمین"۔

معتمد مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی (۱)

---

(۱) ماہنامہ خالد بابت جولائی ۱۹۵۹ء (صفحہ ۳۰ تا ۳۲)

(٦) محترم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب
کا
ایک مکتوب گرامی

ہیگ

۱۲ جولائی ۱۹۵۹ء

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز عبد اللہ خاں کی وفات پر آج ایک مہینہ گزرتا ہے ۔ اس صدمہ پر تعزیتی مُراسلات کا سلسلہ جاری ہے ۔ خاکسار بزرگان و احباب کی ہمدردی کا نہایت ممنون ہے اور ان سے عُذر خواہ ہے کہ فرداً فرداً اُن کی خدمت میں شکریہ گزارش نہیں کر سکتا ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

عبد اللہ خاں کی بیماری کے دوران میں عزیزوں ، دوستوں اور جماعت کراچی نے جس اخلاص ، ایثار اور فدائیت کا ثبوت دیا اور اس کی وفات کے بعد جن جذبات کا اظہار بزرگان اور احباب اور جماعتوں کی طرف سے ہو رہا ہے ، وہ خاکسار کے دِل میں رقّت اور امتنان کا ایک دریا جاری رکھتے ہیں اور فَاَلّف بین قلوبکم فاصبحتم بِنِعْمَتِہٖ اخوانا کی حقیقت کو روشن کرتے رہتے ہیں ۔ اور اس

نعمت کا جو آج ہمیں خاتم الأنبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم الخلفاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ذریعے پھر سے نصیب ہے ، شکر واجب کرتے رہتے ہیں ۔

میں اگرچہ مصروف ہوں اور طبعیت پر ابھی پورا ضبط بھی نہیں ۔ لیکن ایک خط مجھے ایسا مِلا ہے جس کے متعلق کچھ لکھنا میرے لئے لازم ہو گیا ہے ۔ عبد اللہ خاں خود تو اپنی طرف سے جواب نہیں دے سکتا اور خط بھی چونکہ میرے نام ہے اسلئے مجھ پر واجب ہے کہ جہاں تک میں خط کے مفہوم کو سمجھا ہوں اس امر کو کسی قدر واضح کر دوں ۔ جس کا شکوہ اس خط میں کیا گیا ہے ۔ وما توفیقی اِلّا باللہ العلّی العظیم ۔

خط کے لکھنے والے صاحب نے ظاہر تو یہ کیا ہے کہ اس صدمہ میں انہیں میرے ساتھ ہمدردی ہے اور اس ہمدردی کے جذبے نے انہیں آمادہ کیا ہے کہ وہ میری دلجوئی کی خاطر مجھے خط لکھیں ۔ چنانچہ دورانِ تحریر میں انہوں نے لکھا کہ عبد اللہ خاں سب بھائیوں میں سب سے بڑھ کر تمہارا فرمانبردار تھا اور تم سے محبّت کرتا تھا ، اسلئے تمہیں اس کی جُدائی کا صدمہ بھی زیادہ محسوس ہوا ہوگا ۔ اس احساس کے ماتحت بظاہر ان کی تحریر کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس صدمہ میں میری غمخواری کریں ۔ وہ خط کی ابتداء تو ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ عبد اللہ خاں بہت خوبیوں کا مالک تھا لیکن پھر ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ آخر میں وہ یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل کا مرتکب ہوا ۔

میرا دل بیشک محزوں اور صدمہ خوردہ ہے ۔ عبد اللہ خاں کو میرے

ساتھ بہت گہری محبّت تھی ، اتنی گہری اور شدید کہ بعض دفعہ مجھے خوف ہونے لگتا تھا کہ اتنی شدّت کی محبّت جائز بھی ہے یا نہیں ۔ مجھے بھی وہ بہت پیارا تھا ۔ بوجہ بھائی ہونے کے بوجہ عرصہ سے رہین الم ہونے کے بوجہ اپنی محبّت اور اطاعت کے ۔ بوجہ سلسلہ کیلئے انتہائی غیرت رکھنے کے ۔ بوجہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ومتّعنا بطول حیاتہ کی ذات بابرکات کے ساتھ والہانہ عشق کے ۔ بوجہ بندگانِ خدا کے ساتھ ہمدردی اور اُن کی خدمت کے جذبے کے ۔ اور بوجہ اپنی بہت سی اور خوبیوں کے ، جو ہزاروں دلوں کو گرویدہ کئے ہوئے تھیں ۔ اس کی جُدائی پر میرے دِل کا مبتلائے درد ہونا طبعی امر ہے ۔ اس حالت میں جب میں نے اچانک یہ فقرہ پڑھا کہ عبد اللہ خاں آخر میں یقطعون ما اَمر اللہ بہ اَن یُوصلَ کا مُرتکب ہوا تو میرا دل مُرغ بسمل کی طرح تڑپا اور مجھے لکھنے والے کے دِل اور دماغ کی کیفیت پر رحم آیا ۔ جب میری حالت سنبھلی اور میں کچھ غور کرسکا تو مجھے احساس ہوا کہ لکھنے والے نے یہ خط مجھے ہمدردی کی نیّت سے نہیں لکھا ۔ اور یہ فقرہ اس کے قلم سے لاعلمی اور نافہمی میں نہیں نِکلا ۔ اس نے یہ فقرہ عمدًا لکھا ہے ۔ اور اسے لکھکر میرے مرحوم بھائی کے مُردہ جسم اور اس کی زندہ روح کو ایک مسموم خنجر کے ساتھ ذبح کرنا چاہا ہے ۔

اس خط کے لکھنے والے مولوی عبد المنان عمر صاحب ایم ۔ اے ہیں ۔

جب انہوں نے یہ فقرہ لکھا تو یہ سوچ کر لکھا کہ وہ مرنے والے کے حق میں کیا لکھ رہے ہیں ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں لکھا ۔

انہوں نے لکھا تو گویا یہ کہ عبد اللہ خاں میں اگرچہ بہت خوبیاں تھیں ۔ لیکن آخر میں وہ ان لوگوں میں سے ہو گیا تھا جن کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے ۔ وما یضلّ بہ الّا الفاسقین الذّین ینقضون عھد اللہ بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یُوصل ویُفسدون فی الأرض اور جن کے متعلّق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اولٰئک ھم الخاسرون ۔

اس ہمدردی اور دلجوئی کا اظہار کرنے کے لئے انہوں نے میرے نام یہ خط لکھا ۔

انہوں نے خود تو بیان نہیں کیا کہ انہیں یہ لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ لیکن میرا قیاس ہے کہ انہوں نے یہ فتویٰ میرے مرحوم بھائی کی نسبت اس بنا پر صادر کیا ہے کہ عبد اللہ خاں کی بیوی عزیزہ آمنہ کی والدہ مرحومہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں ۔ اور اس لحاظ سے مولوی عبد المنان صاحب کی بھانجی تھیں ۔ گویا مولوی عبد المنان صاحب عزیزہ آمنہ کی والدہ مرحومہ کے ماموں لگتے ہیں اور اس طرح عزیزہ آمنہ اور عزیز عبد اللہ خاں کے ذوی القُربیٰ میں سے ہیں اور عزیز عبد اللہ خاں پر اُن کے متعلق صِلہ رحمی کا فرض واجب تھا ۔ اور آخر میں جب ان کا تعلّق جماعت سے

کٹ گیا تو عبد اللہ خاں نے وہ مراسم ترک کر دئے جو کاتبِ خط کے زُعم میں بوجہ قرابت عبد اللہ خاں پر واجب تھے ۔ لیکن میرا بھائی تو ایسا نہیں تھا ۔ وہ حقوق العِباد کی ادائیگی میں بہت مستعد تھا ۔ قرابت ، اخوّت ، انسانیت تمام رشتوں کی پوری قدر کرتا تھا ۔ اور اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کی خاطر اُن کے تمام حقوق کی نگہداشت کے لئے سعی کرتا تھا ۔ وہ تو مخالف سے حسنِ سلوک میں بلکہ قُل للذین اٰمنوا یغفروا للذین لایرجون ایام اللہ کی تعمیل میں بھی تا حدِّ امکان فروگذاشت نہیں ہونے دیتا تھا ۔ لیکن وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ایسا کرتا تھا ۔ اور مومن کے لئے یہی لازم ہے کہ جو کام وہ کرے اپنے مولا کی رضا کی خاطر کرے ۔ کھائے تو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کھاؤ ۔ بھوکا رہے تو اسلئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اس وقت مت کھاؤ وہ رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ذوی القُربیٰ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو ۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کی خاطر قطع تعلّق لازم ہو جائے تو پھر ایمان اور تقویٰ اس تعلق اور اس سلوک سے دستکش ہو جانے میں ہیں ۔ اس کے جاری رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے ۔

اسلئے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس سلوک سے دستکش ہونا لازم ہوگیا جس کے جاری نہ رہنے کا شکوہ کاتبِ خط کو ہے تو میرے بھائی کو اس دستکشی میں ایک لحظہ بھر بھی تأمّل نہ ہوا ۔ اس کی غیرت تأمّل گوارا بھی کب

کر سکتی تھی ؟

الثلٰثۃ الذین خُلِفوا کے ساتھ بھی تو ذوی القُربیٰ نے جب تک ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان نہ ہوا تمام مراسم ترک کر دئے تھے ۔

وما کان لِمئومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا اَن یکونَ لھم الخِیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضَلَّ ضلالا بعیدا ۔ لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یُوادّون من حادّ اللہ و رسولہ ولو کانوا اٰباءھم أو ابناءھم أو اخوانھم أو عشیرتھم ۔ اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایّدھم بروح منہ ویُدخلھم جنّٰتٍ تجری من تحتھا الاٰنھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الآ انّ حِزب اللہ ھم المفلحون ۔

جماعت سے علیحدگی کے بعد بھی کچھ عرصہ مولوی عبد المنان صاحب اس بات کے مدّعی رہے ہیں کہ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ پوری عقیدت ہے اور انہیں حضور کی اطاعت سے کبھی انحراف نہیں ہوا اور اب بھی نہیں ۔ پھر اس اطاعت کی وجہ سے جو اُس پر واجب اور لازم تھی ۔ اور جو اہلِ تقوٰی کا شعار ہونی چاہئے ۔ انہوں نے میرے بھائی پر یقطعون ما امر اللہ بہ ان یُوصل کا فتویٰ کیوں جاری کر دیا جس کا انجام اولٰئک ھم الخاسرون ہے ؟ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ فتویٰ تو بہت دور تک پہنچتا ہے اور ان کے معصومیت اور اِخلاص کے تمام دعاوی کو ان کے اپنے قلم سے روزِ روشن کی طرح بے نقاب کرکے باطل ٹھہراتا ہے ۔

میں اپنے دل کے درد اور دُکھ کا شکوہ نہیں کرتا ۔ انّما اشکو بثّی و حزنی الی اللہ ۔ مولوی صاحب سے صرف اتنا کہتا ہوں ۔

اے ھداک اللہ چہ بد فہمیدۂ

والسلام خاکسار

ظفر اللہ خاں

ہیگ ۳ جولائی ۵۹ء (۱)

اس مکتوب گرامی سے دونوں برادران کی اسلام ، احمدیت اور خلافت سے شیفتگی کا حسین چہرہ سامنے آتا ہے ۔

(۷) سیرۃ تعزیتی قراردادوں کی روشنی میں

تعزیتی قراردادوں میں آپ کی سیرۃ پر پوری روشنی پڑتی ہے ۔ تمام نے آپ کے رفعِ درجات کے لئے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء ہونے اور اولاد کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے اور کئی ایک نے جماعت کراچی اور دنیا بھر کی جماعت احمدیہ کے لئے دعائیں کی ہیں ۔ آپ کی سیرت والے حصّے احباب کے سامنے رکھے جاتے ہیں ۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان "محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کی وفاتِ

---

(۱) الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۵۹ء ۔

بڑے بھائی مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جلسہ سالانہ ربوہ میں خطاب اور
مکرم چوہدری عبد اللہ خان صاحب صدارت فرما رہے ہیں۔

حسرت ناک جو صرف ستاون سال کی عمر میں ہوئی سلسلہ کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث ہے ۔ محترم چوہدری صاحب سلسلہ کے نہایت مُخلص پُرجوش اور باغیرت خادم تھے اور خاندان اہل بیت سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام ، بالخصوص سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کی والہانہ عقیدت اور محبّت سے آپ کے ممتاز مقام کا اظہار ہوتا ہے ۔

جناب چوہدری صاحب مرحومؓ نے مختلف حیثیتوں سے ٹاٹانگر ، جمشید پور ، قصور اور پنجاب کے دیگر مقامات میں جو سلسلہ کی بے غرضانہ خدمات ادا کی ہیں ، وہ ان کے لئے یقیناً بہت بڑے ثواب کا باعث ہیں ۔ بالخصوص بحیثیت امیر جماعت کراچی آپ کی خدمات بہت ہی نمایاں اور قابلِ رشک ہیں ۔ تقسیم مُلک کے بعد دو دفعہ آپ کو قادیان کی زیارت کا موقعہ ملا ۔ اور یہاں پر بھی اُن کے جُملہ اوقات سلسلہ کی خاطر خرچ ہوئے ۔ آپ نے ہمیشہ سلسلہ کے مفاد کو اپنے ذاتی فائدوں پر ترجیح دی ۔ اور اپنی دنیوی ادا کی ہیں ، وہ ان کے لئے یقیناً بہت بڑے ثواب کا باعث ہیں ۔ کیا"۔(۱)

---

(۱) بدر ۲۵ جون ۱۹۵۹ء (صفحہ ٦ ، ۸) قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے تار اور الفضل سے ١٦ جون کو اطلاع ملی ۔ اور ۱۹ جون کو بعد نماز جمعہ جنازہ غائب پڑھا گیا ۔ (صفحہ ۲ کالم ۲) لوکل انجمن احمدیہ قادیان ، مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

(۱) صدر انجمن احمدیہ ربوہ "محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی سلسلہ کے نہایت مُخلص اور ممتاز فَرد تھے ۔ کئی سالوں سے وہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر اور جماعتِ احمدیہ کراچی کے امیر کی حیثیت سے سلسلہ کی نمایاں خدمات بجا لا رہے تھے ۔ ان کی وفات یقیناً ہم سب کے لئے بہت بڑے صدمہ کی حیثیت رکھتی ہے"۔

(۲) تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان "اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی خاص اور ممتاز خدمات کی توفیق عطا فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ ۔۔۔ ان کی وفات کی وجہ سے پیدا شدہ خَلا کو احسن طور پر پُر فرمائے"۔

(۳) مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ ربوہ " آپ اِخلاص ، فدائیت ، قربانی اور انتظامی قابلیت میں قابلِ رشک نمونہ تھے ۔ انہوں نے کراچی میں نسبتاً کمزور جماعت کو پایا اور دیکھتے ہی دیکھتے خدا کے فضل سے اسے ہر جہت سے ایک مثالی جماعت بنا دیا ۔ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ کراچی ، جملہ مجالسِ انصار اللہ میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکی ہے ۔ آپ ہر تحریک پر ہمیشہ مرکز سے تعاون فرماتے رہے ۔ مرحوم نے ایسے وقت میں وفات پائی جبکہ ان کے سپرد سلسلہ کے نہایت اہمّ اور ذمّہ داری کے کام تھے ۔ اور وہ بڑی ہمّت اور اخلاص سے ان کو بطریقِ احسن سر انجام دے رہے

جماعت کلکتہ اور مجلس خدّام الاحمدیہ لاہور و مجلس ناظمینِ مجلس خدّام الاحمدیہ لاہور کی تعزیتی قرار دادیں بدر ۹ جولائی میں درج ہیں ۔

تھے"۔

(۴) مجلسِ خدّام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ "مرحوم بِلاشبہ اپنے اخلاص ، فدائیت ، قربانی اور انتظامی صلاحیتوں میں افرادِ جماعت کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتے تھے ۔ جماعت احمدیہ کراچی اور مجلسِ خدّام الاحمدیہ کراچی کی موجودہ ساری بیداری اور اپنی اپنی جگہ ایک مثالی تنظیم کا نمونہ قائم کرنے میں یقیناً ۔۔۔ مرحوم کی قیادت اور راہنمائی کا بہت حدّ تک دخل تھا"

(۵) لوکل انجمن احمدیہ ربوہ "(آپ کی ساری زندگی ہی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف رہی ہے ۔ آپ سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ پہلے اور بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کراچی آپ کی تربیت کے باعث اس وقت جماعت کی تمام شاخوں میں ممتاز نظر آتی ہے ۔ آپ نے اپنے حسنِ انتظام اور حسنِ سلوک سے احبابِ کراچی کے دلوں میں گھر کر لیا تھا ۔ چنانچہ آپ کے زمانۂ امارت میں یہ جماعت ایک مثالی جماعت بنی رہی ۔۔۔ آپ ایک دلیر ، نڈر اور صاف گو احمدی تھے ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑی محبّت اور عقیدت رکھتے اور بالخصوص حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت تو عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی"۔

(۶) اساتذہ و طلبہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ۔ "جماعت کے ایک ممتاز رکن ہونے کے علاوہ ۔۔۔ آپ اس سکول کے اولڈ بوائے بھی تھے ۔

آپ نے جن انتھک مساعی سے جماعت احمدیہ کراچی کی تنظیم کی ، وہ مثالی حیثیت رکھتی ہے ۔ آپ نوجوان طبقہ کو جماعت کے نظام میں منسلک رکھنے اور ان سے کام لینے کا خاص ملکہ رکھتے تھے ۔

(۷) جماعت ڈھاکہ ۔ آپ اور ایک اور بزرگ کی وفات پر "ان ہر دو ممتاز احباب جماعت کی شانداد جماعتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس امر پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا گیا کہ زندگی بھر انہوں نے نظامِ خلافت کے ساتھ دلی وابستگی ، نیز دین کی راہ میں اخلاص و عقیدت اور فدائیت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ۔۔۔ اس امر پر بھی گہری تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ۔۔۔ رفقاء اور دیرینہ خادموں کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے ۔۔۔ اور نماز جنازہ غائب ادا کی گئی"۔

(۸) جاعت کلکتہ "ہر دو احباب جماعت میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہر دور کو خدمتِ احمدیت کے بہترین مواقع عطا فرمائے" ۔۔۔

"محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب سلسلہ پر جان نثار کرنے والے وجود تھے ۔ سلسلہ کے کاموں کی سر انجام دہی کے وقت آپ کی یہ جاں نثاری اور فدائیت خاص رنگ رکھتی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک قوی اور مضبوط دِل عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے آپ نِڈر ہو کر اور دلیرانہ رنگ میں کام سر انجام دیتے تھے"۔

(۹) جماعت لاہور ۔ "مرحوم ایک نہایت ہی مُخلص خاندان کے قابلِ فخر نوجوان تھے جو اپنے اخلاص اور فِدائیت اور قربانی اور انتظامی قابلیت میں بہتوں کے لئے ایک قابلِ رشک نمونہ تھے ۔ وہ جماعتِ احمدیہ کراچی کے امیر تھے جسے ان کی قیادت نے ایک مثالی جماعت بنا دیا ۔"

(۱۰) جماعت راولپنڈی "چوہدری صاحب مرحوم اپنے اِخلاص ، فدائیت ، قربانی اور انتظامی قابلیت میں جماعت کے لئے ایک قابلِ رشک نمونہ تھے"۔

(۱۱) جماعت پشاور نے بشمول چوہدری صاحب تین بزرگوں کے بارے قرارداد میں بتایا کہ

"ان ہر سہ بزرگوں کی تمام تر زندگی قربانی ، اخلاص اور خدمتِ دین کا ایک ایسا شاندار نمونہ تھی جو جماعت کے تمام افراد کے لئے دینی فرائض کو ادا کرنے کی غرض سے ہمیشہ مشعلِ راہ ثابت ہو سکتی ہے"۔

(۱۲) مجلس خدّام الاحمدیہ "راولپنڈی مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ممتاز فَرد تھے ۔۔۔ جنہوں نے اپنی مساعی جمیلہ سے جماعتِ کراچی کو دیگر جماعتوں سے ایک ممتاز مقام پر کھڑا کیا ہے"۔

(۱۳) جماعت تلونڈی کھجور والی "مرحوم و مغفور کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے نہایت قیمتی وجود تھا"۔

(۱۴) جماعت نواب شاہ ۔ "مرحوم ایک قابلِ فخر ہستی کے مالک تھے ۔ وہ ہمیشہ ہی جماعتی زندگی کو انفرادی زندگی پر ترجیح دیتے رہے ۔ انہوں نے اپنے دینی اخلاص اور انتظامی قابلیت کو ہمارے سامنے اس طرح پیش کیا کہ کراچی جیسی بڑی جماعت کا ماحول یکسر بدل کر رکھ دیا اور ایک مثالی جماعت بنا دیا ۔

یہ افسوسناک حادثہ جماعت احمدیہ کے لئے بہت بڑا قومی حادثہ ہے ۔ ہم اس غم میں ۔۔۔ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شریک ہیں ۔

(۱۵) جماعت قصور ۔ "چوہدری صاحب ۔۔۔ کی وفات کوئی معمولی صدمہ نہیں ۔ بلکہ ایک قومی نقصان ہے ۔ جس کا پورا ہونا بظاہر ازحد مشکل ہے ۔ ۔۔۔ (مرحوم نے) بحیثیت امیر ایک لمبا عرصہ قصور میں رہ کر جماعت کی جس رنگ میں تنظیم کی تھی وہ اپنی مثال آپ تھے اور آج تک ان کی یاد ہمارے دلوں میں موجود ہے اور جماعت احمدیہ قصور اس پر فخر کرتی ہے"۔

(۱۶) جماعت کوئٹہ ۔ "مرحوم و مغفور کو جماعت احمدیہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا ۔ آپ کی عام دینی اور جماعتی خدمات کے علاوہ وہ خدمات جو مرحوم نے جماعت کراچی کو منظّم کرنے اور اس میں دینی اور مِلّی روح پیدا کرنے کے سلسلہ میں سرانجام دیں ۔ وہ مرحوم کی اعلیٰ شخصیت ، بلند عزم و استقلال ، عمدہ صبر و استقامت اور جوہر مردم شناسی ، حلیمی و بُردباری ،

جود و سخا ، شفقت علی النّاس ، ہمدردی خلق ، ذہانت و فراست ، حسن تدابیر ، ایسی صفات حسنہ کی آئینہ دار ہیں ۔ ۔۔ جماعت احمدیہ کوئٹہ ان کی رحلت کو عظیم جماعتی نقصان تصوّر کرتے ہوئے دست بہ دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ۔۔۔ اس خَلا کو ۔۔۔ اپنے فضل و کرم سے بہتر طور پر پُر کرے ۔۔۔

چوہدری صاحب مرحوم گذشتہ برس موسمِ گرما میں جب کوئٹہ تشریف لائے تو جماعت کوئٹہ کو انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ مِلا ۔ افرادِ جماعت احمدیہ کوئٹہ ان کے تقویٰ ، سلسلہ احمدیہ سے حقیقی عشق و محبّت اور خادمِ دین متین ہونے کے چشم دید گواہ ہیں ۔۔۔ ہم آپ کی اس اہمّ تحریک کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے جو آپ نے یہاں خطبہ جمعہ میں فرمائی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ۔۔۔ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحّت کے لئے ہر ماہ کے پہلے جمعہ میں تمام احباب حسب توفیق باقاعدہ کچھ رقم بطور صدقہ ادا کیا کریں ۔ مرحوم بزرگ کی یہ تحریک آپ کے قلبی جذبات اور والہانہ محبّت کی آئینہ دار ہے جو آپ کو حضور کے وجودِ باجود سے تھی ۔۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ وانت خیر الراحمین اللّٰھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ"

---

(۱) الفضل ۲۱ جون ۱۹۵۹ء (نمبر ۱) ، ۲۳ جون (نمبر ۲ ، ٦) ، ۲۴ جون (نمبر ۴) ، ۲۵ جون (نمبر ۵) ، ۲٦ جون (نمبر ۷ ، ۹) ، ۲۷ جون (نمبر ۱۷ تا ۲۰) ، ۳۰ جون (نمبر ۳ ، ۱۰ تا ۱٦ ، ۲۱) و ۸ جولائی (نمبر ۸) دیگر جماعتوں وغیرہ کی طرف سے ایسی قرار دادوں کے منظور کرنے کا مُجملاً ذکر ۵ جولائی کے پرچے میں ہے ۔

دو منظوم کلام

آپ کے بارے دو منظوم کلام درج ذیل ہیں :۔

(۱) چوہدری عبد اللہ خاں مرحوم

وہ خُلق و صدق و کرم کی عظمت ، خلوص و مہر و وفا کا پیکر
نظر کی حد سے بعید ہو کر ، دلوں سے اب بھی قریب تر ہے
ہے جس کی خاطر چمن پریشاں ، مکان ویراں ، مکیں حیراں
ہر اِک نظر میں بلند ہے وہ کہ اس کا درجہ عجیب تر ہے
مسرّتوں کو لُٹانے والا چلا گیا ہے حزیں بنا کر
ہمارے دِل کو حبیب تھا وہ ، مگر خدا کو حبیب تر ہے
یہ جس کی یادوں میں پھول برسے ، ستارے ٹوٹے ، زمانہ تڑپا
اسے جہاں میں فنا نہیں ہے ، وہ زندہ تر با نصیب تر ہے

راشدہ ۔ کوٹ فتح خان (۱)

---

(۱) الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۵۹ء ۔

(۲) آہ! چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم و مغفور

— اختر گوبند پوری —

(۱)

ہر پیکرِ خلوص کی روحِ رواں گئے
بزمِ جہاں سے چوہدری عبد اللہ خاں گئے
اب ڈھونڈنے چلے ہیں وفاؤں کے قافلے
اختر وہ سر بلند کہاں سے کہاں گئے

(۲)

اب کہاں ہیں ابو حمید ظفر
زندگی کے خلوص کا پیکر
بزمِ ہستی سے جب ہوئے رخصت
مُسکرائی عدم کی راہگزر

(۳)

مِرا رفیق، مرا غمگسار تھا، نہ رہا
یہ جبر کیا ہے، کہ جو اختیار تھا، نہ رہا
ابو حمید ظفر داغِ ہجر دے کے چلے
مجھے حیات پہ جو اعتبار تھا، نہ رہا

(۴)

اس غم بے پناہ میں اب بھی
میری آنکھوں سے اشک جاری ہیں
جب کوئی آرزو بچھڑتی ہے
ایسے لمحے بھی کتنے بھاری ہیں

(۵)

ایسے انسان بزمِ ملّت کو
عظمتوں سے سنوار دیتے ہیں
زندگی کے حریم تیرہ میں
ہر تجلّی اُتار دیتے ہیں

(الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۵۹ء)

آپ اور آپ کی اولاد کا ذکر سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں

دیگر ذکر کردہ حوالہ جات کے علاوہ بھی بعض مقامات پر آپ کا اور آپ کی اولاد کا ذکر آتا ہے جو سب کے لئے باعث تکریم و اعزاز ہے ۔ (۱)

---

(۱) آپ کے بارے بعض حوالہ جات درجِ ذیل ہیں :۔

(۱) "فاروق" سوونیر شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور (۱۹۶۶ء) حضرت مصلح موعود کی ایک یادگیری تصویر میں بمعیت چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحبؓ ، مولانا عبد المجید صاحب سالک مرحوم سابق مُدیر روزنامہ "انقلاب" لاہور اور شیخ اعجاز احمد صاحب (برادرزادہ ڈاکٹر سر محمدؓ اقبال صاحب) ہیں ۔ (صفحہ ۳۷)

(۲) زیر عنوان "منھم مَن قضٰی نحبہ" "۱۹۵۹ء میں وفات پانے والے سلسلہ احمدیہ کے تین ممتاز خادم" آپ کی تصویر مع نام و تاریخ وفات الفضل جلسہ سالانہ نمبر جنوری ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی ۔

آپ کے فرزند ان کا ذکر

(۱) بفضلہ تعالیٰ ۱۹۷۴ء کے جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامہ خیز حالات میں چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کو خصوصی خدماتِ سلسلہ کی توفیق ملی ۔

(۲) آپ ۱۹۷۵ء سے ابتک امیر ضلع لاہور ہیں ۔

(۳) جلسہ ہائے سالانہ ۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۱ء میں ایک ایک اجلاس کی صدارت کی سعادت آپ نے پائی ۔ (مثلاً ۱۹۷۸ء کی ایسی صدارت کے لئے دیکھئے الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۷۹ء ۔ صفحہ ۵ کالم ۱)

بقیہ حاشیہ

(۴) آپ انجمن ہائے تحریک جدید و وقفِ جدید کے رُکن اور فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر ہیں ۔

(۶،۵)مشاورت ۱۹۸۰ء کے افتتاح کے بعد بوجہ ناسازی طبع مطابق ڈاکٹری مشورہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لے گئے اور شوریٰ کی کارروائی چلانے کے لئے شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر ضلع فیصل آباد کو اور ان کی معاونت کے لئے چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر ضلع لاہور کو مقرر فرمایا ۔

اس شوریٰ میں چوہدری صاحب موصوف اور چوہدری اِدریس نصر اللہ خاں صاحب کو بھی تشخیص جائداد موصیان کے اصول کے بارے اظہارِ خیالات کا موقعہ مِلا ۔ (الفضل ۳۱ مارچ ۷ ، اپریل)

(۷) ۲۸ مارچ ۱۹۸۲ء کو مشاورت میں بعد دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کو بلا کر اپنے پہلو میں بٹھلایا تاکہ کارروائی میں آپ حضور کا ہاتھ بٹا سکیں ۔ (الفضل ۴ اپریل ۔ صفحہ ۱ ، ۸ اور بدر ۶ مئی ۔ صفحہ ۵)

(۸) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے قُدرتِ ثانیہ کے دورِ ثالث کی بابرکت تحریک صد سالہ احمدیہ جوبلی کے دفتر کا سنگِ بنیاد ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء کو ظہر کی نماز سے پہلے پُرسوز دعاؤں کے ساتھ رکھا ۔ پہلے ایک اینٹ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر زیر لب دعا کی ۔ پھر ایک ایک کرکے تینوں اینٹیں رکھیں ۔ پھر اپنے داہنے ہاتھ میں پہنی ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی ، جس پر الیس اللہ بکافِ عبدہ کا الہام کندہ ہے ، برکت دینے کیلئے تینوں اینٹوں پر پھیری ۔ پھر بہت سے ناظر صاحبان اور نمائندگان صیغہ جات امرائے جماعت ہائے نے بھی ایک ایک اینٹ

دو امور کا تذکرہ

احباب کے تأثرات درج کرنے سے پہلے دو امور کے بارے الگ یہاں ذکر کر دیا جاتا ہے ۔ دیگر امور ان تاثرات میں مذکور ہوئے ہیں ۔ الگ الگ عنوانات کی بجائے ان افراد کے تأثرات میں ہی رہنے دیا گیا ہے ۔

(۱) مجالسِ شعر و شاعری ۔

آپ کے ذاتی تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا ۔ ان تعلقات کی بناء پر ذی اثر افراد سے آپ ضرورتمند افراد کے کام کرواتے تھے ۔ سیّد احمد علی صاحب جو حیدر آباد سندھ میں مبلغ تھے ، سناتے ہیں کہ آپ مجھے ایک مجلسِ مشاعرہ میں اپنے ساتھ لے گئے جو آپ کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی ۔ میں تنگ پڑ گیا اور بعد میں میں نے شکوہ کیا ۔ فرمایا میں مجبورًا ایسی مجالس میں شریک ہوتا

رکھی ۔ ان میں چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر ضلع لاہور بھی شامل تھے ۔
(الفضل ۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء)

ہوں تاکہ ضرورت پڑنے پر ہم بھی ان لوگوں سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب ذکر کرتے ہیں کہ بعض دفعہ مرحوم خود بھی ایسی مجالس کا اہتمام کرتے تھے ۔ لیکن اس میں چند ایک منتخب احباب اور سید محمدؐ جعفری ، ضمیر جعفری ، ادیب سہارنپوری ، ظریف جبل پوری حمایت علی شاعر اور صبا اختر صاحبان جیسے نامور شعراء آپ کی مجالس میں شرکت کرتے تھے ۔

جب حضرت مصلح موعودؓ بعد تقسیم مُلک کراچی تشریف لے جاتے رہے ۔ غیر از جماعت معزّزین سے ملاقات کا اہتمام کیا جاتا تھا تاکہ حضرت مصلح موعودؓ کی ذات ستودہ صفات سے یہ لوگ فائدہ اُٹھائیں ۔ تفریح طبع کے رنگ میں ادبی مجالس کا بھی انتظام محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب کرتے تھے ۔ اس طرح یہ طبقہ بھی زیر اثر آتا تھا ۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ایسی تقریب میں یہ اعلیٰ درجہ کے شعراء کوئی ایسا کلام پیش نہیں کرتے ہونگے جو حضور کے مقام اور وقار اور شان کے شایان نہ ہو ۔ نتیجۃً اس طبقہ کے متاثر ہونے کا ہمیں اس طرح بھی علم ہوتا ہے کہ جب ایک ناہنجار نے حضور پر قاتلانہ حملہ کیا تو ایک نامور ادیب نے محترم چوہدری صاحب کے نام ایک ہمدردانہ مکتوب ارسال کیا ۔ جس کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ موصوف جماعت کے اخبار وغیرہ کا مطالعہ کرتے تھے اور ان کا خاندان بھی گہرے طور پر حضور کے بارے متاثر تھا اور ان کی واقفیت دیگر ذمہ وار افراد جماعت تک وسیع ہو چکی تھی ۔

مکتوب درج ذیل ہیں :۔

گرامی جناب قبلہ چوہدری صاحب

السلام علیکم ۔ حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ کی اطلاع سے یہاں ہر شخص کو سخت صدمہ پہنچا ہے ۔ میں چونکہ شاعری کی کثرت کی وجہ سے کئی دن تک ذہنی اور جسمانی طور پر لاپتہ تھا ، اس لئے یہ غمناک اطلاع مجھے کافی دیر سے ملی ۔ بھائی جان اور گھر کے تمام لوگ رنجیدہ ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو جلد صحت یاب فرمائے ۔ امین ۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص کسی بلند مقصد کیلئے خود کو وقف کر چکا ہو اور جس کا مَرنا جِینا اپنے نہیں بلکہ پوری قوم یا معاشرہ کے لئے ہو ، اس کے متعلق کون بدبخت یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ اس کی جان لیکر کوئی کارنامہ انجام دے رہا ہے یا اپنے لئے مسرّت کی گنجائش نکال رہا ہے ؟ مگر کیا کیجئے کہ مُسلمان قوم کی یہ خصوصیت بھی اسکی دوسری خصوصیات کی طرح اپنی مثال آپ ہے ۔ لعنت ہے اس بدبخت پر اور پھٹکار (اس) کوربین پر جو روشنی پر تلوار سے حملہ کرکے خوش ہو ۔ لوگ اسے دیوانہ تو کہہ سکتے ہیں لیکن اسکے لئے دوسرا کلمۂ خیر ممکن نہیں ۔

حضرت صاحب نے عین اس حادثے کے بعد جو بیان دیا ہے وہ حضرت

صاحب کی عالی ظرفی ، بہادارنہ شان اور جری روح رکھنے والے انسان کے بالکل شایانِ شان ہے ۔ اس بیان میں اپنی تکلیف یا قاتل کی بُرائی کی طرف کوئی اشارہ نہیں بلکہ رضائے الہیٰ پر اپنی ہر چیز قُربان کر دینے کی جھلک ہے ۔ میرے جذبات اگر حضرت صاحب تک پہنچا سکیں تو ممنون ہوں گا ۔ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب اور چوہدری بشیر احمد صاحب کے حادثہ والی اطلاع بھی کافی رنج دہ تھی ۔ خدا کرے یہ حضرات بھی جلد صحت یاب ہوں ۔ آمین ۔

حضرت صاحب کی بیگم صاحبہ اور دیگر متعلقین ، خاص طور پر طاہر صاحب کی خدمت میں ہمارے سب کے جذبات اور صحّت کی دعائیں پہنچا دیجئے ۔

فقط

آپ کا ادیب سہارنپوری

(۱) ۱۴/۳/۵۴

---

(۱) مکتوب مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ہفتدہم (صفحہ ۲۴۶)

چوہدری اسد اللہ خاں صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ (مرحوم) حضور کے اس حادثہ کے باعث لاہور سے ربوہ جا رہے تھے کہ ان کی کار کو حادثہ پیش آیا اور وہ زخمی ہو گئے تھے ۔

غیر مطبوعہ غزل

یہاں آپ کی ایک غزل درج کی جاتی ہے ۔ جو صرف یہی دستیاب ہوئی ہے (غیر مطبوعہ غزل) حضرت ابو حمید ظفر مرحوم و مغفور کی جو ان کے مکاتیب کے خریطہ سے دستیاب ہوئی ۔ ثاقب

لگی میرے دِل کی بیاں تک تو آئے
تیرا نامِ نامی زباں تک تو آئے

وفا ہے مری تشنۂ آزمائش
وہ ظالم کہیں امتحاں تک تو آئے

یہیں وہ کہیں جلوہ آرا ہوئے ہیں
کہ شعلے میرے آشیاں تک تو آئے

میں دل پیش کر دوں قَسم تیرے سَر کی
کہیں تیر تِرا کماں تک تو آئے

مِلی گرد بھی پھر نہ اہلِ وفا کی
نقوشِ جبیں آستاں تک تو آئے

بہت کچھ ہے دِل میں مگر وہ ستمگر
یہاں تک تو پہنچے ۔ یہاں تک تو آئے

یہیں سے خُدا کا پتہ بھی ملیگا
ظفر آپ کوئے بُتاں تک تو آئے (۱)

---

(۱) ہفت روزہ "لاہور" لاہور ۱۳ جون ۱۹۶۱ء

(۲) انفاق فی سبیل اللہ

محترم چوہدری صاحب طوعی تحریکاتِ سلسلہ میں علاوہ غرباء کو ذاتی طور پر امداد دینے کے ، شریک ہوتے تھے ۔ جو بھی مالی تحریک آپ جماعت کراچی میں کرتے ، اس میں سب سے پہلے آپ شرکت کرتے تھے ۔

بعض چندہ جات کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے :۔

(۱) دفتر اوّل تحریک جدید کے ابتدائی انیس سالہ دَور میں آپ اور آپ کی اہلیہ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ نے نو ہزار دو سو اکتالیس روپے ادا کئے تھے ۔ (۱)

(۲) تبلیغ ماحول قادیان کے اہم کام کی مالی اعانت کرنے والے اڑہائی درجن احباب میں "چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب ٹاٹانگر" بھی شامل تھے ۔ اس مقامی تبلیغ کے صیغہ کو حسبِ سابق صدر انجمن احمدیہ سے ۴۳ ۔ ۱۹۴۲ء میں صرف ایک ہزار پچاس روپے اخراجات کے لئے مِلے تھے ۔ جبکہ یہ کام

(۱) کتاب "تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین" (صفحہ ۱۶۰ ، ۱۶۱)

ایک طویل و عریض علاقہ میں نہایت سرگرمی سے جاری تھا ۔ گویا قریباً سارا کام طوعی چندوں سے چلایا جا رہا تھا ۔

اس مہتمّ بالشان کام سے مقصد حضرت مصلح موعودؓ کا مرکزِ قادیان کا استحکام تھا ۔ اس کی کارکردگی کے دائرہ کو ضلع گورداسپور کے علاوہ مُلحقہ اضلاع امرتسر ، سیالکوٹ ، جالندھر ، ہوشیارپور اور کپورتھلہ تک توسیع دیدی گئی تھی اس مُہمّ کے نگرانِ اعلیٰ حضرت چوہدری فتح محمدؓ صاحب سیال ایم ۔ اے نے ضلع گورداسپور کے اکثر مرکزی مقامات کا دورہ کیا اور ہدایات دیں اور مختلف مقامات پر جلسوں میں شرکت کی ۔ دورہ میں حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) ، حضرت مولوی عبد المغنی صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ بھی ساتھ جاتے رہے ۔ عدیم الفُرصتی کے باوجود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی تشریف لے گئے ۔ اور آپ نے حالات کا جائزہ لیکر مشورہ اور ہدایات دیں ۔ جامعہ احمدیہ ، مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ و طلباء نے بڑے شوق و اِخلاص سے متعدّد جلسوں میں شرکت کی اور تبلیغ میں مدد دی ۔ کارکنانِ صدر انجمن احمدیہ نے چار یوم التبلیغ پچپن مقامات پر منائے ۔ اور حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی تحریک پر تینتیس افراد تبلیغ کے لئے گئے ۔ اس سال میں ایک سو سینتالیس افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ۔ (۱)

(۳) منارۃ المسیح ہال کی تعمیر کے لئے آپ نے پانچ صد روپیہ کا وعدہ کیا تھا ۔ (۲)

(۴) آپ نے وصیّت کی تھی ۔(۳)

---

(۱) رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ بابت ۴۳۔۱۹۴۲ء (صفحہ ۵ تا ۷)

(۲) "چوہدری عبد اللہ خاں صاحب ڈسکہ" کے اس وعدہ کیلئے دیکھئے الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۴۵ء ۔ ضمیمہ صفحہ ۸ کالم ۴ ۔

(۳) آپ نے بمقام مظفر گڑھ ۲۱ جون ۱۹۳۰ء میں جو بہشتی مقبرہ کے لئے وصیت کی آپ اسوقت وہاں پنچایت آفیسر تھے ۔ وصیت کا ملخص یہ ہے کہ

میں اپنی آمد بصورت تنخواہ جو اسوقت ڈیڑھ صد روپیہ ماہوا ہے اور آمد جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں ۔ مکان پُختہ دو منزلہ واقع ڈسکہ ضلع سیالکوٹ اور اراضی زرعی وغیرہ پانصد بیگھہ ہے جن کا میں کامل مالک نہیں ۔ بیع ، رہن ، ہبہ وغیرہ کے طور پر میں اسے منتقل نہیں کرسکتا ۔ صِرف اس کی آمد کا حقدار ہوں ۔ (ریکارڈ وصیت)

آپ کی سِیرۃ کی کہانی
احباب کی زبانی

احباب سے حاصل کردہ تاثرات آپ کے شمائل و سیرت پر پوری روشنی ڈالتے ہیں ۔ وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۔

لیفٹننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصر اللہ خاں صاحب

جن ایّام میں آپ ایڈیشنل کسٹوڈین تھے ۔ میں ایک روز کراچی میں آپ کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ اجازت لیکر ایک شخص اندر آکر فرش پر بیٹھ گیا ۔ آپ نے اسے کُرسی پر بیٹھنے کو کہا ۔ اسنے کہا میں عیسائی ہوں ۔ مالیر کینٹ میں (بطور خاکروب) ملازم ہوں ۔ فلاں میجر نے میرا تبادلہ کر دیا ہے جو مجھے پسند نہیں ۔ آپ میجر کے پاس سفارش کرکے میرا تبادلہ منسوخ کرا دیں ۔ آپ نے کہا کہ میں تو اس میجر سے واقف نہیں ۔ اس مسیحی کے اصرار پر آپ نے فون کا نمبر تلاش کرکے میجر موصوف سے اپنا تعارف کرایا

اور ساری بات کا ذکر کرکے کہا کہ ایک صاحب میرے وطن سے آئے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح میں ڈسکہ میں چوہدری ہوں اسی طرح کراچی میں بھی چوہدری ہوں ۔ میجر موصوف نے کہا کہ میں نے آپ کا نام سنا ہوا ہے ۔ میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا ۔ چنانچہ تبادلہ منسوخ کر دیا گیا ۔

آپ کو دعاؤں پر بہت یقین تھا ۔ میرا ایک چھوٹا بھائی شدید بیمار تھا ۔ آپ ٹاٹانگر جا رہے تھے میں نے عزیز کے لئے آپ کو دعا کے لئے کہا ۔ فرمایا میں سارے سفر میں دعا کرتا رہوں گا ۔

مولوی صدر الدین صاحب کھوکھر سیکرٹری رشتہ ناطہ کراچی

آپ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۴۲ء میں بمقام آسنسول ہوئی تھی ۔ ایک دن کی ملاقات نے مجھ پر یہ اثر چھوڑا کہ آپ خوش گفتار اور محبت کرنے والے ہیں بعد ازاں تقسیم ملک کے بعد کراچی میں آپ سے رابطہ پیدا ہوا ۔ مرحوم نظامِ سلسلہ کے اتنی سختی سے پابند تھے کہ اپنے عزیزوں کو بھی اس سے مستثنیٰ قرار نہ دیتے تھے ۔ اسکے نتیجہ میں جماعت کے افراد سے آپ پابندی کروا سکتے تھے ۔

کمال یوسف صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مشن ناروے

آپ سے میری ایک ہی ملاقات مئی ۱۹۵۵ء میں کراچی میں ہوئی جس کی

میٹھی یاد ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہتی ہے ۔ آپ کا ذکر خیر جماعت کے مخلصین سے بڑی کثرت سے سنتا ہوں ۔ فدائیت ، اخلاص اور خدمتِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تذکرہ ہمیشہ دل میں انکے لئے محبّت کا جوش پیدا کرتا ہے ۔

مکرم چوہدری ظہور احمدؑ صاحب (۱)

خاکسار ابھی طالب علم ہی تھا کہ محترم چوہدری محمدؑ عبد اللہ خاں صاحب سے مِلنا جُلنا تھا ۔ کیونکہ میرے بڑے بھائی محترم چوہدری نثار احمدؑ صاحب مرحوم کے ساتھ محترم چوہدری محمدؑ عبد اللہ خاں صاحب اور محترم چوہدری اسداللہ خاں صاحب کے مخلصانہ تعلّقات تھے ۔ خاکسار پہلی بار ۱۹۵۳ء میں سلسلہ کے کام سے کراچی گیا تو مرحوم سے بطور امیر جماعت مُلاقات ہوئی ۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد مجھے کئی بار وہاں جانا پڑا اور آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ مِلا ۔ ایک بات کا آج تک مجھ پر گہرا اثر ہے ۔ اور وہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی اور اکرامِ ضیف کا ہر وقت خیال رکھنا ، پھر مرکزی عہدہ داروں کا احترام کرنا ہے ۔ ان باتوں کا آج تک مجھ پر گہرا اثر ہے ۔ آپ بڑے منتظم ، شفیق اور ملنسار تھے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جماعتِ کراچی کو جس کی آپ نے اعلیٰ تربیت کی ، مزید ترقّیات کا وارث بنائے جو کہ آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہے ۔

---

(۱) سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی ۔ ربوہ

آپ کی زندگی میں ایک غریب دوست جلال الدین صاحب کشمیری نے مجھے سنایا کہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کی کما حقہ ، تعریف نہیں کی جاسکتی ۔ قادیان میں میری آپ سے معمولی واقفیت تھی ۔ مجھے خیال آیا کہ لوگ کراچی کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔ چلوں اس شہر کو دیکھ آؤں ۔ جمعہ کا روز تھا کہ کراچی پہنچا ۔ پوچھتے ہوئے احمدیہ ہال پہنچا ۔ جمعہ کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی ۔ فرمانے لگے ۔

اوئے جلال ! میرے دوست ۔ کب آئے ؟ کہاں ٹھہرے ؟

جب معلوم ہوا کہ میں ابھی آیا ہوں ۔ فرمایا کہ میرے ساتھ چلنا ہے ۔ اپنی کار میں اپنی کوٹھی لے گئے ۔ اور فرمایا کہ تم میرے مہمان ہو ۔ آدمی مقرّر کیا کہ اسے خوب سیر کراؤ ۔ یہ کراچی دیکھنے آیا ہے ۔ تین دن کے بعد آپ سے واپسی کی اجازت لی تو مجھے کئی تحفے لیکر دئے اور ٹکٹ بھی خود لے کر دیا ۔ آپکی کار میں اسٹیشن پر ڈرائیور لے گیا اور ٹرین میں بٹھا کر گیا ۔ کہاں جلال کشمیری اور کہاں چوہدری عبد اللہ خاں !

ابو المنیر مولوی نور الحق صاحب ڈائرکٹر ادارۃ المصنّفین ربوہ

تقسیم ملک کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو قائم کیا ۔ اس وقت کے ناظر اعلیٰ حضرت نوّاب محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب مقرّر ہوئے ۔ اور مجھے ناظر آبادی ۔ اسوقت چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں

صاحب نے کچھ عرصہ حضور کے ارشاد پر آباد کاری کے سلسلہ میں بعض امور کی سرانجام دہی کا کام کیا ۔ ہدایات حضور کی طرف سے آپ کو ملتی تھیں ۔ ان دنوں حضور روزانہ ناظر صاحبان کا اجلاس طلب فرماتے تھے ۔ اور ہر ایک سے رپورٹ لیتے تھے ۔ ایسے چند اجلاسات میں چوہدری صاحب بھی شامل ہوئے تھے ۔

سید حضرت اللہ پاشا صاحب (۱)

آپ کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور قبولیتِ دعا پر بہت یقین تھا حیدآباد سندھ میں جب آپ کی طبعیت وفات سے پہلے بہت زیادہ علیل رہنے لگی تو آپ فرماتے تھے کہ رحمت و مغفرتِ الٰہی کا سمندر بے پایاں ہے ۔ ہماری خطاؤں وغیرہ کی کیا حقیقت ہے ۔ اسی طرح ایک خاص ضرورت کے وقت میں نے دعا کے لئے عرض کیا تو آپ نے ایک سورۃ کے پڑھنے کی مجھے تلقین کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے میری دستگیری فرمائی ۔

ملک مبارک احمد صاحب (۱)

آپ کسی کو کوئی کام سونپتے تو اسے پوری طرح سمجھا دیتے پھر اس پر مکمل اعتماد کرتے ۔ آپ کی اس خوبی کی وجہ سے ہمارے حوصلے بلند ہوئے

---

(۱) آپ حضرت سیدہ امّ متین صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) کے بہنوئی ہیں ۔

(۱) آپ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے نائب قائد ہیں ۔

اور ہمیں کام کرنے کا زیادہ موقعہ ملا ۔

ایک مشاورت کے لئے نمائندگان کا انتخاب کیا جا رہا تھا ۔ میں نے صرف عبد الرحیم صاحب کہہ کر نام پیش کیا ۔ آپ نے تین بار کھڑا کیا اور ہر دفعہ کہا کہ اس نام کا کوئی شخص نہیں ۔ پھر مجھے احساس ہوا اور میں نے پورا نام "مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب" لیا تو فرمایا اب ٹھیک ہے ۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق پورے نام کے ساتھ یعنی اعزاز کے ساتھ نام پکارنا چاہئے ۔

آپ کے اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے احباب آپ سے ایسی محبّت رکھتے تھے کہ جب نصف شب کے بعد محترم قائد مجلسِ خدّام الاحمدیہ مرزا صاحب موصوف کی طرف سے اطلاع ملی کہ محترم چوہدری صاحب کے لئے خون مطلوب ہے تو خدّام کثیر تعداد میں خون دینے کے لئے ہسپتال میں پہنچ گئے ۔ خون کا عطیّہ دینے کی جن افراد کو سعادت حاصل ہوئی اُن میں بحمد اللہ میں بھی شامل تھا ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے عاشقِ خلافت پیدا کرے ۔ آمین ۔

بشارت احمدؑ صاحب بشیر نائب وکیل التّبشیر ۔ ربوہ

محترم چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب ایک مشہور خاندان کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت چوہدری محمدؒ نصر اللہ خاں صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی کا سب سے پہلا احسان گراں یہ رہا ہے کہ حضور کی کتب کا انڈکس تیار کرکے ہمارے لئے ایک

قسم کی انسائیکلوپیڈیا تیار کر دی تھی اور ہم اس سے مستفید ہوتے رہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فہم و فراست نے حضرت چوہدری صاحب کی اولاد کے جوہر پہچان لئے تھے اسیلئے آپ کی نظرِ انتخاب اس خاندان پر پڑی ۔ آپ نے مُرشدانہ اور مُربیانہ سلوک کے ذریعہ اور مختلف کام ان کے سپرد کرکے انکی استعدادوں اور جوہروں کو اُجاگر کیا ۔ اور آپ کو اُن پر کامل اعتماد تھا ۔ حضرت چوہدری محمدؑ ظفر اللہ خاں صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ۔ محترم چوہدری محمدؑ اسد اللہ خاں صاحب نے ایک لمبے عرصہ تک لاہور کی جماعت کی امارت کے فرائض سر انجام دئے ۔ اب اس خاندان میں سے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کو لاہور کی امارت کے فرائض سپرد ہوئے ہیں ۔ گویا یہ ایک فِطرتی ملکہ انہیں نصیب ہوا ہے کہ خلف اپنے سلف کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکات ڈالے اور ان کی قربانیوں کو نوازے آمین ۔

خاکسار جب دسمبر ۱۹۵۲ء میں مغربی افریقہ میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس آیا ۔ تو اپنے ہمراہ مکرم عبد الوھّاب بن آدم اور بشیر بن صالح دو طلباء کو حصولِ تعلیم کے لئے ربوہ لایا تھا ۔ مکرم عبد الوہاب صاحب اسوقت غانا کے امیر و مبلّغ انچارج ہیں اور اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی اور جانفشانی

سے ادا کر رہے ہیں اور اپنے لوگوں میں نہایت ہر دلعزیز بھی ہیں ۔ محترم چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب سے ملاقات کرائی تو فرمانے لگے کہ "یہ ارضِ بلالؓ سے آئے ہیں"۔ اور دیکھکر خوشی کا اظہار فرمایا کہ اب ضرورت ہے کہ وہاں کے باشندوں کو تعلیم دلوا کر احمدیت کی توسیع و ترویج کا سامان پیدا کیا جائے ۔ پھر اسیوقت ہمیں چند ایک رفقائے کار کے ہمراہ شیزان ہوٹل لے گئے ۔ اور وہاں چائے وغیرہ سے ہماری تواضع کی ۔ اور افریقہ میں تبلیغِ اسلام و احمدیت کے حالات سُنتے رہے ۔

میرے ایک برادرِ نسبتی کو ایک ضروری کام درپیش تھا ۔ میں نے محترم چوہدری صاحب سے فون پر بات کی ۔ فرمانے لگے کہ ابھی چلے آئیں ۔ آپ اپنی کار میں لے گئے اور کام کا حلّ تلاش کروا دیا ۔ آپ کا ہر کس و ناکس کے ساتھ ایسا ہی کریمانہ اور مشفقانہ برتاؤ تھا ۔

آپ شرفِ انسانیت کی قدر و منزلت اور اس کی تعظیم و توقیر سے بخوبی آشنا تھے اور ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے ۔

چوہدری محمدؒ شریف صاحب مجاہد بلادِ عربیہ و گیمبیا

مجھے ۱۹۵۵ء تک محترم چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب کو دیکھنے یا ملاقات کرنے کا موقعہ نہیں مِلا ۔ جب میں دسمبر ۱۹۵۵ء کے پہلے ہفتہ میں بلادِ عربیہ سے متواتر اٹھارہ سال کے بعد مع اہل و عیال کراچی میں پہنچا تو اس

وقت آپ جماعتِ احمدیہ کراچی کے امیر تھے ۔ اخویم مکرم مولانا عبد المالک خاں صاحب مبلّغ انچارج اور اخویم مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ کراچی تھے ۔ ان سب سے خاکسار کی ملاقات ہوئی ۔ اور محترم چوہدری صاحب نے خاکسار کے اعزاز میں کراچی کے ایک بڑے ہوٹل میں دعوتِ استقبالیہ دی جس میں بہت سے معزّزینِ جماعتِ احمدیہ کراچی بھی مدعو تھے ۔ اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا ۔ فجزاہ اللہ عنّا احسن الجزاء ۔

محترم چوہدری صاحب کا لباس صاف اور سادہ اور چہرہ ہشاش و بشاش تھا جس پر مؤمنانہ نُور تھا اور کلام شیریں ۔

اس کے بعد پھر اس دنیا میں محترم چوہدری صاحب سے ملاقات نہ ہوسکی ۔ اور وہ جلد ہی بہشتی مقبرہ میں پہنچ گئے ۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔ اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں بھی ایسا ہی خوش اور معزّز رکھے جیسے اس دنیا میں رکھا ۔ آمین ثمّ آمین ۔

(۱) "کس طرح کوئی تیری رفاقت کو بُھلائے"

محترم ثاقب زیروی صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

۱۳ جون ۱۹۵۹ء کو دنیائے محبّت و اخوّت کے سَر پر غم و اندوہ کا ایک پہاڑ ٹوٹا تھا ۔ نیاز و ناز کی کائنات میں ایک الم انگیز ہنگامہ برپا ہوا تھا ۔ آج کے دن میرے پیارے بھائی جان (چوہدری عبد اللہ خاں المعروف بہ ابو حمید ظفر) زندگی کی اس بساطِ کُہنہ سے بہ کمال بے نیازی یک بہ یک دامن جھاڑ کر

اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔ اور دلداری و دلنوازی کی مسرّت آفریں محلفوں میں ویہ انیاں اور زبوں حالیاں در آئی تھیں ۔

غمِ محبّت کا فلسفہ بھی بڑا عجیب و غریب ہے ۔ امتدادِ زمانہ کی یورشیں اُس کے ظاہری نشانات مٹانے کی جتنی بھی کوششیں کرتی ہیں یہ درونِ خانۂ قلب اُتنا ہی گھر کرتا چلا جاتا ہے ۔ اسکی گہرائی و گیرائی میں اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔ اب ان سات سو تیس دنوں ہی کو لیجئے ۔ غم دل نے اس عرصہ میں اتنی ہی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کروٹیں بدلی ہیں ۔ کبھی حضوری کا اعزاز چھن جانے کا خیال آنکھوں کو نمناک کر دیتا تھا ۔ پھر دوری و محرومی کا احساس کچوکے دینے لگا ۔ اور اب گذشتہ ایک ہفتے سے اسی شعور غم محبت کے طفیل عالم یہ ہے کہ ع

نہ بُھولتا ہوں انہیں اور نہ یاد کرتا ہوں

ان سات دنوں میں محروم دید آنکھوں نے نہ جانے کتنے چہروں میں سے وہی پاکیزہ چہرہ ابھارنے اور کتنے ہی باریک و لطیف ہونٹوں سے وہی پاکیزہ دعائیں سُننے کی تمنّا کی ۔ لیکن بھلا حقیقتوں کے رسیا کبھی تصوّراتی کھلونوں سے بھی بہلے ہیں ؟ سِتم بالائے سِتم یہ کہ محبّانہ اقدار بڑی ہی تیزی کے ساتھ اپنی پہلی کینچلیاں اتار رہی ہیں ۔ محبّت ، دوستی ۔ دِلداری اور روا داری کے جو معانی ہمیں مرغوب و محبوب تھے ، اُنہیں کُھرچا ہی نہیں ، مٹایا جا رہا ہے ۔ محبّانہ کساد بازاری کی اس افراتفری میں دلِ بیقرار سکون پائے بھی ، تو کس آس

پر اور کس اُمید افزا تصوّر کے سہارے پر ؟ لاریب گوشت پوست کا بنا ہوا یہ جِسم فانی ہے ۔ لیکن اس سے وابستہ انسان کے اعمال کی رنگت دوامی اور پائدار ۔ بظاہر بھائی جان آج کہیں نہیں ۔ لیکن وہ کونسی محفل ہے جس میں اُن کا ذکر چِھڑ جائے تو آنکھوں میں فرط محبت و الم سے محبت کے اشک تیر نہیں جاتے ؟ نہ جانے اس مُنحنی سے جُثے کے اندر خلوص کا کتنا بڑا خزانہ مخفی تھا کہ ہر کسی پر بے طرح نچھاور کر دئے جانے کے باوجود کم نہیں ہوا ۔ حالانکہ اس میں سے ہمیشہ ہر ایک نے اپنے حق سے زیادہ وصول کیا ۔ جانے یہ سب کچھ یاد آ آ جانے پر دِل کب تک یُوں بلبلاتا رہیگا ؟

گھرے لگے ہوئے غمِ ایّام کے سائے
کس طرح کوئی تیری رفاقت کو بُھلائے

ایسا تو کئی دفعہ ہوا کہ کوئی ضرورت مند آیا اُس نے اپنی داستانِ ضرورت سنا کر کسی بڑے افسر تک سفارش کے لئے گزارش کی اور بھائی جان اُسے کار میں بٹھا کر اُس افسر کے دفتر پہنچ گئے ۔ اپنا تعارف کرایا ۔ سائل کی عرضداشت کو اپنے مخصوص انداز سے دُہرایا اور اعانت کی سفارش کی اور مخاطب نے محجوب سا ہوکر جواباً کہا :۔

"چوہدری صاحب ! اِتّی سی بات کے لئے آپ نے خود چلے آنے کی زحمت کیوں فرمائی ؟ وہیں سے فون کر دیا ہوتا ۔ میں آخر یہاں کس غرض

کے لئے بیٹھا ہوں ؟

تو آپ نے اپنی مخصوص صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے فرمایا :۔

"بات دراصل یہ ہے کہ میں خود اس بیچارے ضرورتمند کو نہیں جانتا ۔ مجھے ڈر تھا اگر میں نے صرف فون پر اکتفا کیا تو یہ کہیں یہ نہ جانے کہ ٹال دیا گیا ہے ۔ لہذا میں چلا آیا ۔ مقصود کام کا ہو جانا تھا ۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے کہنے کی لاج رکھ لی"۔ اور بے لوث خدمت کا یہ کرشمہ دیکھکر انسانیت فخر سے اپنی گردن بلند کر لیتی ۔ لیکن ایسے ایسے بطلِ انسانیت بھی روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں ؟

مجھے اپنی ایک لغزش عُمر بھر یاد رہے گی ۔ کراچی سے لَوٹا تو آتے ہی بھائی جان کو لکھا ۔ جواب نہ آیا تو جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے اگلے خط میں اُن پر "بڑے پَن" کی پھبتی کس دی ۔ اور "تنفّر" کا الزام دے مارا ۔ جس کے جواب میں تیسرے ہی دِن ایک ایسی لطیف و لذیذ تحریر مِلی جس کی حلاوت بصارت سے مَس کرتے ہی روح کی گہرائیوں میں گھل گئی ۔ اور جو میرے لئے آج سرمایۂ محبّت سے کم نہیں ۔ بھائی جان نے لکھا ۔

ہم جَور پرستوں پہ یہ الزام تنفّر
یہ وہم کہیں تُجھ کو گنہگار نہ کر دے

برادرم عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

محبّت نامہ مِلا ۔ جزاکم اللہ ۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں خط و کتابت میں مُجرمانہ حدّ تک سُست ہوں ۔ لیکن اس اعتراف پر بھی حقیقت یہی ہے کہ ع

نہ آئندہ ز اُمیدم واز رفتہ شرمسار

نہ توبہ کرنے کا ارادہ ہے ، نہ توبہ شکن کہلانے کا ۔ یہ امر واقعہ ہے کہ مجھے آپ سے تعلّق اخوت ہے اور اپنی جگہ مطمئن ہوں کہ نہ میری خامشی آپ کو کسی وہم میں مبتلا کر سکتی ہے اور نہ آپ اس محتاجِ دُعا کو اوقاتِ فرقت میں فراموش کر سکتے ہیں ۔ الحمد للہ ۔ کس قدر خوش کن خوش اعتمادی ہے مُجھے ۔ اور انشاء اللہ العزیز یہ ہمیشہ قائم رہے گی ۔ آمین اللّٰھمّ آمین ۔ ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو ۔ آمین ۔ یا حافظ یا ناصر ۔ آمین ۔

محتاجِ دعا بھائی

عبد اللہ

اپنے سے چھوٹوں اور نیاز کیشوں کو اس طرح فقرہ فقرہ پر مُحبّانہ دعاؤں سے نوازنے والے دوست اور بھائی اب کہاں ؟ آہ کسقدر محمود و دلنواز تھی وہ شخصیت جس کا تذکرہ آج بھی دلوں کے لئے وجہ تسکین و طمانیت ہے اور زندگی کے کسی موڑ پر بھی جس کے ہونٹوں سے نکلا ہوا ایک بھی کسیلا فقرہ یاد

نہیں آتا جسے دُہرا کر دِل اپنے پیارے کے مزاج کی برہمی کے تیوروں ہی کا لُطف اٹھائے ۔

اے میرے صبر و تحمّل کے پہاڑ اور دلداری و دلنوازی میں بے مثال بھائی ! تیرے فراق میں روح آج بھی پُراندوہ ہے ۔ دل داغدار آج بھی بریاں ہے اور دماغ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ تیری دلنواز روح ہماری مضطرب روحوں کی اس کرب انگیزی کا کس حوصلہ سے نظّارہ کر رہی ہو گی ۔ سوگوار ثاقب زیروی ۹ جون ۶۱ء (۱)

عبد الواحد صاحب صدیقی ناظم آباد کراچی

میرے چھوٹے بھائی عبد الماجد صاحب بیکار تھے ۔ آپ نے ایک غیر از جماعت دوست جناب اسرائیل صاحب مینائی چیف آفیسر کراچی میونسپل کارپوریشن کے نام ایک سفارشی چھٹی ملازمت دلوانے کے لئے دی جس میں رقم فرمایا کہ عبد الماجد صاحب صدّیقی آپ کے پاس آ رہے ہیں ۔ میں اُن کے ہر قول و فعل کا ذمہ دار ہوں ۔

احمدیہ ہال میں آپ میرے اسی بھائی کو (جو دنیوی لحاظ سے بہت معمولی تھا) گلے میں ہاتھ ڈال کر مِلے اور تفسیر کی ایک جلد بطور ہدیہ نذر کرتے ہوئے کہا کہ آپ میرے لئے دعا کریں ۔

---

(۱) ہفت روزہ "لاہور" لاہور ۱۲ جون ۱۹۶۱ء ۔

آپ کلیمز کمشنر تھے ۔ میں نے دیکھا کہ متروکہ جائداد کے سلسلہ میں مولوی عبد القدوس بہاری اس ہیئت میں آپ کے پاس آتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب ان کی بغل میں ہوتی اور وہ اس کتاب کو سامنے میز پر رکھ دیتے ۔ آپ مولوی صاحب کا کام کر دیتے ۔ کسی نے آپ سے کہا کہ یہ مولوی جماعت احمدیہ کا شدید مُعاند ہے اور آپ ان کا کام کر دیتے ہیں ۔ فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ وہ کتنا بڑا واسطہ دیتا ہے ۔ اور اس واسطہ کی وجہ سے میں ان کا کام کر دیتا ہوں ۔

ایک دفعہ "بیچ لکژری ہوٹل" کراچی میں حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر ہونی تھی ۔ جس میں حکومتِ شام کے سفیر نے بھی شرکت کرنا تھی ۔ حضور ابھی اپنی کوٹھی سے نکل کر باہر آرہے تھے اور احباب قطار میں کھڑے تھے ۔ کسی دوست کے دھکّے سے میں قطار سے باہر ہوگیا ۔ اس وقت میرے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے کہ ہم تو پہلے ہی ایسے ہیں کہ آگے آنے والے نہیں بلکہ پیچھے رہتے ہیں پھر بھی کسی نے دھکّا دیکر اور پیچھے کر دیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسیوقت یہ بات چوہدری صاحب کو کسی طرح پہنچ گئی ۔ آپ نے میری دلداری کے لئے مجھے بلوایا اور فرمایا کہ حضور اس ہوٹل کی طرف روانہ ہوں گے تو آپ نے کار میں حضور کے ساتھ جانا ہے ۔ چنانچہ ہوٹل تک میں حضور کے ساتھ کار میں گیا اور اسوقت کی تصاویر میں بھی شامل ہوں ۔

مکرم خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ماڈل ٹاؤن ۔ سیالکوٹ شہر

اگرچہ آپ کے وطن ضلع سیالکوٹ کا میں باشندہ ہوں ، پھر بھی تقسیم ملک تک آپ سے میرے تعلقات معمولی تھے ۔ بعد میں میں کراچی گیا لیکن چادر لوہا کے حصول میں مجھے کامیابی نہ ہوئی ۔ آپ کی خدمت میں میں حاضر ہوا تو آپ نے نہایت شفقت کے ساتھ کوشش کر کے مجھے چھ سات ٹن کی بجائے ایک گاڑی لوڈ یعنی بائیس ٹن ایک دوسرے مقام سے دلوا دیا ۔ آپ ہمیشہ مجھ سے شفیقانہ طور پر پیش آتے تھے اور ہر رنگ میں ہر ایک کے لئے باعثِ رحمت تھے ۔ اور حتی المقدور کسی کو مایوس نہیں جانے دیتے تھے ۔

مکرم سعید احمد خاں صاحب (۱)

محترم چوہدری صاحب کی امارت کے زمانہ میں میرا قیام کراچی میں رہا ۔ ابتدا میں میری فیملی ساتھ نہ تھی اور میں رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھاتا تھا ۔ جہاں آپ بھی کھاتے تھے ۔ اور بالعموم میں کھانے میں مصروف ہوتا تو آپ بعد میں تشریف لاتے ۔ لیکن میری دعوت کہ میرے ساتھ آپ کھانا تناول فرمائیں ، آپ اسلئے قبول نہ کرتے اور معذرت کر دیتے کہ آپ کھانے

---

(۱) آپ محترم حکیم عبد الصمد صاحب میرٹھی صحابی کے فرزند ہیں ۔ حکیم صاحب انچولی ضلع میرٹھ (یو ۔ پی) سے تقسیم ملک سے بارہ چودہ سال پہلے قادیان ہجرت کر آئے تھے ۔ پھر آپ کو پاکستان منتقل ہونا پڑا ۔

میں مصروف ہیں ، اس لئے میری شرکت مناسب نہیں ۔ ہوٹل کا مالک آپ کا دوست تھا اور آپ کی بہت عزّت کرتا تھا ۔

آپ نے ایک دفعہ بتایا کہ بعض نے اعتراض کیا ہے کہ میں نے جو کلرک بھرتی کئے ہیں ، ان میں اکثریت احمدیوں کی ہے ۔ میرا یہ جواب ہے کہ میں نے قابل اور اہل افراد کو منتخب کیا اگر وہ احمدی نکل آئے تو میرا اسمیں کیا قصور ہے ۔ اگر معترض ان سے بہتر افراد لے آئیں تو میں ان کو ملازم رکھ لوں گا ۔

آپ احمدیوں کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہتے اور اُن سے بشاشت کے ساتھ مِلتے تھے ۔ میں نے آپ سے کہا کہ میجر جنرل کے پاس میری سفارش کر دیں ۔ آپ نے کہا کہ مَیں اس کو نہیں جانتا ۔ اگر آپ کے نزدیک میرے کہنے سے آپ کا کام ہو جائے گا تو میں تیار ہوں ۔ چنانچہ اپنی موٹر کار میں آپ مجھے ان کے پاس لے گئے اور میری سفارش کر دی ۔

ایک دفعہ شیعہ صاحبان نے آپ کو اپنے جلسہ میں جو صدر کراچی میں منعقد ہوا ، تقریر کی دعوت دی اور یہ صاحبان آپ کی تقریر سے محظوظ ہوئے ۔ آپ ایسے اعلیٰ مقرّر تھے کہ آپ سامعین کو ہنسا بھی دیتے تھے اور رُلا بھی دیتے تھے ۔ آپ سلسلہ کی کوئی تحریک کرتے تو ذکر کر دیتے کہ آپ نے اُس میں اسقدر حصّہ لیا ہے شاید ہی کوئی شخص ہوتا جو اس تحریک میں حصّہ نہ لیتا ۔ خطبہ دیتے ہوئے کئی دفعہ آپ پر رقّت طاری ہو جاتی اور حاضرین بھی

متأثّر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے ۔

جہاں آپ نہایت نرم اور محبّت کرنے والے شفیق بزرگ تھے وہاں ڈسپلن کے بڑے سخت تھے ۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے اس جماعت کی کارکردگی کمال کو پہنچ گئی تھی ۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ سے عشق تک محبّت تھی ۔

مکرم محمدؐ اقبال صاحب منہاس ماڈل کالونی ۔ کراچی ۲۷

آپ میرے بھائی محمدؐ اکرم صاحب منہاس سے بے حدّ محبت کا سلوک کرتے تھے ۔ شعراء کی دعوت کا اہتمام ایک موقعہ پر غالباً آپ کی طرف سے تھا آپ نے بھائی محمدؐ اکرم صاحب کو بھی شمولیت کی دعوت دی اور یہ بھی کہا کہ میں یہ بھی رعایت کرتا ہوں کہ اپنے بھائی (محمدؐ اقبال) کو بھی ساتھ لے آئیں ۔ اس تقریب میں چوہدری صاحب نے اپنے یہ شعر سُنائے ۔

میرے دِل کی دُنیا میں آ کر تو دیکھو
ذرا دِل کسی سے لگا کر تو دیکھو
بڑی ہی بھلی ہے خطائے محبّت
یہ چھوٹی سی تم اِک خطا کر تو دیکھو

تأثّرات حفیظ الرحمٰن صاحب (۱)

محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر کراچی کے بنگلے پر ایک دوست مجھے ملازمت دِلوانے کے لئے آپ کے بنگلہ پر لے گئے ۔ رات آپ نے مجھے اپنے ہاں ٹھہرایا اور دوسرے روز اپنے ہمراہ موٹر میں مجھے اپنے دفتر لے گئے اور مجھے اپنے ماتحت کلیمز آفیسر کے پاس بھجوا کے کہا کہ وہ مجھے ملازمت دے دیں ۔ لیکن چند دن بعد اس افسر نے چوہدری صاحب کو بتایا کہ میں کام میں نہیں چل سکتا ۔ پھر آپ نے مجھے ایک اور افسر کے سپرد کر دیا ۔ اور مجھے کلیم سیٹلمنٹ حیدر آباد کے محکمہ میں کام دیدیا گیا چنانچہ اس محکمہ کے ٹوٹنے تک تین چار سال میں نے کام کیا ۔ مجھے حیدر آباد سندھ میں بطور سیکرٹری مال جماعتی خدمت کا موقعہ بھی مِلا ۔

از چوہدری مظفّر علی صاحب (۱)

آہ من گر باز بینم روئے یار خویش را
تا قیامت شکر گویم کرد گارِ خویش را

مرحوم و مغفور بھائی عبد اللہ خاں صاحب فہیم ، معصوم طبع ، خوش طبع ،

---

(۱) آپ پسر مکرم عبد العزیز صاحب ساکن قادر آباد نزد قادیان ہیں بعد تقسیم ملک آپ کراچی میں آباد ہو گئے تھے ۔

(۱) بقیہ حاشیہ چک نمبر ۱۷۱

نہایت متواضع اور خوش پوشاک تھے ۔ ہمارے دونوں خاندانوں کی قرابت بزرگوں سے نہ معلوم عرصہ سے چلی آ رہی ہے ۔ دونوں خاندان محلہ نخاس شہر سیالکوٹ میں رہتے تھے ۔ میری عمر بمشکل آٹھ سال کی تھی کہ میری والدہ صاحبہ وفات پا گئیں ۔ حضرت ممانی صاحبہ بھائی موصوف کی والدہ صاحبہ رضی اللہ عنہا نے میری والدہ مریضہ کے لئے کمال شفقت اور جانفشانی سے اپنا گھر چھوڑ کر دن رات ایک کر دیا ۔ ممانی صاحبہ نے ازراہِ ترحّم میرا دل بہلانے کے لئے کچھ عرصہ کیلئے مجھے بھائی عبداللہ خاں صاحب کی تحویل میں دیدیا ۔ جو اسوقت تیرہ چودہ سال کے تھے ۔ وہ طرح طرح کی دلجوئی والی باتوں سے میرا غم غلط کرنے کی کوشش کرتے ۔ اکثر کہتے گھبراؤ نہیں ۔ خدا تعالیٰ ایک نہ ایک دن تائی جی (یعنی میری والدہ صاحبہ) سے مِلا دیگا ۔ ہم بھی اُن کی وجہ سے اُداس ہیں ۔ آہستہ آہستہ میری ڈھارس بندھ گئی ۔ جوان ہونے پر مجھ پر ظاہر ہوا کہ نفسیاتی لحاظ سے یہی طریقۂ کار مؤثر ہو سکتا تھا ۔

کالج کی تعلیم کے وقت جب میں مرے (MURREY) کالج سیالکوٹ میں داخل ہوا تو اُن کے ساتھ ان کے کمرے میں رہنے لگا ۔ چونکہ میں مضامین تبدیل کرکے لاہور کے ایک کالج سے آیا تھا ۔ اب وقت کی کمی کے باعث یا تو میں فیل ہو کر اسی فرسٹ ایئر میں رہ جاتا یا کامیاب ہو کر سیکنڈ ایئر میں ہو جاتا ۔ ایک دو ماہ کا وقت جو ملا اسمیں جو محنت کی بفضلہ تعالیٰ وہ برآئی اور میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہوا ۔ بھائی جان ۔ میری کامیابی پر

پھولے نہ سمائے ۔ میرا بازو پکڑ کر دوسروں سے تعارف کرواتے اور کہتے کہ دیکھو ۔ پہلی ہی جَست پر سارے مضامین عبور کر گیا ہے ۔ حالانکہ اس سے پہلے کے بیشتر طالب علم ابھی تک لڑکھڑا رہے ہیں ۔ آپ کی حوصلہ افزائی کے نتیجہ آئندہ بھی میں اپنے تعلیمی معیار پر قائم رہا ۔ گویا آپ اپنے اقارب کے لئے حد درجہ شفیق و ہمدرد تھے ۔ انکی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتے اور ان کے لئے ایک ڈھارس تھے ۔

آپ کی دینداری کی ایک بات یہ ہے کہ آپ جو دو تین ہفتہ کے بعد کالج سے ڈسکہ وطن جاتے اور مجھے بھی ساتھ لے جاتے ۔ ایک دفعہ ڈسکہ میں آپ نے نماز نہ پڑھنے والی خواتین کے بارے میں یہ اصلاح کا طریقہ اختیار کرنا چاہا کہ ہم ان کا تیار کردہ کھانا قبول نہ کریں جب تک کہ وہ نمازوں میں باقاعدگی نہ اختیار کر لیں ۔

آپ صحبت صالحین اختیار کرتے تھے چنانچہ سیالکوٹ کے صحابۂ کرام کے ساتھ آپ کا رابطہ رہتا تھا ۔ آپ کی باتوں میں سچائی ہوتی تھی ۔ اور عموماً آپ کو سچّی خوابیں آتی تھیں ۔ آپ نے ایک صُبح خواب سنایا کہ عبد اللہ خاں لُنگ والا بی ۔ اے میں کامیاب ہوگیا ہے ۔ چنانچہ فارم داخلہ آپ نے اسی نام سے پُر کیا اور آپ کامیاب ہوئے ۔

سلسلہ کے وقار اور خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے آپ کے دل میں بدرجہ اتمّ حفظِ مراتب کا احساس تھا ۔ اسبارے میں آپ کسی کی

رُو رعایت نہیں کرتے تھے ۔ اور نہ کسی کا خوف رکھتے تھے ۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب (۱)

خاکسار اپنی طبعیت کے لحاظ سے کم آمیز ہے ۔ اسلئے مجھے آپ سے زیادہ میل جول اور قریب بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا ۔ صرف ایک دفعہ جبکہ یہ مُلک نیا نیا معرضِ وجود میں آیا تھا ۔ خاکسار اپنے ذاتی کام سے کراچی گیا ۔ آپ سے مجھے کوئی خاص واقفیت نہ تھی ۔ آپ کے اخلاق عالیہ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس وجہ سے کہ میں سلسلے کا کارکن ہوں آپ کی طرف سے میرا پورا عزاز ہوا اور آپ نے میرے آرام کا پورا پورا خیال رکھا ۔ آپ نے متعلّقہ کارکنوں کو ہدایت کی کہ میرا خاص خیال رکھیں اور آپ نے میری پُر تکلّف دعوت کی اور انتہائی مشفقانہ سلوک سے مجھے نوازا ۔ حالانکہ ذاتی طور پر آپ سے یہ میری پہلی ملاقات تھی ۔ آپ بڑے مہمان نواز ، اعلیٰ اخلاق کے مالک ، سلسلہ سے محبّت رکھنے والے اور خدّامِ سلسلہ کی دِل سے قدر کرنے والے بزرگ ہیں اور بیدار مغز ، اللہ تعالیٰ کی محبّت اور اسکے دین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار امر جماعت ہیں ۔ فَرَضِی اللہ تعالیٰ عنہ وجعل الجنّۃ العُلیا مثواہ ۔ اٰمین

---

(۱) پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ و مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔

عبد الحمید صاحب صدر حلقہ عزیز آباد ۔ کراچی

میں پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی میں ۱۹۲۱ء سے ملازم تھا ۔ مجھے میری درخواست پر آپ نے محکمہ کسٹوڈین میں لے لیا ۔ جہاں ہیڈ کلرک سے ترقی کرکے میں ڈپٹی کلیمز آفیسر کے عہدہ سے ۱۹۶۱ء میں ریٹائر ہوا ۔ اس سارے عرصہ میں آپ نے مجھے کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ آپ میرے افسر ہیں اور میں آپ کے ماتحت درجہ رکھتا ہوں ۔

تأثرات مولانا محمدؐ احمدؑ صاحب جلیل (۱)

محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کا جنازہ آنے پر مجھے احساس ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے کتنا اُنس اور تعلّق اور جماعت میں آپ کا کس قدر احترام تھا ۔ آپ کی وفات کے بعد مجھے جامعہ احمدیہ کے ایک کام کے سلسلہ میں کراچی جانا پڑا تو اس جماعت کو مرحوم کی تعریف میں رطب اللّسان پایا کہ بے روزگار افراد کی دلجوئی کرتے ۔ سلسلہ کا مہمان رکھتے جبتک کہ ان کے روزگار کا انتظام نہ ہو جاتا اس جماعت کے کارکنان کی اعلیٰ کارکردگی آپ کی اعلیٰ تربیت کی مرہونِ منّت ہے ۔ آپ کی طبعیت میں رُعب کے ساتھ ایک جاذبیت بھی تھی ۔ اسوجہ

---

(۱) آپ شیخ الکُلّ حضرت مولانا محمدؐ اسمٰعیل صاحبؓ ہلالپوری کے فرزند اور پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ ہیں ۔

سے آپ کے رفقاءِ کار آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے ۔ مکرم ملک بشیر احمدؒ صاحب امریکی (مالک دکان (NEW WAY DRY CLEANING) نے بتایا کہ کسی اہمّ کام کی صرف تحریک پر مرحوم اکتفا نہ کرتے تھے ۔ بلکہ خاص احباب کی معیت میں بڑے بڑے احباب کے ہاں بے تکلّفانہ چلے جاتے اور ایسے مؤثّر اور پُرخلوص انداز میں اس تحریک کے بارے تلقین کرکے یہ کہتے کہ آپ اتنی رقم اسکے لئے دیدیں کہ مخاطب کو سوائے تعمیل کے چارہ نہ ہوتا اور وہ بخوشی رقم ادا کر دیتا ۔

از سید منیر احمد صاحب حال بمقام ابوظہبی (ابن سیّد علی احمد صاحب انبالوی صحابی)

میرے والد صاحب مرحوم کے تعلّقات حضرت چوہدری محمدؒ ظفر اللہ خاں صاحب سے تھے ۔ جو اسوجہ سے اور بھی مضبوط ہو گئے جب والد صاحب نے آپ کی بیٹی محترمہ امۃ الحی صاحبہ کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں قرآن مجید پڑھایا ۔ حضرت چوہدری صاحب کی کوٹھی بیت الظفر واقع دارالانوار قادیان میں غالباً ۱۹۴۱ء میں بزرگوارم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب رہائش رکھتے تھے ۔ ہم قریب ہی باب الانوار میں رہتے تھے ۔ ہماری آمدورفت آپ کے گھر میں تھی ۔ میں دن رات وہیں رہتا تھا ۔ اور آپ کے چھوٹے بیٹے سے جس کو پیار سے سب کاکا کہتے تھے ۔ میرا بہت میل جول تھا ۔ کئی دفعہ ہم ٹیوب

ویل پر نہاتے اور چوہدری صاحب خاص طور پر اسوقت نگہداشت فرماتے تھے ۔

ایک دفعہ کاکا غالباً ٹائیفائڈ سے بیمار ہو گیا ۔ اس کے لئے برف آتی تھی ۔ ایک دفعہ لڑکی خادمہ نے مجھ سے کہا کہ برف توڑ کر تھرماس میں ڈال دوں ۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تھرماس کیا چیز ہوتی ہے اور اسے کیسے استعمال کرتے ہیں ۔ میں نے برف کو فرش پر مار مار کر توڑا ۔ ایک ہی ٹکڑا ڈالا تھا کہ تھرماس ٹوٹ گیا ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا دھماکہ ہوا ہے ۔ کہنے لگی کہ تھرماس ٹوٹ گیا ہے ۔ اب مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ مبادا گھر والے اسوجہ سے ناراض ہوں ۔ میں نے برف کا ایک ٹکڑا تھرماس میں ڈالا اوراسی وقت آنکھ پکڑ کر بیٹھ گیا کہ اس میں تھرماس کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا پڑ گیا ہے ۔ اس خادمہ نے میری آنکھ پر ایک دو پٹّہ ڈال دیا اور آوازیں دینے لگی فوراً چوہدری صاحب آگئے اور پوچھا کہ کیا ہوا ، کیسے ہوا ۔ خادمہ نے بتایا کہ برف تھرماس میں ڈالنے پر وہ ٹوٹ گیا اور اس کا شیشہ آنکھ میں پڑ گیا ۔ بھاگم بھاگ ہونے لگی اور کسی ڈاکٹر کو بلانے کی طرف توجّہ کی جانے لگی ۔ مجھے معلوم تھا کہ اوّل تو کچھ ہوا ہی نہیں ۔ اگر ہے بھی تو برف کا ریزہ ہے جو پگھل جائے گا ۔ میں نے اپنے گھر جانے کی خواہش کی فرمانے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم کو تکلیف یہاں ہو اور تم گھر چلے جاؤ ۔ اور وہاں جا کر سب کو تکلیف میں مبتلا کرو ۔ میں نے بہت کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا ۔ لیکن آپ نے مجھے بستر بڑ لٹا کر ہی دَم

لیا اور کافی دیر آرام کر لیا تو خادم کے ساتھ مجھے گھر بھجوا دیا ۔ اللہ تعالیٰ میرے اس بزرگ محسن کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

ملک مجید احمد صاحب (۱)

آپ قدرتی طور پر رُعب اور دبدبہ رکھتے تھے ۔ لیکن آپ اپنی شگفتہ باتوں سے جلد ہی مخاطب کے دل کی مرعوبیت کو دور کر دیتے اور اس سے گھل مل جاتے تھے ۔ آپ اپنے ذہنِ رسا کے باعث مخاطب کی قلبی کیفیت معلوم کر لیتے اور خود ہی احوال دریافت کر لیتے تھے ۔ ایسی باتوں کی وجہ سے جو آپ سے ایک دفعہ ملاقات کر لیتا ، آپ کا گرویدہ ہو جاتا اور آپ کو اپنا سب سے بڑا مُونس و غمخوار سمجھتا ۔ کتنے ہی ضرورتمندوں کی آپ اس طرح کفالت کرتے تھے کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوتی تھی ۔

مجھ پر آپ کا ایک بھاری احسان ہے ۔ میں تعلیم الاسلام کالج کی تعلیم سے فارغ ہوکر ۱۹۵۲ء میں کراچی پہنچا ۔ بیرونِ ملک جانے کا شوق ہوا ۔ اسوقت پاسپورٹ دئے جانے پر بہت سی پابندیاں عائد تھیں ۔ بہت سی

---

(۱) آپ کراچی ائیرپورٹ میں گورنمنٹ کنٹریکٹر ہیں ۔ آپ کے والد محترم ملک محمدؐ دین صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس چک ۲۲۶ ۔ گ ۔ ب ۔ ضلع فیصل آباد ہیں ۔

کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہ ہوئی ۔ والد صاحب نے آپ سے اس مشکل کا اظہار کیا ۔ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی اور ہر ممکن امداد کا یقین دلایا ۔ سو آپ کی ذاتی دلچسپی سے یہ کام تکمیل کو پہنچا ۔ اور جون ۱۹۵۳ء میں ملکہ برطانیہ کے جشن تاجپوشی کی تقریب سے چند روز پہلے میں وہاں پہنچ گیا اور میرا شوق بیرونِ ملک جانے کا پورا ہوا ——

مکرم غُلام محمدؒ صاحب کشمیری باورچی کراچی

محترم چوہدری صاحب کی ہدایت تھی کہ حضور کی خدمت میں چائے بسکٹ لاؤں ۔ میں آلو چپس لے آیا ۔ چوہدری نے مجھے سمجھایا کہ چپس کھانے کے ساتھ رکھے جاتے ہیں ، نہ کہ چائے کے ساتھ ۔ حضور اس پر مُسکرائے ۔

حضور کے ساتھ ایک فلسطینی دوست کی ملاقات کے موقعہ پر چوہدری صاحب نے فرمایا کہ چائے وغیرہ پیش کروں ۔ لاتے ہوئے قالین سے میرا پاؤں اٹک گیا لیکن شکر ہے کہ برتن نہیں گرنے پائے ۔ چوہدری صاحب نے اس لطیف رنگ میں مجھے توجّہ دلائی کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضور کے کمرے میں چائے لانے کا موقعہ مِلا ہے اسلئے خوشی کے مارے گرے پڑتے ہو ۔

صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب ابن حضرت مصلح موعودؓ

آپ بہت ہی نیک ، نہایت ہمدرد اور مخلوقِ خدا سے بہت ہی ہمدردی

اور پیار کرنے والے انسان تھے ہمیشہ مُسکراتے رہتے اور مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کرنے کا بے پایاں جذبہ اُن میں تھا ۔ ایسے بہت سے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ میں آپ کے ہاں اُترا ہوا تھا کہ کسی اور محکمہ کا ایک چپراسی آپ کے پاس آیا اور آپ کے پاس اندر پیغام بھجوایا کہ میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ دفتر جانے کی تیاری میں مصروف تھے اور کمشنر بحالیات کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے ، آپ نے اس سے ملاقات کی اور اطمینان کے ساتھ اُس کی فریاد سُنی ۔ اور اسے اپنی کار میں بٹھلا کر اس کے افسر کے پاس لے گئے اور اس غریب پر جو اس محکمہ میں زیادتی ہو رہی تھی اُس کا ازالہ کر دیا ۔ میں یہ کہنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو جس قدر پیار ، خلوص اور ہمدردی مخلوقِ خُدا سے تھی وہ بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے ۔ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے تھے ۔ کبھی کسی کی چاپلوسی نہیں کرتے تھے ۔ یہی جذبہ آپ کو مردِ مجاہد بنا گیا کیونکہ آپ ہر قسم کے شرک سے پاک تھے ۔

مکرم ڈاکٹر قاضی مسعود احمد صاحب (۱)

آپ ایک بہت دلکش اور کام کرنے والی شخصیت تھے ۔ ۱۹۴۶ء یا ۱۹۴۷ء میں آپ اپنی ٹانگ کا اپریشن کرانے کے لئے انگلستان گئے تھے تو میرا آپ سے تعارف ہوا تھا ۔ باوجود بیماری اور پھر اپریشن کی تکلیف کے

---

(۱) ریٹائرڈ سرجن میو ہسپتال لاہور و رکن صدر انجمن احمدیہ پاکستان

آپ ہر ایک سے بشاشت سے مِلتے تھے ۔ اور ہمیشہ راضی برضا رہنے کا درس دیتے تھے ۔

امیر جماعت کراچی کی حیثیت سے آپ بڑی جانفشانی سے اپنا فریضہ ادا کرتے تھے ۔ ہمیشہ جماعت کو اخلاقی اور قومی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے تھے ۔ آپ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ کسی کو حق پر سمجھتے تو تا حدّ امکان اس کی مدد کرتے تھے ۔ خواہ آپ کو اس کے لئے کتنے ہی لوگوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑیں ۔ آج کل کے طریق پر یہ نہیں کہ یہ کہہ کر کہ یہ "میرا کام نہیں" پہلو بچا لیا ۔ لمبے عرصہ تک میں نے اپنے ساتھ بعض افسران کے غیر صحیح رویّہ کو برداشت کیا ۔ پھر میں نے آپ سے ذکر کیا ۔ آپ فوراً میرے ساتھ چل پڑے اور مناسب جگہ جا کر غلط رویہ کی نشاندہی کی اور اس کا سدِّباب کرایا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے ۔

چوہدری ناصر احمد صاحب باجوہ صدر حلقہ ڈرگ روڈ ۔ کراچی

میرے والد محترم چوہدری بشیر احمد صاحب باجوہ امیر جماعت احمدیہ حلقہ داتہ زید کا ، محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب کے ماموں زاد بھائی ہیں ۔ چوہدری صاحب کی ہمدردی اور وسیع جذبۂ خدمتِ خلق کے بارے میں کئی بار بڑا مزہ لیتے ہوئے یہ بات سنائی کہ ایک دفعہ ربوہ میں مشاورت کے ایام میں میں نے آپ سے ذکر کیا کہ ایک میٹرک تک تعلیم رکھنے والے بچّے کو

ملازمت درکار ہے ۔ تو آپ نے میرا بازو پکڑ کر میرے کان میں کہا کہ تعداد کی قید نہیں ، جتنے بچّوں کو ملازمت مطلوب ہو ، مُجھ سے دریافت کئے بغیر اسے فوراً میرے پاس کراچی بھجوا دیا کریں ۔ ان کو ملازمت دلوا دیا کروں گا ۔

ایک سندھی دوست حج کے لئے ٹکٹ نہ ملنے پر کسی کی وساطت سے آپ کے پاس پہنچے ۔ آپ متعلقہ افسر سے ملے اور بتایا کہ ان کو مع اہلیہ ٹکٹ مطلوب ہے ۔ اس افسر نے کہا کہ آپ نے بڑی تکلیف کی ۔ میرے اختیار میں بیس ریزور ٹکٹ ہیں ۔ ایک کیا میں آپ کے کہنے پر سارے دے سکتا ہوں سو یہ دوست حجِ بیت اللہ سے مشرف ہوئے اس حسنِ سلوک کا ان پر ایسا نیک اثر ہوا کہ انہوں نے احمدیت قبول کر لی ۔

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید

آپ کی طبعیت میں لطیف مزاح تھا ۔ میں بطور نائب وکیل المال اور چوہدری عزیز احمد صاحب جو محاسب یا نائب ناظر بیت المال تھے ، دورہ پر کراچی پہنچے ۔ ایک روز محترم میاں عبدالحق صاحب رامہ سیکرٹری مال کے ہاں کھانا تھا ۔ اتّفاقاً مُرغ کا ڈِش چوہدری صاحب کے سامنے تھا ۔ مزاحاً فرمایا کہ میرے لئے یہ ڈِش کافی ہے ۔ کھانے کے دوران بھی آپ کی پُر لطف و مزاح گفتگو سے ہم محظوظ ہوتے رہے ۔ ساتھ ہی آپ ہمارا خیال بھی رکھتے تھے ۔

پھر ایک دفعہ تحریک جدید کے مالی جہاد کے سلسلہ میں مجھے وہاں دورہ پر جانا ہوا ۔ آپ کا بھرپور تعاون مجھے حاصل ہوا ۔ آپ نے اپنی کار میرے لئے وقف کئے رکھی ۔ کسی نے کھانے پر بُلانا ہوتا تو آپ کی اجازت سے ہی بُلانا ہوتا ۔ بغیر ضیاع وقت کے تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ کام سر انجام پایا ۔ مرکزی کارکنان آپ کی نظر میں بہت قابلِ احترام تھے ۔ آپ کو بالغ نظر منتظم پایا ۔ جن مضبوط بنیادوں پر آپ نے اس جماعت کو استوار کیا نتیجۃً اسکی تنظیم اعلیٰ معیار تک پہنچی ۔ آپ کے تربیت یافتہ کارکنان اس جماعت اور دیگر بہت سی جماعتوں کے لئے قیمتی سرمایہ ثابت ہونے کی وجہ سے ایک صدقہ جاریہ کا رنگ رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا جائے اور ہمیں آپ کے اوصافِ حمیدہ اختیار کرنے کی توفیق بخشے ۔ آمین

سیّد سعید خالد صاحب (۱)

آپ کو قوّتِ بیانیہ عطا ہوئی تھی ۔ مختلف رنگوں میں آپ نوجوانوں کی تربیت ، تبلیغ اور انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین جماعت کو کرتے تھے جس کے بعض واقعات درج ذیل ہیں :۔

۱ ۔ تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں آپ نے

---

(۱) آپ منتظمِ عمومی مجلسِ انصار اللہ صدر کراچی ہیں ۔

اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ حضرت چوہدری فتح محمدؓ صاحب سیالؓ (اپنے خُسر) کو ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ۔ ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے ۔ تو کہنے لگے کہ تبلیغ اور چندہ کے بارے میں مجھ سے پوچھا گیا ہے ۔

۲ ۔ قادیان میں آپ مسجد نور کے قریب کھڑے تھے ۔ میں پاس سے گزرا اور دھیمی آواز سے سلام کہا اور تھوڑی دور جا کر کھڑا ہو گیا آپ نے سلام کی آواز نہیں سُن پائی اور مجھے فرمایا کہ جو شخص آئے اس پر لازم ہے کہ وہ سلام کہے ۔

۳ ۔ چندہ تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان جماعت کراچی میں کرنے سے پہلے آپ ذاتی طور پر احباب سے ملاقات کرتے اور وعدے حاصل کرتے بلکہ اس بات کی کوشش کرتے کہ چندہ کی رقوم نقد وصول ہوں ۔ اور نئے سال کا اعلان ہوتے ہی تار کے ذریعہ آپ اس کی اطلاع حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بھجوا دیتے تھے ۔ اور جماعت میں فہرست کو سنا دیتے تھے ۔ چندہ کی ادائیگی میں خود آپ کا مقام بہت ممتاز نظر آتا تھا ۔

ایک دفعہ نماز جمعہ ہونے لگی تو ایک دوست نے اعلان کیا کہ احباب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے لئے دعا کریں ۔ اور بعد میں کہا کہ دوست حضرت صاحب (مصلح موعودؓ) کے لئے بھی دعا کریں ۔ اس پر محترم چوہدری صاحب نے بلند آواز سے کہا کہ یہ اعلان نامناسب اور غلط قسم کا ہے ۔ احباب

کو آئندہ احتیاط کرنی چاہئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کا مقام ہزار چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے بھی بہت بلند ہے ۔ اعلان میں پہلے حضور کا نام لینا چاہئے تھا ۔

سلسلہ کے کام کے لئے مرکز سے آنے والے احباب کے ساتھ آپ رہتے حتّٰی کہ ان کا کام مکمّل ہو جاتا ۔ نیز آپ نے اپنے دفتر میں یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ کوئی بھی شخص چھوٹا ہو یا بڑا ، میری ملاقات کے لئے آئے ، اسے روکا نہ کریں ، بلکہ مجھ سے فوراً ملاقات کرا دی جایا کرے ۔

آپ نے احباب میں اطاعتِ امیر کا جذبہ بھی پیدا کیا ۔ آپ نے سمجھانے کے لئے یوں بھی احباب کو تلقین کی کہ ممکن ہے کہ کوئی دوست مجھ سے بہتر ہوں ۔ لیکن چونکہ مجھے حضور نے امیر مقرر فرمایا ہے اسلئے میری اطاعت کرنا آپ لوگوں پر لازم ہے ۔ اگر کسی شخص کو جو سڑک پر جھاڑو دینے والا ہے امیر مقرر کر دیا جائے تو اس کی اطاعت بھی فرض ہے ۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں جب کسی شہر میں جاتا ہوں تو میری اوّلیں کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہاں کے امیر یا صدر جماعت سے ملاقات کروں ۔ ان سے مِل کر میں کہتا ہوں کہ عبد اللہ خاں آپ کے شہر میں آیا ہے ۔ اب میں آپ کی امارت یا صدارت کے ماتحت ہوں ۔ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو میں اس کے لئے حاضر ہوں ۔

آپ کو اپنی والدہ ماجدہ سے جسقدر محبّت تھی اس امر سے ظاہر ہے کہ

مرض الموت میں مرض کی شدّت میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ اب بے بے جی کے پاس جاتا ہوں ۔

چوہدری عبد المجید صاحب (۱)

محترم چوہدری محمدؑ عبد اللہ خاں صاحبؓ جماعتی امور میں بہترین تعاون دیتے تھے ۔ ۱۹۵۶ء میں مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی کا اجتماع ہوا ۔ آپ نے نہ صرف خود عطیہ دیا بلکہ دوسروں سے بھی عطیہ جات دلوائے ۔ ہماری حوصلہ افزائی کی ۔ آپ اجتماع میں تشریف لاتے اور ہمیں ہدایات سے نوازتے تھے ۔ کوئی جماعتی کارکن آپ سے دفتر میں ملاقات کے لئے آتا تو آپ فوراً اندر بُلوا لیتے تھے ۔ ایک دفعہ میں باہر دیر تک ٹھہرا رہا ۔ پھر اندر اطلاع بھجوائی تو آپ نے فوراً مجھے اپنے پاس بُلوا لیا اور فرمایا کہ آپ باہر لوگوں میں کیوں کھڑے انتظار کرتے رہے ۔ لوگ تو میرے پاس آتے ہی رہتے ہیں ۔ آپ نے ہمیں ہدایت دے رکھی تھی کہ فوراً چق اٹھا کر ہم آپ کے پاس اندر پہنچ جایا کریں ۔ اور جماعتی امور کے متعلق مشورہ کر لیا کریں ۔

میری اس ملاقات کے اثناء میں ایک احمدی دوست آپ سے سفارش

---

(۱) آپ جماعت کراچی کے جنرل سیکرٹری سال ہا سال رہے ۔ آپ سے خاکسار مؤلف نے جنوری ۱۹۷۸ء میں بمقام کراچی کچھ باتیں ضبط تحریر کیں اور کچھ اب مکرم عبد المالک صاحب کی تحریک پر تحریر کرکے دی ہیں ۔

کرانے آئے ۔ آپ نے پوچھا کہ آپ کس حیثیت سے میرے پاس آئے ہیں اس نے کہا کہ میں اسلئے آیا ہوں کہ آپ امیر جماعت ہیں ۔ تو آپ نے اسے سمجھایا کہ جب آپ بطور احمدی اپنی کوئی بھی جماعتی ذمہ داری ادا نہ کریں تو بطور امیر جماعت آپ کا میرے ساتھ کیا واسطہ ہوا ۔ آپ تو بطور احمدی سلسلہ سے کوئی تعلق نہ رکھیں لیکن سمجھیں یہ کہ مجھ پر بطور امیر جماعت آپ کا کام کرنا فرض ہے ۔ پھر آپ نے دلداری کے رنگ میں اسے کہا کہ ہمیں خدمتِ سلسلہ کی جو کچھ توفیق ملتی ہے اس کا فائدہ ہمیں ہی ہوتا ہے ۔ ورنہ سلسلہ کے کام ہونے سے رہ نہیں جاتے ۔ مزید یہ کہا کہ گو میرا رابطہ اس افسر سے نہیں جس کے پاس آپ میری سفارش کروانا چاہتے ہیں ۔ لیکن میں آپ کی سفارش ضرور کر دوں گا ۔

آپ کی غرباء پروری کی بیشمار مثالیں ہیں ۔ ایک دفعہ ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کامٹی کو کامٹی سے آمدہ معمولی قوم کا ایک فرد اتفاق سے ملا ۔ اسنے کہا کہ میں نے اپنے ایک بچّے کو میٹرک کروایا ۔ لیکن اسے ملازمت نہیں ملی ۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر وہ اپنے بچے کو لے آیا اور ڈاکٹر صاحب اسے چوہدری صاحب کے پاس لے گئے ۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ کسی وجہ سے چوہدری صاحب کو بہت تاخیر ہو گئی ۔ لیکن ڈاکٹر صاحب اپنے کلینک کے مریضوں کا خیال کرکے زیادہ انتظار نہ کر سکے اور چلے گئے ۔ چوہدری صاحب دفتر آئے تو ایک احمدی ملازم دفتر نے بتایا کہ یہ بات ہے اور ڈاکٹر صاحب اس بچّے کو میرے

سپرد کر گئے ہیں تاکہ آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ اسکی ملازمت کا آپ انتظام کر دیں ۔ چوہدری صاحب اسے اسوقت اپنے ایک ماتحت افسر کے پاس لے گئے اور کہا کہ میں ایک درخواست لیکر آیا ہوں ۔ اس افسر نے کہا کہ آپ فون پر یا کسی کے ذریعہ مجھے حکم بھجوا دیتے ۔ آپ نے خود تشریف لانے کی زحمت کیوں گوارا کی ۔ کہنے لگے کہ میرا حکم نہیں ۔ میری درخواست ہے ۔ ہمارے ایک بزرگ اس بچّے کو میرے پاس لائے اور انتظار کر کے چلے گئے ۔ مجھے دیر ہو گئی تھی ۔ اور یہ بچّہ اُن کا کوئی عزیز رشتہ دار نہیں جس سے ظاہر ہے کہ یہ بے وسیلہ اور کس میرس ہے ۔ میری درخواست ہے کہ اسے کوئی ملازمت دلادیں ۔ دفتر سے پوچھنے پر اس افسر کو معلوم ہوا کہ ایک کلرک مستعفی ہو گیا ہے اور اس کی جگہ خالی ہے اور اپنے دفتر کو ہدایت دی کہ تعیناتی حکم بعد میں پہنچ جائیگا اسکو ابھی کام پر لگا دیا جائے ۔ سو اس کا کام ہو جانے پر آپ اپنے دفتر واپس آئے ۔ پھر چوہدری صاحب کی طبعیت ایسی تھی کہ آپ نے بعد میں ڈاکٹر صاحب سے ذکر نہیں کیا کہ آپ نے جو کام میرے ذمّہ لگایا تھا وہ میں نے کر دیا ہے ۔ اس واقعہ سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ آپ بزرگانِ سلسلہ کا کس قدر اعزاز کرتے تھے ۔

آپ خدّامِ سلسلہ کا اعزاز و اکرام کرتے تھے ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے ۔ میں ۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۷ء قائد مجلسِ خدّام الاحمدیہ کراچی تھا ۔ ہمیشہ میں آپ کی شفقتوں کا مورد رہا ۔ آپ کسی کی حوصلہ شکنی نہیں کرتے تھے ۔

خواہ آپ سمجھتے کہ سلسلہ کا جو کام کرنا اس کارکن کے مدِّ نظر ہے وہ ناممکن ہے ۔ میرے والد محترم چوہدری محمدؒ حسین صاحب مرحوم اسوقت حلقہ مارٹن روڈ کے صدر تھے وہ اپنے حلقہ میں مسجد کے لئے قطعۂ زمین حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کرتے تھے ۔ اور اُن کے منشاء کے مطابق محترم امیر صاحب کوشش کرتے رہے ۔ بالآخر یہ مساعی بار آور ہوئیں اور جماعت کو سرکاری طور پر مسجد والا موجودہ قِطعہ مل گیا ۔ اس پر آپ نے والد صاحب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تڑپ اور والہانہ مساعی اور آپ کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا ۔ ورنہ میرے نزدیک یہ کام ناممکن تھا ۔ لیکن میں آپ کی دِل شکنی نہیں کرنا چاہتا تھا اور آپ کی خواہش کے مطابق جو کام آپ کہتے تھے میں کر دیتا تھا ۔

نظامِ سلسلہ کی اطاعت و پابندی کا جذبہ آپ میں کمال کو پہنچا ہوا تھا ۔ اور آپ نے اپنے رفقاء کو بھی اس جذبہ سے معمور کر دیا تھا ۔ خلافت کے بارے آپ نہایت غیوّر تھے ۔ اور اس سے والہانہ عقیدت کے باعث آپ کوئی معمولی سے معمولی بات خلافت و نظام کے خلاف برداشت نہ کر سکتے تھے ایک شخص نے ایک جماعتی وفد سے نامناسب باتیں کیں اور سمجھانے کے باوجود خلافت و نظامِ سلسلہ پر اُس نے اعتراضات کئے اور متمردانہ رویہ میں وہ بڑھتا گیا ۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں اس واقعہ کا ذکر کرکے نہایت جوش سے کہا کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ خلافت و نظام کے خلاف ایسی ہتک آمیز

باتیں کرکے مرعوب کر سکتا ہے تو اس قسم کے افراد کو معلوم ہونا چاہئے کہ جماعت کے نزدیک انکی حیثیت ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر بھی نہیں اور ایسے افراد کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کیا جائیگا ۔

اپنے کام کے لئے آنے والے ہر شخص سے آپ اتنی ملاطفت سے پیش آتے تھے کہ ہر شخص ہی آپ کے شیریں اخلاق کے بارے رطب اللّسان ہوتا ، خواہ اس کا کام نہ بھی ہو پاتا ۔ ایک مولانا افسران کو بلیک میل کرنے میں یدِطولیٰ رکھتے تھے ۔ اور افسران کے خلاف اخبارات میں بیان بازی کرکے ان کی تذلیل کے درپے رہتے تھے ۔ لیکن یہی مولانا آپ کے بارے ایسا رویّہ اختیار کرنے سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ ہے تو "مِرزائی" لیکن اخلاق و کردار میں اپنی مثال آپ ہے ۔

آپ کو ٹیبل ٹاک کا بہترین ملکہ حاصل تھا ۔ دلائل کے میدان میں آپ غالب رہتے تھے ۔ دینی علم بھی آپ کو وافر عطا ہوا تھا ۔ آپ کا دائرہ احباب بہت وسیع تھا ۔ آپ ایک مجلسی انسان تھے اور قادر الکلام بھی تھے ۔ لوک کہانیاں ، ہیر رانجھا ، مرزا صاحباں ۔ سسّی پنّوں وغیرہ پر بھی آپ کو خاصّا عبور تھا ۔ اور مجلس و موقعہ کی مناسبت سے ان کو بھی بڑے اچھے طریق سے آپ پیش کرتے تھے ۔ جس سے طبائع پر خوشگوار اثر قائم ہوتا تھا ۔ آپ کی طبعیت میں بے حدّ مزاح اور شگفتگی تھی ۔ آپ مجلس کو زعفران زار بنا دیتے تھے ۔

ولی الدین صاحب ابی سینیالائنز ۔ کراچی

چوہدری صاحب کی چوکسی اور دانشمندی کا کراچی کا یہ واقعہ آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کے لئے احباب قطار میں کھڑے تھے ۔ ایک غیر از جماعت سرکاری افسر کو دھکم پیل میں تکلیف ہوئی تو وہ ناراض ہو کر جانے لگے تو چوہدری صاحب نے جلدی سے اس افسر کو جا لیا ۔ اور ان سے ایسے الفاظ میں آپ نے معذرت کی کہ نہ صرف اُن کی ناراضگی دور ہو گئی ، بلکہ وہ شرمندہ ہوئے ۔ پھر آپ نے اس افسر کی خاطر مدارات کی اور نہایت تکریم کے ساتھ ان کی ملاقات حضور سے کرا دی جس سے یہ صاحب بہت مأثر ہوئے ۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب مُبشّر ڈیرہ غازی خان

محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب مُبشّر سابق امیر جماعت ڈیرہ غازیخاں بیان کرتے ہیں کہ مجھے محترم چوہدری صاحب سے صرف ایک دفعہ ملاقات کرنے کا موقعہ مِلا ۔ اسوقت آپ بیمار تھے ۔ آپ نے مجھے بڑے احترام سے نوازا اور قرآن مجید مترجم بطرزِ جدید کا پہلا پارہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور مجھ سے پوچھا کہ میں اس سلسلہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں ۔ میں نے عرض کی کہ مجھے اس طرز پر مکمل قرآن مجید شائع کرنے کے لئے دسہزار روپے کے معاون خریدار مطلوب ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے آپ دعا

کریں اور بڑے خلوص و انشراحِ صدر سے آپ نے مطلوبہ رقم پوری کر دینے کا وعدہ کیا اور اپنے ایک نائب کے نام ایک چھٹی بھی تحریر کی ۔ کہ وہ مجھ سے تعاون کریں ۔ لیکن محترم چوہدری صاحب چند ماہ بعد اللہ کو پیارے ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنّت نصیب فرمائے ۔ پھر آپ کی یہ خواہش اور وعدہ محترم چوہدری احمدؑ مختار صاحب کے دورِ امارت میں اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

اس واقعہ سے آپ کا قرآن مجید سے عشق اور نیک کام میں دستِ تعاون دراز کرنے کا جذبہ ظاہر ہے ۔ یُوں جب بھی آپ سے ملاقات ہوئی ، ذاتی طور پر بھی آپ نے پیار اور محبّت و احترام سے معاملہ کیا ۔ آپ کے اوصافِ حمیدہ کے بارے بہت کچھ احباب سے سُنا ۔ آپ جماعت کے دلیر ، بہادر کارکن تھے ۔ آپ جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے ۔ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچّوں اور عزیزوں کے ساتھ بہت اُنس رکھتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے ۔ آمین ۔

"آہ بھائی جان ۔ ابو حمید ظفر"

محترم ثاقب صاحب زیروی تحریر کرتے ہیں :۔

معمولاً طلوع ہونے والی ہر نئی صُبح اس دارا المحِن کے مکینوں کے لئے خوشیوں کے پیغامبر بن کر بھی آتی ہے ۔ اور غموں کی پیامی بَن کر بھی ، اس

انداز سے کہ یہ مسرّتیں اور دُکھ آپ ہی آپ بعض دنوں اور مہینوں اور سالوں سے وابستہ ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ ایسے اہتمام سے کہ ٹائم پیس کے الارم کی طرح بعض وقت ، دِن اور تاریخ کے قریب آتے ہی رُوحیں آپ ہی آپ ہمکنا یا بِلبلانا شروع کر دیتی ہیں بلکہ بعض اوقات تو رُوحوں کے گُداز ہونے کا یہ سلسلہ کئی دن پہلے ہی سے شروع ہو جاتا ہے ۔

۱۳ جون کا دن اور تاریخ ، جب بھائی جان ابو حمید ظفر کی رُوح نے اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف پرواز کی ، بھی ایسی ہی ناقابلِ فراموش تاریخوں میں سے ایک تاریخ ہے ۔ جس کے ماتھے پر بھی ہر تین سو پینسٹھ دنوں کے بعد آپ ہی آپ ایک سال گزر جانے کی چھاپ لگ جاتی ہے ۔ لیکن غمِ فراق کا گھاؤ ہے کہ ہر سال اسیقدر مزید گہرا ہو جاتا ہے ۔ اور شرک و توہُّمات کے وساوس اور آلائشوں سے دلی بیزاری کے باوجود ، اس تاریخ کے زبان پر آتے ہی ، آنکھیں غمناک اور دِل بیقرار سے ہو جاتے ہیں ۔ اور اس دفعہ تو نہ جانے کیوں ع

دِل را بدل ریست

کے تار کچھ اس انداز سے ہلے ہیں کہ گذشتہ چھ دنوں سے ہونٹوں پر بھائی جان ہی کا یہ شعر اپنے پورے تأثّر ، گداز اور کرب کے ساتھ جاری ہے ۔

دِل نے تڑپ تڑپ کے پکارا شبِ فراق
تُم کو بغیر نام تمہارا لئے ہوئے

اور مُجھے یقین ہے ۔ اب محبّت کی دُنیا پر جوں جوں کساد بازاری غالب آتی چلی جائے گی ۔ وفا جُوں جُوں بیوپار اور خُلوص بِکاؤ مال بنتا چلا جائیگا ۔ یہ زخم اور گہرا ، یہ ہُوک اور دِل دوز اور یہ یاد اور بھی جگر سوز ہوتی چلی جائیگی ۔ بھلا رُوح اسے کس طرح بُھلا دے کہ اسکے بعد محبّت و خلوص کے دعویداروں میں سے کسی نے بُھول کر بھی تو دِلداری و دِلنوازی کی پیاسی روحوں کا ہاتھ نہیں پکڑا ۔ شاید اسی باعث وہ فرشتہ سیرت بھائی ، وہ سراپا ایثار و محبّت دوست اور وہ شفیق و دلنواز مُربّی ۔ جب یاد آ جاتا ہے تو پہروں یاد آتا ہی چلا جاتا ہے ۔ اور رُوح کے کان تصوّر تصوّر ہی میں اُس کے ہونٹوں کی لطیف جُنبشوں سے چپکے سے رہتے ہیں کہ کب وہ نازک پنکھڑیاں ہلیں اور کب زخمی دلوں کو سکون عطا ہو ۔ اور یہ تو اکثر ہوا کہ محبّت و خلوص کے داعیوں اس بَستی میں کسی مدّعی مہر و وفا سے بِلا وجہ وفا دشمنی کا کچوکا مِلنے پر دِل اس بُری طرح تڑپا اور اُس سراپا اِخلاص کی یاد اس شدّت سے قلب و ذہن پر مستولی ہوئی کہ سکون اضطراب سے اور طمانیتِ قلب اختلاج میں تبدیل ہوتی چلی گئی ۔ اور رُوح بے ساختہ پُکار اٹھی

چارہ کرو ! اس درد کی ایسی کوئی تدبیر
جب تک نہ کروں یاد اُسے یاد نہ آئے

اور اب یہ جو تار جھنجھنا اٹھے ہیں ، تو نہ جانے کتنے دن اُس کے خطوط بار بار

پڑھوں گا ؟ اُس کے اشعار کو صبح و شام الاپوں گا ۔ اُس کے طمانیت بخش مشوروں اور تلقینوں کی جُگالی کروں گا تو یہ اختلاج کہیں مُبدّل بہ سکون ہو گا ۔ سینے کی دھمک قدرے مدہم ہو گی اور میں اپنے آپ میں آنے کے قابل ہو سکوں گا ۔

کس قدر محبوب تھا وہ وجود کہ اسکی دلنواز یاد سے رُوح آج بھی کسبِ طمانیت کرتی ہے ۔ اور اُس کے ذکرِ خیر سے آج بھی اقدارِ محبّت و اخلاق کو سہارا ملتا ہے ۔

سوگوار ثاقب زیروی (۱)

شیخ مبارک احمدؑ صاحب (۱)

آپ تحریر کرتے ہیں کہ

۱۹۳۴ء میں مشرقی افریقہ جانے سے پہلے ایک عزیز دوست اپنی کار پر مجھے قصور لے گئے ۔ محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کے ہاں ایک روزہ قیام میں آپ کی طبعیت کی سادگی ، بے تکلّفی ، مہمان نوازی اور محبّت و پیار سے ہم دونوں نے لُطف و حظّ اٹھایا ۔ سلسلہ کے ایک مبلّغ اور خادم

---

(۱) "لاہور" لاہور بابت ۱۳ جون ۱۹۶۲ء ۔

(۱) آپ اسوقت امام مسجد لندن و امیر جماعت ہائی احمدیہ انگلستان ہیں ۔ اس سے پہلے ایک ربع صدی مشرقی افریقہ کے مشنری انچارج رہے اور آپ نے سواحیلی میں ترجمۃ القرآن مع نوٹس تالیف کرکے شائع کرنے کی توفیق پائی ۔

سے آپ کا ایسا احترام کا سلوک ہمیشہ یاد رہا ۔

خاکسار جب ۱۹۴۹ء میں پندرہ سال کے بعد مشرقی افریقہ سے واپس پہنچا تو محترم چوہدری صاحب کراچی میں بحری جہاز کے اندر تشریف لائے اور امیگریشن کے سارے ضروری کاغذات کی تکمیل آپ نے کروائی اور محبّت و پیار سے گلے مِل کر مجھے نیچے لائے ۔ جماعتِ کراچی کے احباب اپنے محترم امیر صاحب کی معیّت میں بندرگاہ پر موجود تھے ۔ پُرتپاک استقبال میں آپ کی ذاتی محبّت اور جذبۂ احترام برائے خدّامِ دین کار فرما تھے ۔ اُسی دن عصر کے بعد بندر روڈ پر واقع احمدیہ لائبریری میں بڑے اہتمام کے ساتھ دعوتِ چائے ہوئی ۔ معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو کوئٹہ میں فروکش تھے ، آپ کو بذریعہ تار ہدایت فرمائی تھی کہ خاکسار کا استقبال کریں اور سیدھا کوئٹہ بھجوا دیں ۔

ملک محمدؐ رفیق صاحب (۱)

آپ حیدر آباد میں ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر تھے ۔ مجھے کسی کام کے سلسلہ میں آپ کے پاس جانا پڑا ۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا رویّہ نہایت مشفقانہ ہے ۔ راجستھان کا ایک مہاجر پیش ہوا ۔ آپ آمادہ تھے کہ معمولی سی بات بھی ہاتھ آ جائے تو آپ اسکو کچھ الاٹمنٹ کر سکیں ۔

---

(۱) افسر حفاظتِ خاص ۔ ربوہ ۔

اذکروا موتٰکم بالخیر

از مکرم صوفی محمدؐ رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی ۔ ایس ۔ پی سکّھر
امیر جماعت ہائی احمدیہ خیر پور ڈویژن ۔

محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب ایک ایسے خاندان کے فرد تھے جس کا ذکر تاریخِ احمدیت میں رہتی دنیا تک ہمیشہ کئی رنگوں میں زندہ رہیگا مرحوم کے بہت سے مدّاح اور محبّت کرنے والے بیرونِ مُلک بھی موجود ہیں ۔ پہلے تو صرف آپ کا ذکر سنا تھا ۔ لیکن کراچی بشمول علاقہ سابق سندھ و بلوچستان کے ایڈیشنل کسٹوڈین مقرر ہونے پر آپ دورہ پر سکّھر بھی آتے تھے ۔ اور مجھے آپ کو قریب سے دیکھنے کے مواقع ملتے رہے ۔ جتنا زیادہ قریب ہو کر آپ کو دیکھا اتنا ہی آپ کا مقناطیسی جذب اور زیادہ تیزی سے اپنی طرف کھینچتا حتّٰی الوسع آپ اپنی آمد سے پہلے اطلاع بھجواتے ۔ قیام سرکاری سرکٹ ہاؤس یا انسپکشن بنگلہ میں ہوتا ۔ سکّھر پہنچنے پر آپ بعض دفعہ پہلے میرے مکان سے ہو کر پھر بنگلہ پر تشریف لے جاتے ۔ میرے عرض کرنے پر کہ آپ خواہ مخواہ تکلیف فرماتے ہیں ، نہایت محبّت بھرے الفاظ میں آپ فرماتے بھائی ! پہلے حلقہ کے امیر کے پاس پہنچ کر رپورٹ کرنی چاہیئے ۔

خداداد فہم کے باعث آپ ہر قسم کے افراد کی باتیں سمجھ لیتے تھے ۔

فراست کے لئے آپ مشہور تھے ۔ لوگ آپ کی جرح سے بہت ڈرتے تھے ۔ مگر آپ کے حُسنِ سلوک میں کچھ ایسی چاشنی ہوتی تھی کہ کوئی آپ کی سختی پر بُرا نہ مناتا تھا ۔ چھوٹے بڑے جس کو آپ سے واسطہ پڑا وہ دِل سے آپ کی عزّت کرتا اور محبت سے آپ کا نام لیتا ۔ آپ کے محکمہ کے لوگوں کو پورا اعتماد تھا کہ اُن سے انصاف ہوگا ظلم ہرگز نہ ہوگا ۔ آپ اکثر چشم پوشی کرتے ، ماتحتوں کی مشکلات کا پورا خیال رکھتے تھے اور ان کا سہارا بنتے تھے ۔ ہردل عزیز ہونے کی وجہ سے سکھر میں آپ کی اتنی دعوتیں ہو جاتیں کہ اُن کا پروگرام بنانا مشکل ہو جاتا ۔ میں نے مجبور ہو کر ایک دفعہ کہا کہ خواہ کچھ بھی ہو ایک وقت کی دعوت کا موقعہ مجھے ضرور مِلنا چاہئے ۔ سو تشریف آوری پر آپ مجھے فرماتے کہ اپنی تاریخ مقرّر کر لو اور باقیوں کا پروگرام بھی بنا دو ۔ سو جتنے دن آپ کا سکھر میں قیام رہتا ، اتنا عرصہ ایک قسم کا جلسہ ہوتا ۔ آپ مجلس کی رونق اور زینت ہوتے ۔ لوگوں کی حالت کے مطابق آپ کی گفتگو ہوتی

میں نے جتنا بھی قریب ہو کر آپ کو دیکھا تو آپ کو ایک پُختہ اور نڈر احمدی پایا ۔ آپ پیغامِ احمدیت تحقیقِ حق کرنے والوں کو اس طور پر پہچانتے کہ ان کو تسلّی ہو جاتی ۔ بے حدّ جذبۂ خدمتِ خلق کے آپ مالک تھے ۔ بلا تفریقِ مذہب و ملّت آپ سب سے حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے ۔ ہر ایک کی بات آپ غور سے سُنتے اور حتّٰی الامکان آپ اس کی پوری مدد فرماتے

خواہ وہ واقف ہوتا یا نہ ۔ آپ کے کرنے کا کام ہوتا تو خود کر دیتے یا سفارش کا مستحق ہوتا تو ضرور سفارش کرتے ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کام ہو بھی جاتے ۔ آپ کے دل میں احمدیت اور خاندانِ حضرت مسیح موعود کے لئے خاص غیرت و محبّت تھی ۔ آپ بڑے زندہ دِل تھے ۔ بعض دفعہ فرصت کا وقت ہوتا اور دوست جمع ہوتے تو بہت عُمدہ تفریحی مشاغل سے مجلس کو گرما دیتے ۔ آپ بہت مہمان نواز اور دوستوں کے قدر شناس تھے ۔ نہایت صاف سُتھرے اور نفاست پسند تھے ۔ تعظیم لامر اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کا پورا پورا نمونہ تھے ۔ مسابقت فی الخیرات کی کوشش کرتے اور حاجتمندوں کی حاجت روائی میں خاص لذت محسوس کرتے اور اسے اپنے پر احسان الٰہی خیال کرتے ۔ بعض دفعہ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت پڑتی تو بہت محبّت و شوق سے مدد فرماتے اور اس کام کو کرا کے ہٹتے ۔

ایک دفعہ باتوں باتوں میں بڑے خوش لہجہ میں مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ سکھر میں بہت دفعہ میرا آنا ہوا ۔ مجھے یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اہلکار ہوں یا بیوپاری یا دُکاندار وغیرہ ، جن میں بھی آپ کا ذکر ہوا ہے ۔ وہ بڑی عزّت سے آپ کو یاد کرتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ یہ احمدیت اور آپ کی دعاؤں کی برکت ہے ۔

آپ کی آخری علالت میں حیدر آباد میں میں نے دو دفعہ آپ سے ملاقات کی ۔ آپ کی وفات ایک عظیم قومی صدمہ ہے ۔ اور اس کو وہی جان سکتا

ہے جو آپ کے قریب رہ کر آپ کو جانتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں آپ کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اس عظیم نقصان کی آپ تلافی فرمائے ۔ آمین ثمّ آمین ۔

چوہدری احمدؑ جان صاحب (۱)

آپ تحریر کرتے ہیں کہ

میرا طریق یہ رہا ہے کہ دورانِ ملازمت میں میرا جہاں جانا ہوتا تو وہاں کے امیر صاحب کی خدمت میں اپنی آمد کی رپورٹ کرتا جنوری ۱۹۵۲ء میں میرا تبادلہ کراچی میں مالیر کینٹ میں ہوا میں نے بذریعہ خط آپ کی خدمت میں اطلاع کر دی تھی ۔ چنانچہ جمعہ کے روز وہاں پہنچتے ہی میں سیدھا احمدیہ ہال پہنچا ۔ آپ نے مجھے دیکھکر جُمعہ میں ہی میرے متعلّق اعلان فرما دیا اور کچھ کام بھی میرے سپرد کر دیا ۔ میں اٹھارہ میل کے فاصلہ سے مجلسِ عاملہ کے ہر اجلاس میں شمولیت کرتا اور ہر ہفتہ میں دو بار آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کرتا تھا ۔

آپ بہت اچھے مُنتظم تھے ۔ سب عہدہ داران تندہی سے اپنے فرائض

---

(۱) آپ بعد تقسیم ملک راولپنڈی جیسی اہمّ جماعت کے امیر رہے ہیں اور اب اس ضلع کے امیر ہیں ۔ ہندوستان بھر میں جہاں بھی بسلسلہ ملازمت متعین رہے وہاں نمایاں تبلیغ وغیرہ خدماتِ سلسلہ کی توفیق آپ نے پائی ۔

کی ادائیگی میں مصروف رہتے تھے ۔ کسی عہدہ دار کو جو بھی حکم ملتا وہ اسکی فوری تعمیل میں اپنی سعادت سمجھتا ۔ احباب کی گویا ایک ٹیم تھی جس میں سب باہم تعاون کرتے اور اطاعتِ امیر کا نمونہ بھی پیش کرتے تھے ۔

جماعتی فرائض کی صحیح رنگ میں بجا آوری کے علاوہ آپ خدمتِ خلق میں بھی پیش پیش تھے اور بہت سے احباب اس وجہ سے آپ کے زیر احسان تھے ۔

جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقفِ جدید کی تحریک فرمائی تو جماعتِ کراچی کا وعدہ کسیقدر کم ہی تھا ۔ حضور نے ایک طویل تار امیر صاحب موصوف کے نام ارسال فرمائی جسمیں معیار کے مطابق وعدہ جات کرنے کی تلقین تھی ۔ اسوقت سیکرٹری مال مکرم شیخ عبد الوہاب صاحب (حال امیر جماعت اسلام آباد) تھے ۔ چوہدری صاحب نے ان کو ہدایت کی کہ زیادہ سے زیادہ وعدے حاصل کئے جائیں ۔ اسوقت چھ روپے فی کس کی شرح تھی ۔ چنانچہ احباب نے بڑے اخلاص سے وعدہ جات میں ایزا دی کی ۔ ٹیلیفون کی سہولت تھی اسلئے روزانہ امیر صاحب کو اضافہ کی رپورٹ پیش کی جاتی تھی ۔ یہ بھی تحریک تھی کہ حضور نے ہمیں احمدیانِ کراچی کو ہی مخاطب فرمایا ہے ۔ یہ اس جماعت کی بڑی عزّت افزائی ہے ۔ سیکرٹری صاحب مال نے فون پر اطلاع دی کہ ایک سو دس وعدہ جات کی کمی رہ گئی ہے ۔ اسوقت آپ کے پاس محترم شیخ عبد الحق صاحب مرحومؓ انجینئر کھڑے تھے ۔ آپ نے ان سے کہا کہ آپ یہ پورے کر

دیں ۔ انہوں نے سرِ تسلیم خم کیا اور امیر صاحب نے سیکرٹری صاحب مال کو ہدایت کی کہ اب حضور کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع کر دیں کہ حضور کے تعمیلِ ارشاد کی سعادت حاصل کر لی گئی ہے ۔

مرحوم نہایت ہی نیک اعلیٰ منتظم اور بیشمار خوبیوں اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے ۔ جن مقامات پر بھی آپ رہے ، احمدیت کا مکمل نمونہ بن کر رہے ، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے ۔ آمین ۔

ڈاکٹر عبد القدوس صاحب نواب شاہ (سندھ)

ایک دفعہ اتّفاقاً ریلوے اسٹیشن کسی کام سے گیا تو چوہدری صاحب کو دیکھا ۔ مع عملہ کراچی جانے والے ہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کسی احمدی کا معلوم کرتے تو اِسطرح باجماعت نماز ادا کرنے کا موقع مِلتا ۔ اسوقت کوئی احمدیہ مسجد نواب شاہ میں نہ تھی اور میرے مکان پر ہی نماز باجماعت ہوتی تھی آپ اسوقت سیٹلمنٹ کمشنر تھے ۔ بعد ازاں آپ دورہ میں جب بھی تشریف لائے ، نماز ادا کرنے کے لئے آتے رہے ۔

ایک دفعہ دورہ پر آپ کی آمد پر بنگلہ قیام گاہ پر پہنچا ۔ اسوقت اسسٹنٹ سیٹلمنٹ کمشنر بھی موجود تھے ۔ جنہوں نے مجھے کہا کہ آپ مِلنے آیا کریں اور کوئی ضرورت ہو تو خدمت کا موقعہ دیں ۔ جس سے ہمیں خوشی ہو گی ۔ میں نے کہا کہ مکان اور دوکان موجود ہے ۔ الحمد للہ عزّت سے زندگی

گزر رہی ہے ۔ کہنے لگے کہ ایک متروکہ چھاپہ خانہ موجود ہے ۔ الاٹ کیا جاسکتا ہے ۔ میں نے کہا کہ اپنے کام سے ہی فرصت نہیں ، اسے کون سنبھالے گا ۔ پھر خیال آیا کہ ہمارے پاس مسجد نہیں ۔ کیوں نہ کوئی خالی پلاٹ الاٹ کروا کر مسجد تعمیر کروالی جائے ۔ سو ایک باموقعہ ایسے پلاٹ کے لئے کہنے پر انہوں نے دوسرے روز آرڈر لے لینے کو کہا ۔ محترم چوہدری صاحب اٹھے اور کہا کہ چلیں ۔ ذرا باغ کی سیر کریں چاندنی رات تھی ۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی ۔ آپ نے ذرا پرے لے جا کر مجھے کہا کہ مسجد کے لئے پلاٹ ہر گز الاٹ نہ کروانا مسجد زمین خرید کر ہی بنوانا ۔ بعد میں جو حالات شدید مخالفِ احمدیت پیش آئے وہ آپ نے اپنی ذہانت اور دور اندیشی سے بھانپ لئے تھے ۔ اسطرح ہم موجودہ حالات میں کسی شدید فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ گئے ۔

ایک دفعہ ایک غیر از جماعت سندھی دوست نے مجھ سے ذکر کیا کہ میری ممانی کو حج کا ٹکٹ مل گیا ہے ۔ وہ اکیلی جا رہی ہے ۔ اگر مجھے بھی مِل جائے تو میں بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہوں ۔ آپ کی جماعت کے افراد کی مدد سے یہ کام ہو سکتا ہے ۔ میں نے ایک چھوٹے سے پرزے پر محترم چوہدری صاحب مرحوم کی خدمت میں یہ بات لکھی نیز یہ کہ اگر آپ اسے مستحق سمجھیں تو اس کی مدد فرمائیں ۔ وہ بتاتا تھا کہ کراچی آپ کے دفتر میں میں گیا تو باہر لمبی قطار تھی جس میں معزز افراد بھی تھے قریباً ایک گھنٹہ تک انتظار

کر کے مایوس ہو کر واپس ہونے لگا کہ مجھے کون پوچھے گا ۔ پھر خیال آیا کہ رقعہ تو دیدوں ۔ چنانچہ چپڑاسی کو دیکر میں چل دیا ۔ سو قدم ہی گیا ہوں کہ پیچھے سے ایک بزرگ نے آواز دی کہ محمدؐ یعقوب کون ہے ۔ میں واپس ہوا ۔ یہ چوہدری صاحب تھے ۔ آپ حالات پوچھتے ہوئے حج کا ٹکٹ دینے والے دفتر گئے اور مجھے ٹکٹ دلوا دیا ۔ یہ شخص ابھی تک زندہ ہے اور چوہدری صاحب کے لئے احترام کا جذبہ رکھتا ہے اور دعا کے ساتھ آپ کا ذکر کرتا ہے ٹکٹ حاصل ہونے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ

جس جماعت کے اندر اسقدر نیک ، ہمدرد اور انسان دوست آدمی ہوں وہ جماعت کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی ۔

نہ بُھولتا ہوں انہیں اور نہ یاد کرتا ہوں

محترم ثاقب زیروی صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

یہ امتدادِ زمانہ کا نتیجہ نہیں ، میرے درد کی طرف سے امتداد زمانہ کے ساتھ آنکھ لحاظ کا معاملہ ہے ۔ جوں جوں بھائی جان ۔ ابو حمید ظفر ۔ نوّر اللہ مرقدہ کے اس دارِ فانی سے رِحلت فرما جانے کی تاریخ دِور ہوتی جا رہی ہے ، غم کی کیفیت بھی عجیب و غریب لبادے تبدیل کرتی چلی جا رہی ہے ۔ پہلے پہل یہ کیفیت تھی کہ وہ مسعود نام لبوں پر آیا اور آنکھیں شدّتِ درد سے ڈُبڈبا آئیں ۔ پھر وقت نے آنکھوں کے سوتوں سے ایسا سانجھ کر لیا کہ آنسو ٹپ

ٹپ باہر کی طرف گرنے کے بجائے اندر ہی گھلنے لگے ۔ اور بات بات پر حلق روندھنے اور سانس آہیں بھرنے لگے ۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ آہیں بھی ہُوکوں میں تبدیل ہو گئیں ۔ اور اب تو اُن کی صحیح ہئیت دلدوز ٹیسوں کی سی ہے جن کی ضرب اس تسلسل کے ساتھ ہمہ وقت قلب و رُوح پر پڑتی رہتی ہے کہ دِل ع

نہ بُھولتا ہے انہیں اور نہ یاد کرتا ہے

گویا سطحِ ظاہر پر جس قدر سکون ہے دَرون خانہ اسی قدر تموّج اور تلاطم ہے ۔ وہ محبّت کرنے والا بھائی ۔ وہ دلدار و غمگسار دوست ۔ وہ حیادار مُشیر ۔ وہ مومنِ بہی خواہ ۔ نہ کہیں ملتا ہے ، نہ اس کا خَلا پُر ہوتا ہے ۔ اور نہ سکون و طمانیت کی کوئی صورت پیدا ہوتی ہے ۔

وہ یار طُرحدار جس کے مُحبّانہ سلیقوں کو دیکھکر خلوص اور ایثار اپنی نوک پلک سنوارا کرتے تھے ۔

وہ بے لوث ناز بردار جسکی دلدارانہ سر پرستیاں عزیزوں اور نیاز مندوں سے بھی بڑھ کر بے تعلّق بے نواؤں اور ضرورت مندوں کیلئے نوید جانفزا کا حکم رکھتی تھیں ۔

جس کے دل میں سارے عالم انسانیت کیلئے درد تھا ، سارے عالم اسلام کے لئے محبّت اور تڑپ اور سارے عالم علم و ادب کے لئے بے پناہ شیفتگی و وارفتگی ، دِلداری ، شگفتگی ، نستعلیق پن ، نفاست ، درد اور بے لوث پن

— سب ایک جگہ جمع ہوں تو ابو حمید ظفر (عبد اللہ خاں) بنے ۔

مگر محبت کی اس کساد بازاری میں ان سب آفاقی نعمتوں اور جاذبیتوں کی یکجائی بھلا کیا معنی ؟ شاید اسی لئے بعض اوقات دِل اس تصوّر سے بے اختیار بِلبلا سا اٹھتا ہے کہ یہ آنسو شاید کبھی ختم نہ ہوں گے ۔ درد انگیز ٹیسوں کی یہ ضربیں شاید کبھی نہ رُکیں گی ۔ حسرت گزیدہ بصارت اسیطرح دیوانہ وار محفل محفل اس حبیب لبیب کو جھانکتی اور غم پھانکتی پھرے گی ۔ لیکن اُسے کبھی سکون میّسر نہ آسکیگا یا اللہ رحم !

اللہ اللہ !! جو پاس بیٹھا گرویدہ ہو گیا ۔ جو ایک دفعہ مِلا ، وہ ہزار دفعہ ملنے کے لئے وسہزار دفعہ تڑپا ۔ اتنا کُھلا اور وسیع دِل جس میں پورے عالم انسانیت کے لئے گنجائشیں تھیں ۔ ہزار سوچنے پر بھی جس کی کوئی ناراضگی ، کبیدہ خاطری اور نا مُنصفی یاد نہ آئے ۔ اے امتدادِ زمانہ ! پھر تو ہی بتا وہ یاد دل سے کیونکر محو ہو ؟ وہ روئے زیبا نگاہوں سے کس طرح اوجھل ہو ؟ وہ درد مند دِل کیسے یادوں کی اوٹ میں آ جائے ؟

اللہ اسے کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے اسکی نشانیوں کو دُنیا و جہان کی نعمتوں سے نوازے ۔ اسکی یاد میں ایک ایسی لذّت ہے جس میں از دیادِ ایمان کی کتنی ہی بشارتیں مخفی ہیں ۔ جو جب یاد آتا ہے تو قلب و رُوح کا

غُبار دُھل سا جاتا ہے اور محبت و ایثار کے جذبات و احساسات صیقل ہو جاتے ہیں ۔

سوگوار خاکسار ثاقب زیروی (۱)

ملک بشیر احمد صاحب امریکی (۱)

چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب نے اپنے عزیزوں کے سامنے میرے متعلق کہا کہ مجھے سب سے زیادہ یہ عزیز ہیں ۔ اسوقت میرا اور شیخ رحمت اللہ صاحب (نائب امیر) کا یہ اندازہ تھا کہ اب آپ دو دن کے ہی مہمان ہیں ۔ سو میں نے جناب چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب کو تار کے ذریعہ اس صورتِ حال سے اطلاع دے دی تھی ۔ کہ اگر آپ ملاقات کرنا چاہیں تو کر لیں ۔ آپ کا جواب آیا کہ میں ایسی حالت میں دیکھوں گا تو بہت تکلیف ہوگی اسلئے آنا مناسب نہیں سمجھتا ۔

---

(۱) ہفت روزہ "لاہور" لاہور ۱۷ جون ۱۹۶۳ء ۔

(۱) آپ جوانی میں امریکہ چلے گئے ۔ طویل عرصہ وہاں رہے ۔ وہاں شادی کی ۔ پھر تقسیم ملک کے بعد کراچی میں قیام کیا اور درمیان میں امریکہ کے چکّر لگاتے رہے ۔ اب بڑھاپے میں آپ کی بچّی نے آپ کو اپنے پاس امریکہ میں بُلوا لیا ہے ۔ یہ تأثرات خاکسار کو ۱۳ فروری ۱۹۷۸ء کو بمقام کراچی آپ نے خاکسار کی درخواست پر لکھوائے تھے ۔

چوہدری نبی احمدؑ صاحب (۱)

محترم چوہدری محمدؑ عبد اللہ خاں صاحب کی سلسلۂ احمدیہ سے والہانہ محبت و فدائیت بہ حدّ کمال تھی ۔ آپ کی بے مثال ہمدردی اور خیر خواہی ایسا آرام اور سکون بہم پہنچاتی تھی جیسے کسی سردی سے ٹھٹھرے انسان کو گرم انگیٹھی ۔ خواہ کوئی شخص کیسی ہی تکلیف میں آپ کے پاس پہنچتا ، اُسے آپ کے پاس سکون حاصل ہو جاتا تھا ۔ آپ بہت شگفتہ مزاج تھے ۔ بڑی جرأت کے مالک تھے ۔ آپ کا طریقہ تھا کہ آپ دلیری کے ساتھ اور اتنی پُرزور سفارش کرتے تھے کہ کام ہو جاتے ۱۹۵۳ء میں جبکہ جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت ہو رہی تھی آپ خوف محسوس کئے بغیر جُرأت کے ساتھ خطبات جمعہ میں اعلان کر دیتے تھے کہ فلاں فلاں آسامیاں خالی ہیں ضرورت مند احباب

---

(۱) یہ تأثرات خاکسار نے آپ سے فروری ۱۹۷۸ء میں بمقام کراچی حاصل کئے تھے ۔ بعد میں آپ کسی ذاتی کام کے سلسلہ میں لندن تشریف لے گئے ۔ اسی مُسافرانہ حالت میں چند دن کے اندر راہیٔ مُلک بقا ہوئے ۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔

آپ کا وطن موضع چہور کوٹلی ضلع سیالکوٹ تھا ۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کے کاروبار "ماڈرن موٹرز" کراچی میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت دی تھی ۔ آپ وسعت حوصلہ سے سلسلہ احمدیہ کے کاموں میں اپنے اموال صرف کرتے تھے ماڈرن موٹرز کا کاروبار بہت سے آپ کے اقارب اوراحمدی احباب کا ذریعۂ معیشت تھا اور ہے ۔ وہاں با جماعت نماز کا بھی اہتمام تھا ۔

درخواستیں دیدیں ۔ آپ ان چند احباب میں سے ہیں جو مجھے بہت ہی یاد آتے ہیں ۔

سیّد افتخار حسین صاحب (۱)

محترم سیّد افتخار حسین صاحب کپٹن (ریٹائرڈ) نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی مقیم ناظم آباد ، کراچی تحریر کرتے ہیں

میں اوّلیں بار ۱۹۵۲ء میں آپ سے متعارف ہوا ۔ آپ کی دلفریب شخصیت سے میں اسی پہلی ملاقات ہی میں مسحور ہو گیا آپ کے امارت کے دوران مجھے خدمت سلسلہ کے متعدّد مواقع بھی میّسر آئے ۔ جوں جوں میں آپ کے قریب آتا گیا ۔ آپ کی کشش بڑھتی گئی ۔ آپ کی عِلمیّت ، طرزِ تخاطب اور ہمدردئ خلائق غرضیکہ آپ کی شخصیت کے جُملہ پہلو دلفریب تھے ۔ شعر و شاعری سے بھی آپ کو دِلی لگاؤ تھا ۔ آپ کے ہاں بعض نجی مجالس میں مجھے شمولیت کا موقعہ مِلا ۔ ان مجلسوں میں ادیب سہارنپوری ، ظریف جبل پوری ، صہبا اختر ، زہرہ نگاہ ، دیگر اور بھی شعراء اور احمدی شعراء شریک ہوتے تھے ۔ ایک ایسی ہی نشست میں جناب شوکت تھانوی صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ چوہدری صاحب خود بھی ایک قادر الکلام شاعر تھے سندھ کے ایک ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر مسٹر جُونیجو سے ملاقات ہوئی جو آپ کے ماتحت کام کر چکے

تھے ۔ آپ کے ذکر پر جُونیجو صاحب نے آپ کے اخلاق کی بہت تعریف کی اور آپ کے چند اشعار سنائے اور بتایا کہ مجھے چوہدری صاحب کا بہت سا کلام یاد ہے ۔

شرعی امور کے بارے آپ کی طبعیت میں سختی تھی ۔ اور اپنی اولاد سمیت آپ نوجوانوں سے سختی سے محاسبہ کرتے تھے ۔ سینما بینی کے بارے آپ نے خطبہ میں سرزنش کی ۔ ننگے سر نماز پڑھنے کو آپ بہت معیوب سمجھتے تھے اور اس رُجحان کے انسداد کرنے کی کوشش کرتے تھے ۔ آپ کی طبعیت میں ظرافت کا عنصر بھی تھا ۔ مزاحی رنگ میں آپ نے مجھے اپنے لباس کی اصلاح کی طرف توجّہ دلائی ۔

کراچی میں کبھی کبھار موسم سرما میں کوئٹہ کی خشک ہوا پہنچ جاتی ہے اور اسکے جلو میں سردی اور گرد و غبار کے مرغولے بیماریوں کی کھیپ لیکر پہنچ جاتے ہیں ۔ اسوجہ سے ایسے ایک روز بوجہ تکلیف میں صُبح اپنے دفتر میں دیر سے پہنچا ۔ آپ اوپر کی منزل میں میرے دفتر میں اپنی ٹانگ کی تکلیف کی وجہ سے نہ جاسکتے تھے ۔ نیچے دیر سے میرے انتظار میں کھڑے تھے ۔

میں نے انتہائی لجاجت سے کہا کہ جبکہ میری ضرورت تھی ، آپ اپنے ہاں مجھے طلب فرما لیتے ۔ فرمایا کہ کام میرا تھا ۔ مجھے ہی آنا چاہئے تھا ۔ درحقیقت

کام آپ کا نہیں تھا بلکہ ایک غیر از جماعت شخص کا تھا جس سے آپ کو ہمدردی تھی ۔

جن دنوں آپ کا تبادلہ حیدر آباد سندھ ہو چکا تھا اور آپ کی مرض زور پکڑ چکی تھی ، مجھے اپنے ایک کام کے سلسلہ میں آپ کی مدد مطلوب تھی ۔ باوجود اپنی ایسی تکلیف کے آپ نے شفقت فرمائی اور کراچی میری خاطر تشریف لے آئے ۔

مکرم مولوی قمر الدین صاحب فاضل

جیسے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے والد ماجد اعلیٰ خدّامِ سلسلہ میں سے تھے ، ویسے ہی آپ نے بھی خدماتِ جلیلہ بجا لانے کی توفیق پائی تھی ۔ خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو گونا گوں اوصاف سے متصف کیا تھا ۔ سچ ہے الولد سِرّ لابیہ (حدیث) کہ بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے ۔ جس زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف مجھے حاصل تھا ، اُن دنوں قصرِ خلافت میں دفتر میں آپ سے میری بے تکلّفانہ مُلاقات ہوئی آپ کی محبّت و شفقت اور مرکزی خدّام کے اعزاز کے کئی واقعات ہیں :۔

ایک دفعہ خاکسار نظارت اصلاح و ارشاد کے دورہ کے سلسلہ میں ڈسکہ پہنچا ۔ آپ بھی وہاں آئے ہوئے تھے ۔ واپس جانے والے تھے ۔ لیکن مجھے دیکھتے ہی کار میں سے اتر پڑے اور قیام گاہ پر واپس پہنچے اور میرے

ساتھ مہمان نوازی کا اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا ۔ اگرچہ آپ یہاں بطور مہمان تشریف لائے تھے تاہم آپ کے اس آبائی وطن کی ساری جماعت اور اقارب آپ کی تکریم و تعظیم ایک دوسرے سے بڑھ کر کرتے تھے ۔ جماعتی پروگرام کے مطابق میں نے آپ کی موجودگی میں کام کیا اور جب تک میں کام سے فارغ نہ ہوا آپ ڈسکہ سے مُراجعت فرما نہ ہوئے ۔

میری زیر سرکردگی ایک وفد دورہ پر ربوہ سے روانہ ہوا جو حیدر آباد سندھ سے کراچی معائنہ کے لئے جانے لگا تو معلوم ہوا کہ امیر جماعت چوہدری صاحب حیدر آباد میں ہیں ۔ ریلوے سٹیشن سے میں نے آپ سے فون پر بات کی ۔ آپ نے بتایا کہ آپ اتوار کو وہاں پہنچ جائیں گے ۔ چنانچہ آپ نے اس روز عہدہ داروں کا اجلاس طلب کیا جس میں ہر شُعبہ کے سیکرٹری نے اپنی اپنی رپورٹ پیش کی اور اسپر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ اختتام پر آپ نے اپنے محبّت بھرے خطاب سے نوازا اور آخر پر چائے وغیرہ سے سب کی تواضع کی گئی ۔(۱)

---

(۱) محترم مولوی صاحب خلف حضرت میاں خیر الدین صاحب سیکھوانیؓ کوئی نصف صدی پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری تھے ۔ ایک تہائی صدی کے قریب آپ نے مراکز قادیان و ربوہ میں بطور انسپکٹر تعلیم و تربیت یا اصلاح و ارشاد خدمات کی توفیق پائی ۔ کشمیر وغیرہ کے سفروں میں آپ کو حضور کی رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی ۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پہلے صدر ہیں ۔

شیخ محمدؒ حنیف صاحب (۱)

محترم چوہدری صاحب کی دلنواز شخصیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے سرکاری کام کے سلسلہ میں کوئی ربع صدی پہلے کوئٹہ تشریف لائے تھے اور آپ کو قریب سے دیکھنے سے آپ کی صلاحیتوں اور اخلاق حمیدہ کا علم ہوا ۔ اتنا طویل عرصہ گزرنے پر بھی آپ کی یاد کے نقوش ہمارے دلوں میں قائم ہیں ۔ آپ اس عاجز سے غالباً اسلئے بھی بہت محبّت کا سلوک فرماتے تھے کہ ہمارے خاندان کے کسی فرد کا نہ کوئی کلیم (CLAIM) تھا اور نہ کسی قریبی عزیز کا آپ کے دفتر میں کوئی کام تھا یہ عاجز روزانہ بعد نماز عشاء آپ کی جائے قیام سرکٹ ہاؤس میں حاضر ہوتا تھا ۔ اور کئی گھنٹے تک ہم لان (LAWN) پر بیٹھتے ۔ اور میرے استفسار پر آپ کے خیالات کسی نہ کسی دینی مسئلے پر سُننے کا موقعہ ملتا تھا ۔ آپ کا انداز بڑا دلنشیں اور دوسروں سے مختلف ہوتا تھا ۔ زیر بحث مسئلہ پر آپ کا ذہن بہت صاف ، گرفت بڑی مضبوط اور بات مُدلّل اور جچی تُلی ہوتی ۔ اعلیٰ پایہ کے اشعار بھی برمحلّ زیب

---

(۱) آپ ایک طویل عرصہ سے امیر جماعت ہائی احمدیہ بلوچستان ہیں ۔ خلافتِ ثانیہ کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی علالت کی وجہ سے جو نگران بورڈ قائم کیا گیا تھا اور تا قیام خلافتِ ثالثہ اس نے کام کیا ۔ آپ اس کے رکن تھے ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء کو شبینہ اجلاس جلسہ سالانہ ربوہ آپ کی زیر صدارت منعقد ہوا ۔ (الفضل ۳۱ دسمبر ۔ صفحہ ۱ ، کالم ۴) مشاورت ۱۹۸۲ء میں آپ ایک سب کمیٹی کے صدر تھے

بیان ہوتے تھے ۔ شعر و ادب سے آپ کی وابستگی ٹھوس علمی بنیادوں پر قائم تھی ۔

آپ کی خدمتِ دین کا یہ عالم تھا کہ بیمار اور کمزور ہونے کے باوجود جب بھی وعظ و نصیحت کے لئے آپ سے درخواست کی جاتی تو محض حصولِ ثواب کی خاطر آپ بِلاحیل و حجّت قبول فرما لیتے تھے اور اپنے منفرد انداز میں بڑی جامع ، مؤثر اور سُلجھی ہوئی تقریر فرماتے تھے ۔ جس کی بڑی خوبی یہ ہوتی تھی کہ آپ کی بات اُلجھاؤ سے مُبرّا ہوتی اور آپ بڑی صفائی اور جرأت کے ساتھ کلام کرتے تھے ۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ کا کوئٹہ سرکاری دورہ کے سلسلہ میں آنا ہوا ۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں احباب کو یہ تحریک فرمائی کہ ہر ماہ کے پہلے جمعہ میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی صحت کاملہ کے لئے حسبِ استطاعت صدقہ دیا کریں ۔ (۱)

آپ کی غریب پروری اور عدل گستری کا اس واقعہ سے علم ہوتا ہے کہ ایک غیر از جماعت دوست ایک بہت غریب مہاجر نوجوان کو میرے پاس لائے کہ اس کی مشرقی پنجاب میں متروکہ جائداد کا اسے بہت کم معاوضہ دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ ۔ میں نے کہا کہ اچھی طرح سوچ لو بات پکّی اور سچّی ہونی چاہئے ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں محترم چوہدری صاحب ، اگر انکے اختیار

---

(۱) شیخ صاحب کی صدقہ والی بات الفضل ۸ مئی ۱۹۶۰ء (صفحہ ۴) سے ماخوذ ہے اسوقت اسپر عمل جاری تھا ۔

میں یہ بات ہوگی تو بلا تردّد اسکی مدد کریں گے ۔ میں نے اسے اپنے ہمراہ لے جاکر آپ سے بات کی ۔ آپ نے بھی یہی فرمایا کہ اگر یہ حقّ پر ہے تو اس کے ساتھ انصاف ہوگا ۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد اس شخص سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے بتایا کہ مجھ غریب کے ساتھ چوہدری صاحب کی طرف سے بڑا ہی پیار کا سلوک ہوا اور مجھے میرا حقّ مِل گیا تھا ۔ چوہدری صاحب کی عظمت اخلاق دیکھئے کہ آپ نے مجھ سے اشارۃً بھی ذکر نہ کیا تھا کہ آپ نے اس کا کام کر دیا ہے ۔

آپ کی گفتگو سے یہ نظر آتا تھا کہ آپ نظامِ سلسلہ اور خلافتِ حقّہ احمدیہ کے بارے جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ باتیں دِل کی گہرائی سے نکل رہی ہیں ۔ اور وہ پُرشوکت ، اثر انگیز اور قوّتِ صداقت کی حامل ہوتی تھیں ۔ چہرے پر متانت کے آثار کی وجہ سے ابتدا میں میرا یہ تأثّر تھا کہ شاید آپ کم گو اور کم آمیز یا سخت گیر طبعیت کے مالک ہوں گے ۔ لیکن آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے اس کے برعکس آپ کو بڑا خلیق ، یکرنگ ، علم دوست ، بذلہ سنج ، ہمدرد ، غریب پرور ، فیاض ، دلیر ، اچھا مقرّر ، اعلیٰ درجہ کا واعظ ، اللہ تعالیٰ سے بہت محبّت کرنے والا ، اسلام و احمدیت کا فدائی پایا ۔ گلستانِ احمدیت کا ایسا خوش رنگ و خوش نما ، معطّر پھول جسے گُلِ سر سبز کہنا مبالغہ نہ ہوگا ، بڑی باغ و بہار طبعیت کے مالک تھے ۔ مختصر یہ کہ حضرت چوہدری صاحب

اپنی ذات میں ایک انجمن تھے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنّۃ الفردوس میں آپ کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین ثمّ آمین ۔

چوہدری محمدؐ علی صاحب سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ۔ ربوہ

حضرت چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نابغۂ روزگار تھے ۔ ایسے وجود جن کے لئے چشم فلک مدّتوں چشم براہ رہتی ہے ۔ اور جب آتے ہیں تو صفحۂ ہستی پر اپنے حسین اور انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں ۔ قسّام ازل نے کس فیاضی سے حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ کی اولاد کو حسناتِ دارین سے نوازا ۔ اور انہوں نے جس وفاداری ، لگن اور عشق سے نعماءِ دین و دنیا کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ، اس کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہئے ۔

حضرت چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ کا اپنا ایک مقام ہے آپ میں ایک والہانہ پن اور عاشقانہ فِدائیت کا ایک خاص رنگ تھا جو ایک خاصّے کی چیز تھی ۔ آپ کو ہر احمدی ، چھوٹا ہو یا بڑا ، پیارا نظر آتا تھا ۔ آپ دین اور دنیا کو دِل کی آنکھ سے دیکھتے اور پرکھتے تھے ۔ آپ کا دماغ آپ کے دِل کا خادم تھا جو رات دن اسکی فرمائشیں پوری کرتا رہتا تھا ۔ اور اس میں نشاط و انبساط محسوس کرتا تھا ۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں کہوں گا کہ ان کا طرزِ امتیاز

یہی دردمند دِل تھا جو ہر کس و ناکس کی مصیبت پر تڑپ اُٹھتا تھا ۔ بے روزگار ، مجبور اور مظلوم لوگوں کا آپ کے دروازے پر تانتا لگا رہتا تھا ۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے چوہدری صاحب پہلے ہی سے ان کے انتظار میں ہوں ۔ یہ ضروری نہ تھا کہ ضرورتمند ان کو جانتا ہو یا اُن کے جاننے والوں کو جانتا ہو ۔ اور یہ بھی ضروری نہ تھا کہ چوہدری صاحب بھی اس متعلقہ افسر یا فریق کو جانتے ہوں جس کے پاس ضرورتمند کے نزدیک اس کا علاج موجود ہو ۔ وہ اپنے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اور دُکھی لوگوں کے دُکھ سے بیقرار ہو کر اور ان لوگوں کے حُسنِ ظنّ سے اپنی طبعی حیا کے ہاتھوں مجبور ہو کر کہ وہ اپنی فریاد محمد عبد اللہ خاں کے پاس لیکر آئے ہیں ، ایک بے قراری کے عالم میں دُکھ کے ازالہ کی کوشش کرتے تھے اور اس بات میں قطعاً کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے کہ فریادی کو جس دفتر میں آپ لیکر جا رہے ہیں وہاں سے انکار ہو جائے گا ، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ کبھی انکار نہیں ہوتا تھا اور ہر بار اللہ تعالیٰ دُکھی دلوں کے اس سچّے خادم کی لاج رکھ لیتا تھا ۔

آپ نے ہر مجبور و مظلوم سے اور ہر احمدی سے خصوصاً ٹوٹ کر محبّت کی ہے ۔ دراصل یہ محبّت ایک عکس اور نتیجہ تھا اس محبّت کا جو آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھی ۔ اس محبّت اور عشق کی کیفیت و کمیت اور اُن کے لئے غیرت کا اندازہ وُہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا ہو ۔ اور دراصل اسی محبّت اور

غیرت کی سولی پر چڑھ کر آپ اپنی فِدائیت کی مِثال قائم کر گئے ہیں ۔ جو آنے والی نسلوں کو حیرت سے انگشت بدنداں رکھے گی اور دِلوں کو گرماتی رہیگی ۔

آپ کی باقیاتِ صالحات میں آپ کے وہ بیٹے بھی ہیں جنہوں نے اپنے عظیم باپ کے نقش قدم پر چل کر آپ کی طرح اپنے وجود کو خِدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے اور جن کو دیکھکر یُوں لگتا ہے جیسے حضرت چوہدری محمدؑ عبد اللہ خاں صاحب دوبارہ زندہ ہو گئے ہیں ۔ آپ کے ایک فرزند کی ایک خاص عنایت کی وجہ سے میں نے اپنی ممنونیّت کا تذکرہ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ایک فرد سے کیا تو مجھے جواب مِلا کہ اس میں حیرت کی کونسی بات ہے ۔ آخر بیٹے کس کے ہیں ؟ آپ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے بیٹے سے اس سے کم کی توقع ہی کیسے رکھ سکتے ہیں ؟

چوہدری صاحب کی ہمہ پہلو شخصیت کا ایک حسین رخ یہ بھی تھا کہ جہاں آپ انتہائی رقیق القلب تھے ، وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مُسکراہٹوں کے بے پایاں خزانوں سے بھی مالا مال کر رکھا تھا ۔ ہر وقت مُسکراتے رہتے ۔ ہلکی دِل لگی اور لطیف مزاح کا مادّہ بھی بدرجہ اتمّ آپ کو ودیعت ہوا تھا ۔ ڈسکہ میں عزیز مسعود احمد صاحب ابن محترم چوہدری نذیر احمد صاحب وینس کی جناب چوہدری احمد شکر اللہ خاں صاحب کی صاحبزادی سے شادی تھی ۔ بارات میں میں بھی شامل تھا ۔ اس تقریب پر محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب اور

اُن کے برادر سابق امیر جماعت لاہور محترم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب دونوں موجود تھے ۔

اس موقعہ بر ایک معمر دوست غالباً چوہدری قاسم علی نام بھی موجود تھے جو سابق یونینسٹ پارٹی کے ایک ممتاز رکن اور بڑی وجاہت کے مالک تھے ۔ انہیں یہ دونوں برادران "بھائیا جی" کہہ کر پکارتے تھے ۔ یہ دونوں ان کو بار بار چھیڑتے تھے اور چوہدری عبد اللہ خاں صاحب اُن کے پُرانے واقعات کے حوالے سے اس رنگ میں مزاح اور ہلکی پُھلکی چھیڑ چھاڑ کی صورت پیدا کرتے تھے ۔ کہ سننے والا مُسکرائے بغیر نہ رہ سکتا تھا ۔ یہ صورتِ حال ایک گھنٹے سے زائد عرصہ تک چلتی رہی ۔ آخر بھائیا جی پُکار اٹھے کہ کوئی ہے جو مجھے ان سے بچائے اور ان کی بہن کو اندر جا کر اطلاع دے کہ وہ میری مدد کو پہنچیں ؟ ساری محفل مُسکرا رہی تھی ۔ میں نے عزیز مسعود احمد صاحب سے کہا کہ کچھ کرنا چاہئے ۔ وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ آپ اتنی جلدی گھبرا گئے ہیں ۔ یہ مذاق تو سالہا سال سے چل رہا ہے ۔

بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ آپ شعر بھی کہتے تھے ۔ اور ایک حسّاس اور گداز دِل کے مالک تھے ۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ذرا سے ذکر سے آپ کا قلب صافی پگھل کر آنکھوں کے رستے بہنے لگتا تھا ۔ ایک دفعہ ہمارے موجودہ امام و مُطاع حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاں جب آپ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل

تھے ایک دعوت تھی ۔ مہمان اندرونی صحن میں داخل ہو رہے تھے ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب اور محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب نہایت پیار اور دوستانہ رنگ میں ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے ۔ عاجز بتقاضائے ادب اُن کے عقب میں کھڑا تھا ۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب نے بلند آواز سے فرمایا ۔ عبد اللہ خاں ! تمہیں اپنا وہ شعر یاد ہے ۔ اور پھر ایک شعر پڑھا جس میں عجیب والہانہ انداز میں حضرت امام جماعت خلیفہ ثانیؓ سے محبّت و عشق کا اظہار کیا گیا تھا ۔ اس پر چوہدری صاحب نے ایک آہ کھینچی اور پُکار کر کہا ۔ یہاں ! آپ نے یہ کیا سِتم کیا ؟ یہ شعر کیوں یاد دلا دیا ؟ اور بے اختیار آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے ۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب اور مرزا صاحب اُن سے لپٹ گئے ۔ میں انکے قریب ہونے کی وجہ سے یہ نظارہ دیکھنے پر مجبور تھا ۔ میں تو خود اندر صحن میں چلا گیا اور شمع خلافت کے یہ دونوں پروانے بہت دیر کے بعد اندر آئے ۔

اُن کی ایک عظیم یادگار جماعت احمدیہ کراچی بھی ہے ۔ آپ سالہا سال تک اس جماعت کے امیر رہے ۔ اور آپ نے امارت کا حق ادا کر دیا ۔ اس جماعت کی فعّالیت اور فِدائیت اس کے امیر کی فعّالیت اور فِدائیت کی آئینہ دار تھی ۔ کئی جماعتیں افرادی قوّت میں تو جماعت کراچی سے بڑی تھیں ۔ لیکن صاف نظر آتا تھا کہ بحیثیت ایک جماعت کے کونسی جماعت عشق و محبّت اور مستعدّی اور اطاعت کے بلند تر مقام پر فائز ہے ۔ دراصل جماعتِ کراچی نے

اپنے امیر کا لبادہ اوڑھ لیا تھا ۔ اور اس کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنا تن من دھن امامِ جماعت کے حضور لے کر حاضر ہو چکے تھے ۔

محترم چوہدری محمدؐ علی صاحب (سابق پرنسپل) بیان کرتے ہیں کہ

حضرت چوہدری صاحب محبّت کرنا اور کروانا جانتے تھے ۔ جو اُن سے ملتا انہی کا ہو کے رہ جاتا ۔ اس سلسلے میں میں ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کرتا ہوں ۔ جو چھوٹا ہے لیکن درحقیقت بہت بڑا ہے ۔ اور چونکہ ایک نوجوان کے متعلق ہے اسلئے مفہوم کے لحاظ سے اور بھی قابلِ غور ہے ۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک پُرانے طالبعلم جلسہ سالانہ سے ایک روز پہلے ربوہ پہنچ چکے تھے ۔ وہ ہر جلسہ پر اس عاجز سے ملاقات کیلئے تشریف لاتے تھے ۔ شام کے وقت وہ میرے پاس آئے ۔ سلام مسنون کے بعد خلافِ معمول کھڑے کھڑے فوراً رخصت چاہی ۔ میں نے انکار کیا کہ اتنی دور سے آئے ہو اور مِلنے آئے ہو ۔ آتے ہی اسطرح واپس جانے نہیں دوں گا ۔ جب انہوں نے اصرار کیا تو میں نے راستہ روک لیا اور اُن کو پکڑ کر بٹھانا چاہا ۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ بیٹھیں گے نہیں اور یہ کہ ان کو کوئی غیر معمولی پریشانی ہے جسے وہ بیان بھی نہیں کرنا چاہتے ۔ اسی ردّ و کدّ میں چار پانچ منٹ گزر گئے ۔ ان کی بیقراری بڑھتی ہی جاتی تھی ۔ وہ ایک اونچے درجے کے کھلاڑی اور شکاری ہیں ۔ خصوصاً اونچی چھلانگ میں تو ان کا ریکارڈ بھی رہا ۔ ہم لوگوں نے

انہیں پیشہ ور کھلاڑی ہی سمجھا ۔ لیکن ان کی یہ حالت اور کیفیت کھلاڑیوں والی آزاد کیفیت نہ تھی ۔ وہ گھبراہٹ کے عالم میں اپنا دامن چُھڑا کر بھاگ جانا چاہتے تھے ۔ میرے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا ۔ وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ مجھے دیر ہو رہی ہے ۔ مجھے دیر ہو رہی ہے ۔ اور میں نے دروازے میں ان کو کلائی سے پکڑ رکھا تھا ۔ آخر لاچاری اور بے بسی کے عالم میں کہنے لگے کہ فلاں ٹرین کے آنے کا وقت ہو رہا ہے ۔ اسپر ہمارے امیر صاحب تشریف لا رہے ہیں ۔ میں ان کے استقبال کے لئے جانا چاہتا ہوں ۔ آپ مجھے جانے دیں ۔ میں نے فوراً اُن کا بازو چھوڑ دیا اور وہ پوری رفتار سے بھاگ کر چلے گئے ۔ اور چند اور طلباء جو اس نظّارے کو دیکھکر میرے قریب آگئے تھے وہ اور میں عزیز موصوف کو تکتے رہ گئے ۔

آپ کا کراچی کی پبلک سے ہر طرح پر تعلّق تھا ۔ شاعر ، ادیب ، اخبار نویس ، سیاست دان ، سبھی ایک اشارے پر کھنچے چلے آتے تھے ۔ ان کی یہ مقناطیسی کشش اونچے طبقوں تک ہی محدود نہ تھی ۔ کراچی کے وہ لوگ جنہیں لوگ مُنہ لگانا بھی پسند نہیں کرتے تھے ، وہ بھی آپ کے مداحوں میں شامل تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تالیف و تسخیر قلوب کا ایک نسخہ دیا ہوا تھا ۔ کہ جو اُن سے ملتا ، انہی کا ہو کے رہ جاتا ۔ یہ نُسخہ دراصل بے غرض جذبۂ خدمتِ خلق اور ایک دردمند دِل کے سوا اور کچھ نہ تھا ۔

اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر جنّت الفردوس میں خوشیوں کی بارش برسائے

اور اپنے قُربِ خاص سے نوازے ۔ اور اُن کی نیک اولاد کو جو صدقۂ جاریہ کے طور پر ہمارے درمیان موجود ہے ۔ اور فدائیت اور عشق کا وہی نمونہ پیش کر رہی ہے جو اُن کے عظیم باپ نے قائم کیا تھا ، بیش از پیش خدمات کی توفیق دے ۔ اور اپنی نعمتوں سے نوازے اور وہ اپنی صلاحیّتوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے خدمتِ سلسلہ کی توفیق پاتے رہیں ۔ اور اس خاندان میں ہمیشہ چوہدری عبد اللہ خاں پیدا ہوتے رہیں ۔ اَمین ۔

مکرم فضل احمد کریم صاحب فضلی

موصوف مشہور فِلم ساز نے اپنی زندگی کے بارے انٹرویو دیتے ہوئے اپنے حالاتِ زندگی میں بتایا کہ

میٹرک پاس کرکے مالی تنگی کے باعث میں اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکا ۔ اور میں کلیمز کمشنر کراچی کے دفتر میں ترانویں روپے مشاہرہ پر ملازم ہوگیا ۔ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب برادر چوہدری ظفر اللہ خاں کمشنر تھے اور مجھے پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے ۔ آپ نے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ میں ہر گز رشوت قبول نہ کیا کروں ۔ ایک روز ایک شخص نے جو اَب سماج میں بڑا مرتبہ رکھتا ہے ، اپنے کلیم کے کاغذات کے ساتھ مجھے ایک لفافہ دیا ۔ جو دیکھا تو پانچ ہزار روپے اسمیں تھے اور ۵۷۔۱۹۵۶ء میں یہ خطیر رقم تھی ۔ میں نے لفافہ دراز میں رکھ چھوڑا اور عذر کرکے اس کو ٹالتا رہا ۔ اسپر اس شخص نے

چوہدری صاحب کے پاس شکایت کی کہ میں ایک ہفتہ سے عمداً اس کا کام پیچھے ڈال رہا ہوں ۔ آپ سخت ناراض ہوئے ۔ اور اس کے سامنے ہی مجھے ڈانٹا ۔ میرے پوچھنے پر آپ نے مجھے اپنے دفاع کی اجازت دی میں کھاتہ (اراضی) کا ماہر تھا اور شناخت کر لیتا تھا کہ جعلی ہے یا اصلی ۔ سو میں نے پیش کردہ کاغذات اور لفافہ سامنے رکھتے ہوئے بتایا کہ یہ ریکارڈ جعلی ہے اور اس نے مجھے رشوت کے طور پر یہ رقم دی ہے چوہدری صاحب مجھ سے بہت خوش ہوئے اور اس شخص کو آپ نے حکم دے کر دفتر سے نکلوا دیا اور اس کا کلیم نامنظور کر دیا ۔ اور مجھ سے کہا کہ اگر میں نے دیانتداری اختیار کئے رکھی اور محنت سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی فرمائے گا ۔(۱)

مکرم سیّد احمد علی صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد

میں کراچی میں ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۹ء مبلّغ انچارج تھا ۔ بابو محمدؐ یوسف صاحب (حال کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ) نے مسقط سے حضرت مصلح موعودؓ کیلئے بطور تحفہ انار بھجوائے ۔ محترم چوہدری صاحب لاہور جا رہے تھے ۔ آپ بغیر کسی پس و پیش کرنے کے ان پیٹیوں کو ساتھ لے گئے ۔

آپ امیر جماعت تھے ۔ جب بھی آپ کے دفتر میں جاتا ۔ تو آپ دیکھ

---

(۱) ہفت روزہ انگریزی میگزین بنام میگ (MAG) کراچی بابتب ۷ ۔ ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء (صفحہ ۵۸،۵۹)

لیتے یا اطلاع ملتی تو فوراً اندر بُلوا لیتے ۔ اگر جلدی کا کام ہوتا تو فوراً بات سُن لیتے ورنہ فرماتے کہ دوسروں سے فارغ ہولوں ۔ اور اس دوران میں ہم چائے نوش کرتے ہیں ۔

میں جب بھی کسی بیکار شخص کو آپ کے پاس لیکر گیا تو آپ نے خیر خواہی کے باعث اسے اسکے مناسب حال کام پر لگوا دیا ۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ لمبی چوڑی تحریر کی ضرورت نہیں اتنی تحریر کافی ہے کہ یہ شخص مستحق امداد ہے اور میں حسبِ حالات اسکی خدمت کر دیا کروں گا ۔ آپ رحماءُ بینھم اور خدمتِ خلق کا مجسم نمونہ تھے ۔

خدمتِ خلق کی طرح مالی خدمت میں بھی آپ پیش پیش تھے حیدر آباد سندھ میں بعد میں میں مبلغ مقرر ہوا ۔ آپ حیدر آباد سندھ میں دورہ پر آئے ہوئے تھے اور محترم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بھی تھے ۔ ایک مخالف کی تقریر کا جواب شائع کرنے کے لئے میری تحریک پر دونوں بھائیوں نے طلوبہ رقم دیدی ۔

آپ مخالفین سے بھی حسنِ سلوک کرتے تھے ۔ اسوجہ سے یہ لوگ آپ کا کام کرنے کو بخوشی تیار ہو جاتے تھے ۔ میرے ذریعہ ایک دوست عبدالشکور صاحب نے احمدیت قبول کی ۔ ان کے ہمسایہ نے کسی طرح ان کو موالات میں ڈالوا دیا ۔ آپ نے میرے ساتھ ایک شخص کو قالینوں کی دکان کے مالک ایک احراری کے پاس بھجوا کر یہ کہلوا دیا کہ جو کام سیّد صاحب

کہیں ۔ وہ کر دیں ۔ چنانچہ اس احراری نے عبدالشکور کو حوالات سے نکلوا دیا ۔

کراچی میں بندر روڈ پر بنگلہ میر غلام علی انجمن نے کرایہ پر لے رکھا تھا ۔ ہر ہفتہ کی شام کو جلسہ ہوتا تھا ۔ ایک دفعہ چوہدری صاحب کے خُسر حضرت چوہدری فتح محمدؒ صاحب سیالؓ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے ۔ ان کی تقریر رکھی گئی تھی ۔ لیکن وہ کسی وجہ سے نہ آسکے تو میری درخواست پر محترم امیر صاحب نے فی البدیہہ تقریر کرکے ہماری پریشانی رفع کر دی اور حاضرین کو محظوظ فرمایا ۔ چند دنوں بعد حضرت چوہدری محمدؒ ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر رکھی گئی ۔ جو وزیر خارجہ تھے ۔ وہ بھی مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے اور محترم امیر صاحب نے ہی اس خَلا کو میری درخواست پر پُر کیا ۔ بعد میں ایک جگہ کھانے کی دعوت تھی ۔ حضرت چوہدری صاحب نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے نہ پہنچ سکنے کا عُذر کیا اور پوچھا پھر کیا ہوا ۔ بتایا گیا کہ چوہدری عبداللہ خاں صاحب سے تقریر کروا لی گئی تھی ۔ تو پُر مذاق لہجہ میں فرمایا ۔ ہاں کبھی اپنے خُسر کی جگہ اور کبھی اپنے بھائی کی جگہ ۔

مکرم مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب منیر (۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار مع اہلیہ جون ۱۹۵۱ء میں سری لنکا میں تحریک جدید کا نیا مشن کھولنے کے لئے روانہ ہوا ۔ اس مُلک کے سفارت خانے کے افسر نے ویزا دینے کا وعدہ تو کیا ہوا تھا ۔ مگر بعض قانونی کارروائیوں کی وجہ سے چند ہفتے لگ جانے کا اندیشہ تھا ۔ دوسری طرف مع اہلیہ کراچی میں زیادہ قیام خاکسار نہیں کر سکتا تھا ۔ کراچی پہنچ کر حضور کی ہدایت کے مطابق خاکسار نے محترم چوہدری محمدؐ عبداللہ خاں صاحب امیر جماعت سے رابطہ قائم کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کوئی آسان راستہ پیدا کر دیگا ۔ اور دوسری صُبح آپ نے مجھے ہدایات دیں اور دعا کے ساتھ رُخصت کیا ۔ اور شام کو صورتِ حال بتانے کو کہا ۔ شام کو آپ مجلسِ عاملہ کے بعض ارکان کی معیت میں کسی حلقہ کے دورہ پر جا رہے تھے ۔ میری بات سُنی اور فرمایا کہ کل صُبح پھر نئی کوشش کریں گے ۔

ہر روز شام کو آپ کو حال بتاتا اور نئی ہدایات لیکر کوشش کرتا لیکن کامیابی نہ ہوئی ۔ آپ ہر روز میری بات سُن کر ہنس دیتے اور مذاق سے کوئی نہ کوئی ایسا فقرہ کہہ دیتے جس سے میری حوصلہ افزائی ہوتی اور اُمید بندھ جاتی

---

(۱) مختلف اوقات میں آپ انچارج احمدیہ مشن سری لنکا ، مبلّغ بٹورا مشن (مشرقی افریقہ) انچارج مشن ماریشس اور سیکرٹری مجلسِ نصرت جہاں ربوہ رہے ۔

کہ دوسرے روز تو کام ضرور ہو جائیگا ۔ آخر چھٹے دن آپ نے یہ طریق بتایا کہ میں سیدھے سفارت خانے میں ہی چلا جاؤں ۔ آج کامیابی کی پوری امید ہے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے مُعجزانہ رنگ میں متعلّقہ افسر کے دِل میں رحم ڈال دیا اور اُس نے قانونی کارروائی کو مختصر کر کے ویزا جاری کر دیا ۔ اور ہم کولمبو پہنچ گئے اور بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو سات سال تک وہاں کام کرنے کی توفیق عطا ہوئی ۔

اس واقعہ کی یاد کی وجہ سے مجھے ہمیشہ محترم چوہدری صاحب کے لئے دعا کا موقعہ ملتا ہے کہ آپ کے تعاون کی وجہ سے مجھے اس ملک میں خدمت دین کا موقعہ ملا ۔ اس واقعہ سے میرے دل پر یہ اثر ہے کہ جب کوئی احمدی نیک نیّتی سے جماعت کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اس کے لئے راستے آسان کر دیتا ہے ۔ اُس قیام کے دوران میں نے آپ کی انتظامی قابلیت ، توکّل علی اللہ اور جماعتی امور میں نصرتِ الٰہی پر کامل یقین کا مشاہدہ کیا ۔

بابو قاسم الدین صاحب (۱)

تأثرات بھجوانے کے بارے چھٹی ملی تو سب سے پہلے میرے دل میں اس بزرگ ، مجسم احمدیت کے بارے یہ خیال آیا کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ کے والد حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ وکیل سیالکوٹ اور ناظر اعلیٰ قادیان بہت بے نظیر انسان ، خوش خلق ، ہمدرد اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز ، اعلیٰ درجہ کے منتظم اور احمدیت کا مجسمّ نمونہ تھے ۔ مُسکراتے چہرہ سے مِلتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں ہر آن اُن پر نازل ہوتی رہیں ۔ خاکسار اس خاندان کو اس زمانے سے جانتا ہے ۔ احمدیت کا فِدائی ۔ بڑا مہمان نواز اور مِلنسار خاندان ہے ۔

ایک دفعہ مکرم بابو فضل الدین صاحب (سپرنٹنڈنٹ ہائی کورٹ لاہور) ، میرے داماد اور خاکسار کراچی گئے ۔ چوہدری عبداللہ خاں صاحب امیر جماعت بہت خوش ہوئے اور جماعتی طور پر ہمارے قیام کا انتظام کیا ۔ اور ایک روز ہماری پُر تکلّف دعوت ایک اعلیٰ معیار والے "کلفٹن ہوٹل" میں کی اور سیر

---

(۱) اسوقت آپ ناظم ضلع مجالس انصار اللہ ضلع سیالکوٹ ہیں ۔ سابق میں امیر جماعتِ احمدیہ سیالکوٹ تھے ۔

کرنے کے لئے سارے دن کے لئے ہمیں اپنی موٹر کار دی ۔ آپ کے کہنے پر ہم نے آپ کو اطلاع دی کہ ہم کب واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اس کے مطابق آپ نے ٹرین میں ہماری سیٹیں ریزور کروا دیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی منظوری سے بمقام گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ تعلیم الاسلام کالج جاری کیا گیا ۔ اس کی عمارت تیار کرنے کے لئے روپیہ مطلوب تھا ۔ لاہور میں مجھے عطیہ جات حاصل ہونے میں تعاون مِلا ۔ اسوقت چوہدری صاحب محترم لاہور میں تھے اور بیمار تھے ۔ میں نے ملاقات کر کے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا ۔ تو فرمایا بابو صاحب ! مجھے صحت ہو لینے دیں ۔ پھر کراچی آئیں ۔ میں ایک خُطبہ جمعہ میں تحریک کروں گا ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے توقّع سے بڑھ کر کامیابی ہو گی ۔ لیکن افسوس کہ آپ اسی بیماری میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

آپ کی وفات حسرت ناک کے بعد مجھے عطیّہ جات حاصل کرنے کے لئے کراچی جانا ہوا ۔ اور میں نے احباب کو مرحوم کے الفاظ کا حوالہ دیکر تحریک کی احباب نے نہایت خندہ پیشانی سے آپ کے الفاظ کا احترام کیا ۔ بہت تعاون دیا ۔ خوب کامیابی ہوئی ۔ فالحمد للہ ۔ آپ گویا ایک گوہر نایاب تھے ۔

چوہدری رحمت اللہ صاحب باجوہ

چوہدری صاحب مرحوم کی طبعیت میں مزاح تھا ۔ ایک دفعہ ہم نے ایک

ہوٹل میں کھانا کھایا ۔ گوشت گلا ہوا نہیں تھا ۔ آپ نے کہا ۔ بھئی ! اسے کھالو ۔ ورنہ شام کو پھر یہی گوشت ہمیں دیا جائے گا ۔ پھر بھی ہم نے نہ کھایا تو صبح قیمہ کی شکل میں ہوٹل والا ہمیں پیش کر دیگا ۔

آپ عبادت گزار تھے ۔ ایک دفعہ ایک عزیز کی معیّت میں ۱۹۴۵ء میں بمبئی میں میرے ہاں دو دن مقیم رہے ۔ مجھے سفر پر جانا پڑا ۔ واپس آیا تو میری اہلیہ نے مجھے بتایا کہ اُس نے چوہدری صاحب کو بہت عبادت گزار پایا ۔ رات کو دو تین بار آنکھ کھلی تو آپ کی تسبیح و تحمید اور دُرود شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی ۔

مکرم ملک برکت اللہ صاحب ایڈووکیٹ چیچہ وطنی

تقسیمِ مُلک کے بعد میں تقریباً ہر سال ہی کراچی چند روز یا چند ہفتوں کے لئے جاتا تھا ۔ لیکن جناب چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب سے میرا ذاتی تعارف نہ تھا ۔ آپ مجھے جانتے تک نہ تھے ۔ ۱۹۵۴ء میں ہمشیرہ اور ان کے بچوں کو انگلستان جانے کے لئے میں نے الوداع کہا تو مجھے خیال آیا کہ میں بھی اپنا انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوا لوں ۔ کراچی میں میری کوئی خاص واقفیت نہ تھی ۔ جُوں توں کرکے ایک دوست سے گارنٹی میّسر آگئی ۔ دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ یا تو بڑی رقم بطور رشوت دے کر پاسپورٹ بنوا لوں یا کسی بڑے افسر کی سفارش پیش کر دوں ۔ حضرت ملک غلام فرید صاحبؒ

ان دنوں کراچی میں تشریف لائے ہوئے تھے ۔ اُن سے میں نے ذکر کیا ۔ یہ مشکل سن کر فرمایا کہ ہم مکرم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب سے ملتے ہیں ۔

ہم آپ کے دفتر پہنچے ۔ آپ نے فوراً اندر بُلا لیا پہلے کافی وغیرہ سے ہماری تواضع کی اور پھر مختلف باتیں ہوتی رہیں ۔ پھر ملک صاحب محترم نے میرا تعارف کرا کے بتایا کہ ان کو پاسپورٹ درکار ہے ۔ آپ اس میں امداد فرمائیں ۔ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ پاسپورٹ آفیسر میرا واقف نہیں ۔ لیکن چلئے ہم ان سے ملتے ہیں ۔ پہلے آپ نے چیف پاسپورٹ آفیسر کو فون پر اپنا تعارف کرا کے کہا کہ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا کہ بیشک آپ ابھی تشریف لے آئیں ۔ چنانچہ آپ ہمیں اپنی کار میں اُن کے پاس لے گئے ۔ وہاں بہت بے تکلّفی سے باتیں ہوئیں ۔ پھر چوہدری صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے عزیز ہیں ۔ اور انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوانا چاہتے ہیں ۔ اس افسر نے میرے فارم چیک کئے اور پھر متعلقہ افسر کو بُلا کر کہا کہ ان کو چِٹ جاری کر دو ۔ کہ سات دن میں آکر پاسپورٹ لے جائیں ۔ چنانچہ بسہولت مجھے ایک ہفتہ بعد پاسپورٹ مِل گیا ۔

جب چوہدری صاحب نے فرمایا کہ یہ میرے عزیز ہیں تو مجھے فکر لاحق ہوئی مبادا افسر مذکور یہ پوچھ لیں کہ کیا عزیز داری ہے کیونکہ ان کے نام کے

ساتھ لفظ چوہدری اور میرے نام کے ساتھ لفظ ملک تھا ۔ بطور عزیز کے میرا تعارف کرانا آپ کی انتہائی شفقت تھی ۔ جس کی وجہ سے اب تک میرے دِل سے آپ کیلئے دعائیں نکلتی ہیں ۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ۔(۱)

مکرم عبد الحمید صاحب چوہدری

مجھے محترم ملک برکت اللہ صاحب ایڈووکیٹ کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا ۔ کچھ بزرگ دوست بھی وہاں موجود تھے ۔ باتوں میں جناب چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب جیسے گوناگوں اوصاف سے مُرصّع شخصیت کا ذکر بھی چل پڑا ۔ میں نے کہا کہ ع

"مُشک آنست کہ خود ببوید" چوہدری صاحب حسنِ اخلاق ، حسنِ کردار ، مہر و محبّت ، فرض شناسی اور انسانی ہمدردی کے پیکر تھے ۔ خلوص و رواداری اور دوسروں کے کام آنے کو آپ اولیّت کا درجہ دیتے تھے ۔ آپ نے مقدور بھر مظلوم و مجبور کا ساتھ دیا اور شاید اسی وصف کی بنا پر آپ مُحسن ، نرم دل اور نڈر کہلاتے تھے ۔

رسالہ "نمکدان" کے مُدیر مجید لاہوری مرحوم مُلک کے نامور ادیب ، شاعر ، طنز و مزاح نگار کی معیّت میں چوہدری صاحب سے میری مُلاقات ہوئی ۔ ہم دونوں چوہدری صاحب کے دفتر کے قریب سے گزر رہے تھے تو مجید

---

(۱) اپنے اس سگے بھائی سے مجھے یہ تأثرات ۱۹۷۲ء میں حاصل ہوئے تھے ۔

صاحب موصوف نے کہا کہ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب سے نہ ملے تو قرض رہ جائیگا ۔ چلو ! یہ قرض چُکاتے چلیں ۔ کچھ شگفتہ و برجستہ جُملے سُن آئیں گے ۔ اور ساتھ ہی چوہدری صاحب کی روایتی مہمان نوازی کی بدولت کوکو یا کافی بھی پی آئیں گے ۔ چوہدری صاحب اسوقت ایڈیشنل کسٹوڈین تھے اور آپ کا دفتر نیپیر بیرکس میں تھا ۔

جیسے ہی ہم نے دفتر کی سیڑھیوں پر قدم رکھا دربان نے ہماری آمد کی اطلاع کر دی ہمیں فوراً ہی بُلا لیا گیا ۔ اسی لمحے شاید کسی نے ٹیلیفون پر آپ سے بات کرنا چاہی تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ اسوقت تو "نمکدان" ہمارے سامنے ہے ۔ کُھلتے ہوئے چہرے پر ہلکے پتلے سُنہرے فریم کی عینک جمائے ، نمکدان کی خدمات اور اس کے اسلوبِ تحریر کو سراہتے رہے ۔ گفتگو کو زعفران زار بنانے کے لئے پنجابی چُٹکلے اور برمحل اشعار ایسی خوبصورتی سے چُست کرتے رہے کہ نفسِ موضوع سے دلچسپی بھی برقرار رہی اور وقت گزرتے پتہ نہ لگا ۔ آخر پر کوکو سے ہماری تواضع فرمائی اور کبھی نہ مِٹنے والی مسکراہٹ سے ہمیں الوداع کیا ۔

کچھ عرصہ بعد راقم الحروف کا تبادلہ وزارتِ اطلاعات و نشریات سے وزارتِ مہاجرین و آبادکاری میں اور پھر محکمہ کسٹوڈین میں ہو گیا اور اس وابستگی کے باعث آپ کو اور بھی قریب سے دیکھنے کا مجھے موقعہ مِلا ۔ "مُشتے از خروارے" ، ایک واقعہ بیان کرتا ہوں ۔ ایک مرتبہ کسی ماتحت سے کوئی

فرو گزاشت ہو گئی اس معاملہ نے طول کھینچا ۔ بات تحقیقات تک پہنچی ۔ وہ بے چارہ متأسف و پریشان ۔ مایوسی و بدحواسی کا شکار متعلّقہ حکّام کے پاس عرضداشت لئے کئی دنوں تک مارا مارا پھرتا رہا ۔ شُنوائی کی اُمید کی کرن کہیں سے نظر نہ آئی ۔ روزگار چُھٹ جانا شاید سب سے بڑی آفت ہوتی ہے ۔ ابتلا کے دن کاٹے نہیں کٹتے ۔ یہ مجبور و بے بس انسان سراسیمگی کے حال میں تھا کہ کسی نے کہہ دیا ۔ میاں ! تمہارے دُکھ کا علاج کسی سے نہ ہوسکے گا ۔ تم چوہدری صاحب کے پاس فریاد لے جاؤ ۔ وہ بہت اللہ والے حاکم ہیں ۔ اگر انہیں اپنی کہہ سناؤ گے تو ممکن ہے بگڑی ہوئی بات مزید بگڑنے سے رُک جائے اس بے آسرا شخص نے یہ رائے پلّے باندھی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کی کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے ۔ انسان خَطا کا پُتلا ہے ۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو چھوٹے چھوٹے بچّوں کی روٹی کا سہارا بنا رہیگا ۔ یہ سُن کر چوہدری صاحب کچھ دیر خاموش رہے ۔ پھر اسے تنبیہ کی ۔ پھر فرمایا کہ چونکہ یہ تمہاری پہلی غلطی ہے اور پھر تم نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے ۔ اور نادم بھی ہو اسلئے معافی کے حقدار ہو ۔ جاؤ ۔ آئندہ تمہاری کوئی شکایت نہیں آنی چاہئے ۔

آپ کی طبعیت میں سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ اکثر دیکھنے میں آتا کہ سائل کو دینے کے لئے آپ کے پاس کچھ نہیں تو کسی دوست سے مستعار رقم لے کر آپ سائل کی حاجت روائی کر دیتے ۔ کسی حاجت مند کو خالی

ہاتھ جانے دینا آپ کو گوارا نہ ہوتا ۔

محمدؐ نصیب صاحب عارف

مکرم محمدؐ نصیب صاحب عارف آرڈیننس آفیسر سویلین ریٹائرڈ مقیم راولپنڈی ، فوجی ملازمت کے سلسلہ میں مالیر کینٹ میں تقسیم ملک کے بعد متعیّن رہے ۔ اور ۱۹۵۴ء تک اس جماعت کے سیکرٹری مال کی خدمت آپ کے سپرد رہی ۔ آپ احمدیہ ہال میں منعقدہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں شمولیت کرتے تھے ۔ آپ اپنے تأثراتِ ذیل تحریر کرتے ہیں کہ

مالیر کینٹ کراچی سے اٹھارہ میل کی مسافت پر واقع ہے ۔ میں وہاں سے آکر اجلاسات میں شرکت کرتا تھا ۔ محترم چوہدری صاحب کو خاکسار نے بہت قریب ہو کر دیکھا اور آپ کو نہایت بُردبار ، متحمّل مزاج اور منتظم پایا ۔ آپ نے اپنے نائب امراء کے سپرد مختلف شعبہ جات کی نگرانی کی ہوئی تھی ۔ اور زائد طور پر اپنے ذمّہ مالی شُعبہ رکھا ہوا تھا ۔ اور آپ کی زیر صدارت اجلاسات زیادہ تر چندوں اور مالی قربانیوں کے بارے میں ہوتے تھے ۔ چندہ کی وصولی کی دقّتوں کے سلسلہ میں حلقہ جات کے پریذیڈنٹ دورانِ اجلاس اکثر یہ سوال اُٹھاتے کہ آپ ہمیشہ مالی اجلاس کی صدارت فرماتے ہیں اور چندوں پر زیادہ زور دیتے ہیں ۔ اسبارے میں کوشش کے ساتھ لوگوں کی تربیت کی بھی ضرورت ہے ۔ اور پھر ہماری جماعت تبلیغی ہے اسلئے احباب کو تبلیغ

کرنے کی طرف بھی توجّہ دلانی چاہئے تاکہ وہ مالی ضرورتوں کو خود بخود محسوس کرنے لگیں ۔ اور آپ کو مالی شُعبہ کی طرف اتنی توجّہ نہ دینی پڑے ۔ اسپر آپ فرماتے کہ آپ دیگر اجلاسات میرے نائب امراء کی زیر صدارت بھی منعقد کر سکتے ہیں اور جماعت کی تربیت اور تبلیغی کاموں کو ترقّی دے کر میری توجّہ سلسلہ کی مالی مشکلات کی طرف جو ہے اسکے لئے آسانی پیدا کر سکتے ہیں ۔ ان میرے ساتھیوں سے مطالبہ کریں اور ان کے ذریعہ جماعتی کاموں میں پیش رفت پیدا کریں ۔

یہ انتظام بہت اچھا تھا اور اس کا آغاز آپ ہی کی طرف سے ہوا تھا ۔ کہ امارت کے کام کے ساتھ شعبۂ مال کو بھی آپ نے سنبھال رکھا تھا ۔ اور اس شعبہ کی نگرانی آپ براہ راست فرماتے تھے ۔ ایک واقعہ اکثر "کراچی کی یادوں" میں ذہن میں آتا رہتا ہے ۔ جس سے آپ کی حوصلہ افزائی کے طریق کا علم ہوتا ہے ۔ وہ یہ کہ آپ چندوں کے ادا کرنے میں سُست حلقہ جات کی طرف خوب توجّہ فرماتے ۔ ان کی مشکلات سُنتے ، ہدایات دیتے اور حکیمانہ طرز پر باز پُرس بھی فرماتے ۔ لیکن چُست حلقہ جات کا محاسبہ آپ بہت کم کرتے تھے اور چھوٹی موٹی کمی کو نظر انداز فرما دیتے تھے ۔ ایک دفعہ مجلسِ عاملہ میں آپ نے یکے بعد دیگرے تمام حلقوں کا جائزہ لیا اور آپ حلقہ مالیر کینٹ کو چھوڑ گئے ـــــ یہ حلقہ بفضلہ تعالیٰ زیادہ تر فوجیوں کی وجہ سے چندوں میں باقاعدہ اور پیش پیش رہتا تھا ـــ جب آپ نے ہمارے حلقہ کا جائزہ نہ لیا تو غیر

ارادی طور پر اس عاجز کے مُنہ سے نکلا کہ جو حلقہ اس کام میں پیش پیش ہے اُس کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا ۔ اسپر آپ نے بیساختہ فرمایا کہ آپ کے حلقہ کا ذکر نہ کرنا ہی اس بات کی علامت ہے کہ دوسرے حلقے جو میری سرزنش میں آئے ہوئے ہیں اس سے آپ کا حلقہ بچا ہوا ہے ۔ ورنہ ترقی کی تو ہر وقت گنجائش ہے ۔ اور مجھے مخاطب کرکے مزید فرمایا کہ ناحق آپ نے اپنے حلقہ کا ذکر کرکے مجھ سے یہ ریمارکس کہلوائے ہیں ۔

کسٹوڈین کے محکمہ کے انچارج کے طور پر آپ کی کارکردگی کا معیار بہت بلند تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیوی وجاہت اور وقار بھی عطا فرمائے تھے اور خدمتِ دین کی وُسعتوں کا تو کوئی شمار نہ تھا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور سچّے خادمِ دین بنائے اور آپ کو غریقِ رحمت کرے اور آپ کے درجات بلند فرمائے ۔ آمین ۔

قریشی عبد الرحمٰن صاحب

محترم قریشی صاحب جو امیر جماعت ہائے اضلاعِ سکھر و جیکب آباد سندھ ہیں تحریر کرتے ہیں کہ

جب محترم چوہدری صاحب سندھ کے کسٹوڈین تھے تو آپ اکثر سکھر دورہ پر آتے تھے ۔ ایک دفعہ میں نے درخواست کی کہ آپ مجلس خدّام الاحمدیہ کی دعوتِ چائے قبول فرمائیں جو صرف ایک پیالی چائے اور دو بسکٹ تک محدود

ہوگی ۔ میں اسوقت قائد تھا ۔ آپ کی اس شام کو کسی اور کے ہاں چائے کی دعوت تھی وہاں آپ نے فون کر دیا کہ مجھے معذوری ہے ، مجھے ایک ضروری کام ہے ۔ اور ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رپورٹ پڑھیں گے ۔ شام کو آپ کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا جس میں خاکسار نے رپورٹ اور بعض نوجوانوں نے مضمون پڑھے آپ نے صدارتی تقریر میں فرمایا It is rather Quraishi show کیونکہ زیادہ تر مضامین میرے ہی بیٹوں نے پڑھے تھے ۔ آپ نے مٹھائی کھلانے کے لئے مجھے دس روپے عنایت فرمائے جو موجودہ وقت کے ایک سو روپے کے برابر ہوتے ہیں ۔

حضرت مصلح موعودؓ سے آپ کی والہانہ محبّت کا اس بات سے اظہار ہوتا ہے جو آپ نے مجھے سنائی تھی کہ ایک نوجوان حصولِ ملازمت کے لئے میرے پاس آیا ۔ میں نے معذرت کر دی ۔ مگر وہ جانے لگا تو میں نے اس کا نام پوچھا جو اُس نے محمود احمد بتایا ۔ تو میں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ ۔ مجھے اس نام کا بڑا پاس ہے اور پھر میں نے کوشش کرکے اسے مُلازم کروا دیا ۔

اس روز مکرم چوہدری صاحب سکّھر میں تھے جب حضرت مصلح موعودؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا ۔ میں یہ خبر سُنکر پریشانی کے عالم میں فوراً آپ کے پاس پہنچا ۔ فرمایا مجھے علم ہے ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔ دعا کریں ۔ میں آج ہی ربوہ جا رہا ہوں ۔

اسی روز اس سے پہلے ایک عمر رسیدہ ، خوش پوش قبائلی پٹھان میرے پاس آیا اور کسی بڑے احمدی کا پتہ پوچھا اور مجھے بتایا کہ میں نے بڑے مرزا صاحب سے ملاقات کی تھی اور آپ سے بیعتِ اخوّت اس بات پر کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں ۔ مکرم چوہدری صاحب کا میں نے پتہ دیا اور وہ پٹھان دوست آپ کے پاس پہنچے ۔ آپ نے اسے تین صد روپیہ عطا کیا ۔ پھر حضور پر حملہ کی خبر ملی تو کسی سے ربوہ جانے کے لئے رقم بطور قرض حاصل کی ۔

ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کی خوشنودی کس قدر ملحوظِ خاطر تھی ۔ قریشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک بیٹے کو کراچی ایک کالج میں داخلہ دلانے گیا تو آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا ۔ آپ نے عزیز کو ہیٹ پہنے دیکھکر کہا کہ میں ایک دفعہ ہیٹ پہنے ملاقات کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے ہیٹ پہننے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ۔ سو میں نے اسیوقت اُتارا اور پاؤں سے مَسل دیا اور پھر کبھی نہیں پہنا ۔ دوسرے روز ہم نے پھر آپ سے ملاقات کی تو پھر آپ نے میرے بیٹے سے کہا کہ آپ نے ابھی تک ہیٹ پہنا ہوا ہے تو میں نے اطمینان دلایا کہ سکھر واپس پہنچ کر اسے ضائع کر دیا جائے گا ۔

"دِل کے لئے پیامِ بہاراں تھی جس کی یاد"

محترم ثاقب زیروی صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

چند سالوں سے اب ہر جون کا دوسرا ہفتہ حسرتوں ، مایوسیوں ، کچوکوں ، کسکوں اور ہُوکوں ہی کے لئے وقف ہو کے رہ گیا ہے ۔ اس سارے عرصہ میں اس حبیبِ لبیب — بھائی جان ابو حمید ظفر — ایک مُسلسل ٹیس کا رنگ اختیار کئے رہتی ہے ۔ جس کی ضربوں سے کبھی رُوح مضطرب ہوتی ہے ، کبھی دِل بلبلاتا ہے ۔ تو کبھی دماغ اپنی محرومیوں پر بے ساختہ جھنجھلا جھنجھلا اٹھتا ہے ۔

وہ بزرگ بھائی —— اپنے پیاروں کے لئے جس کا ہر سانس دُعا بن گیا تھا ۔

وہ جاں نثار دوست —— جس کا دِل اور روح ہر وقت اپنے دوستوں پر نچھاور ہونے کے لئے بیقرار رہتے تھے ۔

وہ "لاہور" پرست —— جسے "لاہور" اور مُدیر "لاہور" کی فلاح و بہبود ، اسکے مُدیر و مالک سے بھی زیادہ مرغوب و محبوب تھے ۔ اور

وہ انسانیت دوست —— جو بے نواؤں ، بے سہاروں اور تقدیر کے ہارے ہوؤں کے چاک رفُو کرنے کے لئے ہر لحظہ مستعد و متجسّس رہتا تھا ۔ مِلّتِ احمد کا وہ جاں سپار فرزند جس کا دِل عشقِ رسول کا گنجینہ تھا ۔ جس کی باتوں میں گُلوں کا رس تھا ۔ جس کے اشعار میں انسانیت دوستی کا سچّا گداز اور

جس کی گفتگو تقدیس خلوص کی نزہتوں سے معمور ہوتی تھی ۔ کتنے سال (بلکہ کتنی صدیاں گزرنے کو آئیں ، نہ وہ صورت ہی کہیں دکھائی دیتی ہے ، نہ اُس جیسی صورت ہی کہیں نظر آتی ہے ۔ کہ تشنہ دیدار چند ثانیوں کے لئے اپنے چشم و دِل سیراب کر لیں ۔ روح کی بھڑک مِٹالیں ۔ جیسے اس بلند و لازوال نے اس کے بعد اُس جیسے خلوص آفریں مزاج تخلیق کرنے والے سانچے ہی توڑ دئے ہوں ۔

اللہ اُسے کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے ۔ اُس کی محبوب امانت (بیوی) کا حافظ و ناصر ہو ۔ اُس کے جگر گوشوں کے تمام معاملات میں آپ کفیل ہو جائے اور ہم سے کبھی کوئی ایسی لغزش سرزد نہ ہو جس سے اُس کے تعلّق کی تقدیس پر حرف آئے یا جنّت الفردوس میں اُس کی روح کو اُس پر ادنیٰ سا بھی کرب محسوس ہو ! آمین ثم آمین ۔

ناچیز غم دیدہ ثاقب زیروی (۱)

صہباء اختر صاحب (۱)

میں ۵۰۔۱۹۴۹ء میں اپنی شاعری کے آغاز کے وقت نو عمر تھا اور مالی لحاظ سے مفلوک الحال بھی ۔ ایک روز شام کو نگار ہوٹل میں شعراء کرام کا ڈِنر

---

(۱) "لاہور" لاہور ۱۵ جون ۱۹۶۴ء ۔

(۱) کورنگی ، کراچی میں سکونت رکھتے ہیں اور غیر از جماعت دوست ہیں ۔

تھا ۔ جناب حفیظ صاحب ہوشیارپوری میرے پاس آئے اور کہا کہ میں اپنا کلام اس تقریب میں ساتھ لے چلوں ۔ وہاں جناب اختر انصاری نے میرا تعارف چوہدری عبد اللہ خاں صاحب سے کروایا جو اس روز مہمانِ خصوصی تھے ۔ آپ کا تعلّق آخر تک اس محفل سے قائم رہا ۔ میں مالی تنگی کے باعث بے حدّ فلاکت زدہ تھا ۔ چنانچہ ایک ایسی نشست میں جناب حفیظ صاحب موصوف نے آپ سے میرا ذکر کیا اور آپ نے مکرم شیخ اعجاز احمدؒ صاحب کے ذریعہ محکمہ خوراک میں مجھے ملازمت دِلوا دی جس سے میری مالی حالت بہتر ہو گئی ۔

جن دنوں آپ حیدر آباد سندھ میں متعین تھے ۔ جناب اختر انصاری صاحب کے منشاء سے ایک شخص کو ملازمت دلوانے کے لئے میں حیدر آباد پہنچا اور آپ کے پاس جانے سے پہلے آپ سے فون پر بات کی ۔ آپ ناراض ہوئے کہ جبکہ میں رات سے حیدر آباد پہنچا ہوا ہوں تو آپ کے پاس ٹھہرنے کی بجائے ہوٹل میں کیوں ٹھہرا ہوں مجھے معذرت کرنا پڑی ۔ میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے اپنی کُرسی کے پاس میرے لئے کُرسی رکھوا دی ۔ اسوقت آپ ایک مقدمہ کی سماعت میں مصروف تھے ۔ تین چار منٹ کے بعد آپ نے مقدمہ پیش کرنے والے وکیل سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ آپ کو کتنے عرصہ کی وکالت کا تجربہ ہے ۔ وکیل نے کہا کہ چار پانچ سال کا فرمایا ۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مہمان آ جائے تو رُک جانا چاہئے ۔ جس پر وکیل خاموش ہو گیا اور پھر اجازت لیکر چلا گیا ۔ پھر میری طرف سے اس شخص

کا ذکر ہونے پر آپ نے اس کو ملازمت دلوا دی ۔

چوہدری صاحب کے محکمہ کا ایک ملازم رشوت لینے کی وجہ سے معطل ہوا ۔ اسنے مجھ سے سفارش کروانا چاہی ۔ میں اسے چوہدری صاحب کے پاس لے گیا کہ آپ اس محکمہ کے افسر اعلیٰ تھے ۔ آپ نے اسے بُلوا کر فہمائش کی ۔ اور کہا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا ۔ اور اسے بحال کر دیا ۔ اسنے پھر رشوت لی اور معطلؔ ہوا ۔ وہ پھر مجھ سے سفارش کا طالب ہوا ۔ میں ڈرتے ڈرتے چوہدری کے پاس گیا ۔ آپ نے بات سنکر فرمایا ۔ صہبا اختر ! یہ باز نہیں آتا ۔ چونکہ آپ نے سفارش کی ہے اسلئے میں اسے بحال کر دیتا ہوں ۔ اور اسے شفقت سے بحال کر دیا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ بہت ہی دوست پرور غریب نواز اور اعلیٰ ظرف کے انسان تھے ۔ اور بہت ذرّہ نواز ۔ حالانکہ میری کوئی دینی یا دنیوی حیثیت نہ تھی ۔ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کی رزق ماری نہیں کرنی چاہئے بلکہ لوگوں کی بہتری کا خیال رکھنا چاہئے ۔

ایک دفعہ آپ کے ساتھ متعدّد شعراء ربوہ گئے ۔ آپ نے کہا کہ میں اپنی ٹانگ کی تکلیف کیوجہ سے دوسرے ڈبہ میں جاتا ہوں ۔ مجھے ان شعراء میں سے اپنے ساتھ لے گئے ۔ ربوہ میں مجھے (حضرت مصلح موعودؓ کی) صاحبزادی محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ کے ہاں ٹھہرایا ۔ (جو آپ کے برادرِ نسبتی چودہی محمدؐ ناصر صاحب سیال کی رفیقۂ حیات ہیں ۔) اور دیگر شعراء کو کسی اور جگہ ٹھہرایا ۔ مجھ غریب ، بدحال ، غیر معروف شخص سے آپ نے ایسا شفقت و

احسان کا سلوک کیا ۔ میں آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ۔

میرے مشاہدہ کے مطابق آپ بے لوث احسان کرنے والے ، ہمدردِ نوعِ انسان ، سخن فہم ، اعلیٰ پایہ کے شاعر اور شاعر نواز تھے ۔ آپ بڑے عظیم انسان بلکہ عظیم انسانوں میں بھی عالی مرتبت عظیم انسان تھے ۔ اللہ تعالیٰ جنّت میں آپ کو اعلیٰ مقام عطا کرے ۔ آمین

آہ بھائی جان

مرحوم کے برادر زادہ چوہدری اعجاز نصر اللہ خاں صاحب ایڈیٹر "لاہور" کے نام تحریر کرتے ہیں کہ

بھائی جانؒ محترم ابو حمید ظفر (چوہدری عبد اللہ خاں صاحب) کا ذکرِ خیر جس انداز میں "لاہور" میں آیا ہے ۔ آپ کی اُن سے محبّت کے شایانِ شان ہے ۔ وہ ایک ایسا پیارا وجود تھا کہ اس کے سفر و انتقال نے رُوحوں کو پانی پانی کرکے رکھ دیا ہے ۔ ہمارے خاندان کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا ہی باحوصلہ سمجھا اور جانا جاتا ہے ۔ اور میں نے بھی "راضی برضا" رہنے کے جتنے واقعات اپنے خاندان میں دیکھے ہیں ، شاید ہی کسی اور خاندان میں دیکھے ہیں ۔ لیکن ابّا جان (مکرم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب) کو قریب سے دیکھتا ہوں ۔ اپنے دِل کی کیفیت پر نظر دوڑاتا ہوں ۔ یا تایا جان محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے خطوط پڑھتا ہوں تو یُوں محسوس ہوتا ہے کہ دِل اندر ہی

اندر ہر وقت رِستے سے رہتے ہیں ۔ اور ان سے درد و الم کا خونِ بدن رِستا رہتا ہے ۔ بات بات پر آنکھوں کا بے ساختہ بھر جانا ۔ قدم قدم پر سانسوں کا آہوں کی شکل اختیار کر جانا ۔ پھر محترم چوہدری صاحب کے خطوط (جذبات پر قابو پانے کے لئے جن کی ذات بطور مثال پیش کی جاتی رہی ہے) نہیں معلوم یہ سب کچھ اپنے ٹھکانے پر کب اور کس طرح آئیگا ۔ ابھی کل ہی اُن کا جو خط ابّا جان کے نام آیا ہے ، ذرا اُس میں مُضمر دِلی درد و کرب کا اندازہ تو کیجئے ۔ لکھتے ہیں :۔

عزیزم ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاۃ

بے شک ایک مُسافر اپنے سفر پر پھر سے روانہ ہوا ۔ وہ بہت تھوڑی دیر ہی اس درخت کے سائے میں ٹھہرا اور پھر آگے چل پڑا ۔ وہ تو چاہتا تھا کہ کچھ دیر سستائے ۔ کشمکشِ آلام سے کسی حدّ تک مُخلصی حاصل کر لے ۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اُس کے ہم سفروں کی اس کے بغیر کیا حالت ہو گی ۔ وہ اُسے دِل سے پیارے تھے اور اُس کا دِل شاہد تھا کہ وہ اُنہیں پیارا ہے ۔ وہ بے پروائی سے مُنہ موڑ کر نہیں چل دیا ۔ وہ نہایت باوفا تھا ۔ ایسا اُس کے لئے ممکن نہ تھا ۔ اُس کی آنکھیں اپنے بھائیوں کے چہرے دیکھنے کو ، اُس کے کان اُن کی محبّت بھری آوازیں سُننے کو بہت تَرسے ۔ اس کا دِل انہیں کلماتِ رخصت کہنے کے لئے بہت بیتاب تھا ۔

"تم مجھے بہت پیارے ہو ۔ میں جانتا ہوں میں تمہیں بہت پیارا ہوں ۔ یہ جُدائی مجھ پر بھی گراں ہے جیسے تم پر گراں ہے ۔ لیکن وہ جو میری ہستی کا خالق و مالک ہے ۔ جس نے ماں باپ عطا کئے ۔ بھائی بہن بخشے ۔ بیوی ، بیٹے اور دوست دئے ۔ اُس کے ساتھ میرا عہد ہے کہ جب وہ بلائے میں اُس کے حضور حاضر ہو جاؤں گا ۔ اب وہ بُلاتا ہے اور وہ سب سے پیارا ہے ۔ اب میرا رُکنا یا رُکنے کی آرزو کرنا نافرمانی اور بے وفائی ہے ۔ اب میں جاتا ہوں ۔ لیکن اُس ہستی کا وعدہ ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رحمت کے سائے تلے جمع کر دیگا ۔ اور وہ صادق الوعد ہے ۔ لو اب اس کے حضور ملاقات ہو گی"۔

راضی برضا رہنے کی اس سے زیادہ ایمان افروز تلقین اور کیا ہو گی ۔ لیکن ع

دِل ہی تو ہے نہ سنگ و خِشت درد سے بھر نہ آئے کیوں ؟

کے مِصداق جب خط سمیٹنے لگے تو نہ جانے پھر درد کہاں سے ایکبارگی اُٹھ آیا ۔ لکھتے ہیں :۔

"— عبد اللہ خاں نے تو آخری وقت تک وفا نباہی ۔ "بیت الظّفر" پہنچا ۔ اسد اللہ خاں موجود تھا ۔ میں نہیں تھا ۔ اُس کے دِل کی حسرت اُسے "بیت الظّفر" لے گئی ۔ بھائی جان ! تم تو یہاں نہیں ۔

پر میں یہاں سے ہو چلا ۔ میں نے تمہاری خوشبو سونگھ لی ۔ تم آؤ گے تو میری خوشبو سونگھ لینا ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔"

خطوط کیا ہیں ؟ درد و اندوہ میں ڈوبے ہوئے مقالے ہیں ۔ ادھر آپ کا دِل بریاں ہے ۔ ادھر ہم میں سے ہر ایک بھائی کی آنکھ پُر نم ہے ۔ لیکن زبانوں پر یہ شعر

عاشقاں بشارت کہ نماند ایں جُدائی
برسد زبانِ دوست بکُند خدا خُدائی

اللہ مرحوم کو اپنی قُربتِ خاص سے نوازے ۔ یہ گوشت پوست کا بنا ہوا انسان بھی کیا چیز ہے ۔ میں خط آپ کو لکھنے بیٹھا تھا تشفّی کا ۔ لیکن خود درد و اندوہ کی لہروں میں کھو گیا ۔ والسلام (۱)

مرزا مبارک احمد صاحب (۱)

محترم چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب حضرت چوہدری فتح محمدؒ صاحب سیالؓ کے داماد تھے ۔ جن کی دوسری بیگم خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ صادقہ بیگم

---

(۱) "لاہور" ۷ جولائی ۱۹۵۹ء ۔

(۱) آپ محلّہ گاڑی کھاتہ ، حیدر آباد سندھ میں بعد ہجرت قیام رکھتے ہیں ۔ اصل وطن پٹی ہے ۔

صاحبہ تھیں ۔ ہم ہمیشہ چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کو بھائی جان کہہ کر پکارتے تھے بلکہ آپ کی اولاد بھی آپ کو اسی نام سے پکارتی تھی ۔

۱۹۲۸ء میں ہماری رہائش قادیان میں تھی ۔ بھائی جان ان دنوں قادیان میں تھے اور سکول جاتے ہوئے آپ کا مکان راستے میں پڑتا تھا ۔ امتحان ختم ہو چکے تھے اور کامیاب ہونے کی خوشی میں مٹھائیاں بٹنے کے دن تھے ۔ یکم اپریل کو آپا عائشہ صاحبہ نے مذاقاً مٹھائی کا فرضی اچھا پیکٹ بنا کر میرے ہاتھ میں پکڑایا کہ آپا آمنہ بیگم صاحبہ (بیگم بھائی جان) کو پیش کر دوں ۔ آپا عائشہ صاحبہ اور حضرت سیال صاحب کے دو بیٹے بھی جو اس مذاق میں شامل تھے ، میرے ساتھ بھائی جان کے گھر پہنچے اور میں نے یہ پیکٹ آپا آمنہ صاحبہ کی جھولی میں ڈال دیا ۔ بھائی جان جو پاس ہی کھڑے تھے ، مُسکرائے اور لپک کر یہ پیکٹ اٹھا کر آپا عائشہ صاحبہ کے ہاتھ تھما دیا ۔ ایسی تھی آپ کی ذہانت اور فراست کہ مذاق کو سمجھ گئے ۔

میرے چچا جان مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم پر ۱۹۳۶ء میں ایک جھوٹا کیس قتل کا بنا جس میں سے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی متواتر دعاؤں کے نتیجہ میں بفضلہ تعالیٰ باعزّت بری ہوئے ۔ اس کیس میں چچا جان کی گرفتاری کی اطلاع تار کے ذریعہ والد محترم مرزا محمود بیگ صاحب کو قادیان پہنچی اور ہم باپ بیٹا بھائی جان کے پاس قصور پہنچے ۔ اس سلسلہ میں آپ کی شفقت اور ہمدردانہ سلوک بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقعہ مِلا ۔ والد

صاحب طبعاً ہر وقت فکر مند رہتے ۔ ان کو آپ قدم قدم پر تسلّی دیتے اور رہنمائی بھی فرماتے تھے ۔ اور وزیر اعظم پنجاب سر سکندر حیات کے ساتھ رابطہ قائم کرکے اس کیس کو جھوٹا کیس ثابت کرنے کی راہ ہموار کی ۔ پھانسی کی سزا کا فیصلہ ہو چکا تھا لیکن ہائی کورٹ سے بالآخر چچا جان بری ہوئے ۔

(۳) ایک غریب کی التجا پر فیروز پور جا کر ایک ریلوے افسر سے جس سے کوئی واقفیت نہ تھی ملاقات کرکے اسے آمادہ کیا کہ اسے ریلوے سٹیشن پر میتھی فروخت کرنے کا ٹھیکہ دیدیا جائے ۔(۱)

آپ فِطرتاً رحمدل تھے ۔ قصور میں ماہ رمضان میں آپ ایک رات کار میں چونگیوں کو دیکھنے نکلے ۔ میں بھی ہمراہ تھا ۔ ہر چونگی کو بند اور ہر مُحرّر کو غائب پایا ۔ آپ نے تالے توڑے اور رجسٹرات وغیرہ ساتھ لے آئے ۔ مُحرّرین بعد میں یہ صورتِ حال دیکھکر ڈرتے ڈرتے آپ کے پاس پہنچے ۔ ملازمت سے برطرفی کا خطرہ تھا ۔ آپ نے ان کو تھوڑی بہت تنبیہ کی ۔ ان کے فریضہ کی طرف ان کی توجّہ دلائی اور ان کو معاف کر دیا ۔ یہ غریب لوگ دعائیں دیتے ہوئے رُخصت ہو گئے ۔

آپ قصور کی جماعت کے امیر بھی تھے ۔ اپنی قیام گاہ پر باجماعت نماز کا اہتمام کیا ہوا تھا ۔ وہاں تبلیغی مذاکرے بھی ہوتے تھے ۔ آپ کے ذریعہ اس جماعت میں خوب بیداری پیدا ہو گئی تھی ۔

---

(۱) آپ کے برادرزادہ چوہدری محمود نصر اللہ خاں صاحب کا بیان ۔

آپ کی شخصیت عظیم تھی جس میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ ۱۹۵۰ء میں میں اہل و عیال سمیت سیر کے لئے کراچی گیا ۔ اتفاقاً میرے بیٹے مرزا مصوّر احمد کی رکشا دوسری سے ٹکرا گئی ۔ بظاہر خراش تک نہ آئی لیکن بچّہ رات بھر درد سے کراہتا رہا ۔ دوسرے روز میں جناح ہسپتال لے گیا ۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی بھائی جان پر نظر پڑی ۔ جو باہر نکل رہے تھے ۔ دیکھتے ہی آپ نے فوراً پوچھا کہ یہاں کیسے ؟ اور حال معلوم کرکے فوراً واپس پلٹے ۔ اور باوجود اتوار کی تعطیل کے ایکس رے کروایا جس میں فریکچر پایا گیا ۔ پلستر باندھا گیا ۔ جب تک سب کام مکمّل نہ ہو گیا اس فرشتہ سیرت انسان نے ہمارا ساتھ نہ چھوڑا ۔

آپ نظامِ سلسلہ کے لئے غیر تمند تھے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے احبابِ جماعت کو قادیان کی سکونتی جائداد کے کلیم (CLAIM) لینے سے منع فرمایا تھا ۔ ۱۹۵۸ء میں ایک احمدی کا کلیم آپ کے پاس حیدر آباد سندھ میں پیش ہوا ۔ آپ اسے خوب اچھی طرح جانتے تھے ۔ اسے دیکھا تو خلیفۂ وقت کے حکم کی خلاف ورزی پر آپ کے غصّہ کی انتہا ہو گئی ۔ نہ جانے بھائی جان نے اس احمدی کو کن نظروں سے دیکھا اور کچھ کہا بھی ۔ جسے وہ صاحب برداشت نہ کر سکے اور دفتر میں ہی بیہوش ہو کر گِر پڑے ۔ آپ نے اپنی کار میں ان کو ہسپتال بھجوا دیا ۔ چونکہ کلیم قانوناً جائز تھا اسلئے آپ نے اسکے حق میں صادر کر دیا ۔ لیکن یہ بات اس خاندان کے لئے بابرکت ثابت نہ ہوئی ۔

اس کلیم کے عوض جو جائداد حاصل کی وہ بِک بِکا گئی ۔ اور بدحالی میں صرف ہوئی ۔ بیوی فوت ہو گئی ۔ کلیم حاصل کرکے پھر شادی کی ۔ جو چند ماہ میں سب کچھ لوٹ کر ان کو خالی ہاتھ چھوڑ کر چلتی بنی ۔ کچھ عرصہ بعد یہ صاحب بھی فوت ہو گئے ۔ اب ان کا ایک بیٹا زندہ ہے

آپ میں زندہ دلی اور مزاحی رنگ بھی پایا جاتا تھا ۔ چنانچہ ایک دفعہ حیدرآباد میں آپ کی طبعیت خراب ہو گئی ۔ میری بیگم نے کہا کہ آج میں بھی عیادت کو جاتی ہوں ۔ ہم پہنچے ۔ بجائے اسکے کہ میں کہتا کہ خیریت پوچھنے کو آئی ہیں ، جاتے ہی میرے مُنہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ بھائی جان ! آپ کی ممانی آپ کی خبر کو آئی ہیں ۔ یہ سُنتے ہی بھائی جان فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ممانی خبر لینے کو کوئی ڈنڈا بھی ساتھ لائی ہوگی ۔ مجھے ہنسی بھی آئی اور خِفّت بھی محسوس ہوئی ۔

آخری بیماری میں آپ کی عیادت کے لئے نوجوانوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا ۔ دور دور سے یہ صاحبان پہنچتے تھے ۔ خون کی ضرورت ہونے پر بڑی بھاری تعداد میں احباب پہنچتے ۔ ایسی فدائیت اور محبّت کا مظاہرہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی ۔

آپ کے انتقال کے بعد میری بیگم ، آپ کی بیگم آپا آمنہ صاحبہ کی خدمت میں تعزیت کیلئے حاضر ہوئیں ۔ آپ نے کہا کہ چوہدری صاحب نے نہ صرف

مُجھے شوہر کا پیار دیا بلکہ میرے لئے وہ سب کچھ تھے ۔ انہوں نے مجھے ہر رنگ کی شفقت اور پیار دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتی ۔ وہ کبھی میری ماں ، کبھی میرا باپ ، کبھی میری بہن اور کبھی میرا بھائی ۔ گویا ہر رُوپ میں مجھے دکھائی دیتے اور میرے لئے ڈھارس کا موجب بنتے ۔ آج میں دنیا کی نظر میں بیوہ ہوں مگر حقیقت میں میں یتیم بھی ہو گئی ہوں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور آپ کی اولاد کو بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے اور نُعمائے دارین سے نوازے ۔ آمین ثمّ آمین ۔

مسعود احمد صاحب خورشید

میں ۱۹۵۶ء میں مستقل طور پر کراچی میں مقیم ہوا اور چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ پایا آپ ہمیشہ مجھ سے بہت محبت سے پیش آتے تھے ۔ اور مجھے نیک باتوں کی تحریک انفرادًا کرتے تھے ۔

میں نے آپ کو ذیل کی اوصافِ حمیدہ سے متّصف پایا :۔

۱ ۔ حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آپ کو عشق تھا ۔

۲ ۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ذاتِ بابرکات سے گہری وابستگی کے باعث اپنی علالت کے باوجود حضور کی کراچی میں تشریف آوری پر حضور کی قیام گاہ

پر حاضر رہے ۔ استقبال و الوداع کے اوقات میں تو حاضر ہونا ہی ہوتا تھا ۔ حضور کی بیماری کی وجہ سے آپ کو بہت فکر اور تشویش ہوتی تھی اور جماعت کراچی کو حضور کے لئے دعا اور صدقات کی تحریک کرتے ہوئے آپ یہ بتاتے تھے کہ جماعت کے غم کی وجہ سے حضور بیمار ہوئے ہیں ۔ جس طرح حضور شب و روز سلسلہ کے کام میں مصروف رہتے ہیں ۔ اسی طرح احباب کا بھی فرض ہے کہ حضور کی صحت کے لئے دعائیں کریں ۔

۳ ۔ خدمتِ دین کا آپ میں بے پناہ جذبہ تھا ۔ ناسازی طبع کے باوجود آپ اکثر خود ہی خطبہ جمعہ دیتے تھے ۔ آپ جماعت کو چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے ، اعمالِ صالحہ بجا لانے اور نظام کی بہتری میں معاونت کی آپ تلقین کرتے تھے ۔ ایک دفعہ آپ نے خطبہ میں یہ ذکر کیا کہ جب تک میں خود کسی چندہ میں حصّہ نہ لوں ، اس کی تحریک میں احباب کو نہیں کرتا ۔

۴ ۔ آپ انفرادًا بھی احباب کا خیال رکھتے اور ان کو امورِ خیر کی تحریک کرتے تھے ۔ مثلًا غرباء کے لئے آپ بعض احباب سے الگ رقم لیکر ان میں تقسیم کرتے تھے ۔ چنانچہ اس نیکی میں آپ مجھے بھی شریک رکھتے تھے ۔ حیدر آباد سندھ آپ کا تبادلہ ہونے پر مجلسِ خدّام الاحمدیہ کی طرف سے آپ کے اعزاز میں دعوتِ چائے شیزان ہوٹل میں دی گئی ۔ اس موقعہ پر آپ نے مجھ سے علیحدگی میں دریافت کیا کہ وقفِ جدید میں میں نے کتنے حصّے لئیے ہیں یہ بتانے پر کہ میں نے پچاس حصّوں کا وعدہ کیا ہے ۔ تو فرمایا کہ آپ

زیادہ قربانی کریں اور مزید حصّے لیں ۔ میں نے پچاس حصّوں کا اور وعدہ کیا ۔ تو آپ بے حدّ خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے آپ سے یہی توقّع تھی ۔

۵ ۔ آپ رقیق القلب تھے اور بزرگان کو اپنے لئے دعا کی تحریک کرتے تھے ۔ ناظم آباد کے "دار الذّکر" کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں میرے والد محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنّوویؓ (صحابی) سے آپ نے معانقہ کیا اور دیر تک آپ بر رقّت طاری رہی ۔ اور ایّام حج میں دعا کے لئے کہا ۔ ایک دفعہ والد صاحب کا سلام میں نے آپ کو پہنچایا تو آپ نے جواباً سلام لکھنے کو کہا اور یہ کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے روز شرمندہ نہ کرے ۔ قرآن مجید میں یہ دعا کرنے کا حکم ہے وَلَا تُخْزِنَا یومَ القیامہ کہ (اے اللہ تعالیٰ ! ہمیں قیامت کے روز رُسوا نہ کرنا) اللہ ! اللہ !! آپ کو عظمت ، جبروت الٰہیٰ کا کس قدر خیال تھا ۔

۶ ۔ آپ کو خدّام الاحمدیہ کراچی کی تربیت کا خاص خیال تھا ۔ آپ ان کو نیک باتوں کے کرنے اور بُری باتوں سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے ۔ ایک دفعہ اس مجلس کے ایک اجلاس میں آپ نے خدّام کو ننگے سَر دیکھا تو ایک ایسے مؤثّر رنگ سے اپنے خطاب میں اس طریق کو ترک کرنے کی طرف آپ نے توجّہ دلائی جو کارگر ہوا اور خدّام ٹوپیاں پہننے لگے ۔

الحمد للہ کہ مجھے آپ کی نعش کو غُسل دینے والوں میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ۔

اے خُدا بر تُربتِ او بارشِ رحمت بیار
داخلش کُن از کمال فضل دربیت النّعیم (۱)

عبد الحمید صاحب غازی

سعودی عرب سے آپ نے مُدیر "لاہور" کی خدمت میں ذیل کا مکتوب تحریر کیا :۔

آپ کے ۲۲ جون کے پرچے میں حضرت چوہدری عبد اللہ خاں المعروف ابو حمید ظفر کی وفات کا اعلان نہایت دُکھ اور رنج کا باعث ہوا ۔ اُن کی علالت کی خبر تو تھی ۔ لیکن یہ نہیں علم تھا کہ وہ یُوں اچانک اس انجمنِ فانی کو خیر باد کہہ دیں گے ۔ مَوت تو ہر ایک کے لئے مقرّر ہے ۔ کسی کو اس سے مفرّ نہیں ع

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

لیکن ہماری سوسائٹی کا رکھ رکھاؤ جن ہستیوں سے عبارت ہوتا ہے اُن کی علیحدگی سخت شاق اور گراں گذرتی ہے ۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔

آپ نے اُن کی تصویر چھاپ کر اُن کے اصحاب پر احسان کیا ہے ۔ حالانکہ مُجھے اُن سے کسی قسم کا ذاتی تعلّق نہ تھا ۔ لیکن انہیں جاننے کے بعد اُن کی گوناگوں خصوصیات نے مجھے ان میں نہایت درجہ دلچسپی لینے کا قائل کر دیا ۔

---

(۱) الفضل ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء و مزید بیان ۔

اور میں نے ان میں ایک شُعلہ بیاں مُقرّر اور خطیب پایا ۔ میں نے اُن میں پُرخلوص مُصلح کا نقش دیکھا ۔ وہ طبعاً راست گو تھے اور صاف گو ۔ وہ جب بحیثیت قائد و امیر بات کرتے تو وَاقِعَۃً وہ امیر ہوتے ۔ اُن میں دبدبہ اور رُعب ہوتا ۔ اور کسی سے خَم نہ کھاتے اور ساتھ ہی ساتھ وہ ہر قسم کے جائز تعاون سے بھی پہلو تہی نہ کرتے ۔ اور جب ابو حمید ظفر (عبد اللہ خاں) کی حیثیت سے بات کرتے تو بذلہ سنجی ، ظرافت اور خوش کلامی سب کو اُن کا گرویدہ کر لیتی ۔

بے شک وہ بہترین عالم باعمل تھے ۔ عبادت ، تلاوت ، ذکرِ الٰہی اور تذکرۂ دین اُن کے محبوب مشاغل تھے ۔ حتّٰی الامکان انہوں نے سب کی مدد کی اور سب سے تعاون کیا ۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں ۔ میں سمجھتا تھا ۔ ہمیں اُن کی اور ان ایسے متعدّد دیگر وجودوں کی نہایت ضرورت ہے ۔ وہ ناقابلِ تلافی ہیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو شاید کچھ اور ہی منظور ہے ۔

اس دنیا میں کسی کے مَر جانے سے کبھی کوئی کام ادھورے رہے ہیں ؟ ایک جاتا ہے تو دوسرا اسکی جگہ پر آ جاتا ہے ۔ اس عرصہ میں موت و حیات میں ہمارے لئے بھی عبرت آمیز سبق پوشیدہ ہیں ۔ کسے معلوم کب کس کی باری آجائیگی یہ تصوّر کسقدر کرب انگیز ہے کہ کوڑے پر کوڑا کے بعد بھی ہم فوراً سب کچھ بھول جاتے ہیں ۔ اور ہمیں آخرت کا خیال تک بھی نہیں آتا ۔

حالانکہ یہ دُنیا اور مال کچھ بھی نہیں جن کے پیچھے ہم اندھا دُھند بھاگتے پھرتے ہیں ۔ وقت پر یہ چیزیں ہمارے کچھ بھی کام نہیں آتیں ۔

حضرت ابو حمید ظفر کا غم ہم سب کا مشترکہ غم ہے ۔ ہم اُس میں برابر کے شریک ہیں ۔ وہ ان شیر رہنماؤں میں سے تھے جنہیں کبھی رُوباہی نہیں آتی ۔ جو دِم آخریں تک اپنا کام مستعدّی کے ساتھ کئے جاتے ہیں ۔ اور جو اپنی جان جان آفریں کے حوالے کرتے ہوئے بالکل مطمئنّ ومسرور ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی لَحد کو منوّر کر دے اور تا حدّ نظر فراخ کر دے ۔ اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور انہیں اپنے بہترین فضلوں اور انعامات سے نوازے ۔ آمین ۔

مولوی کرم الہیٰ صاحب

محترم مولوی کرم الہیٰ صاحب خلف محترم مولوی رحمت علی صاحب رفیق ساکن موضع پھیروچچی (نزد قادیان) حال ناصر آباد اسٹیٹ (ضلع تھرپارکر سندھ) بیان کرتے ہیں کہ

میرے والد صاحب نے جوانی میں احمدیت قبول کی ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ازراہِ شفقت ناصر آباد اسٹیٹ کام پر مقرّر کرکے بھجوایا ۔ تقسیم مُلک کے بعد کی بات ہے کہ محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب نے پچیس روپے بھجواتے ہوئے والد صاحب کو لکھا کہ میری ترقّی میں جو روک ہے اسکے

دور ہونے کے لئے دعا کریں ۔ اس زمانہ میں یہ رقم بہت بڑی تھی کیونکہ اسٹیٹ کے منشی کی تنخواہ پندرہ روپے تھے ۔ والد صاحب نے نصف شب کے نوافل میں دعا کرنا شروع کی ۔ اور صُبح آپ کو خط کے ذریعہ اطلاع بھجوائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا کام کر دیا ہے ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتائی ہے ۔ محترم چوہدری صاحب نے جواباً تحریر کیا کہ جس روز آپ کا خط ملا اُسی روز دس بجے دن میرے ترقّی کے احکامات آگئے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ، حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔

ایک دفعہ آپ کُنری سلسلہ کی کاٹن فیکٹری آئے اور وہاں سے ناصر آباد فارم پہنچے اور نماز مغرب کے بعد نوجوانوں کو آپ نے جمع کرکے قیمتی نصائح نماز با ترجمہ اور باجماعت ادا کرنے وغیرہ کی فرمائیں میرے بھائی مکرم فضل الٰہی صاحب محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ (دختر حضرت مصلح موعودؓ) اور اُن کے خاوند محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب کا پہرہ ناصر آباد فارم میں دے رہے تھے کہ کسی شریر نے قتل کر دیا۔ اس صدمہ پر محترم چوہدری صاحب نے جو والد صاحب سے خط و کتابت رکھتے تھے ، والد صاحب کو صبر و رضا کرنے کی تلقین خط کے ذریعہ کی ۔

تقسیم مُلک کے بعد ایک ہندو زمیندار کی اراضی جو بھارت چلا گیا تھا ۔ کسی شخص کو الاٹ کر دی یہ الاٹمنٹ مناسب نہ تھی ۔ والد صاحب نے دعا کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں عریضہ لکھا ۔ حضور نے محترم

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کو اسبارے میں لکھا ۔ نیز مکرم میاں عبد الرحیم احمد صاحب کو بھی کہ چوہدری صاحب سے رابطہ قائم کرکے کام کروائیں ۔ چوہدری صاحب نے کُنری میں مجھے بلا کر کہا کہ میرے دیرینہ تعلّقات آپ کے والد صاحب کے ساتھ ہیں ۔ ان کو کہیں کہ دعا کریں ۔ کام اللہ تعالیٰ کر دیگا ۔ نیز مجھے اس انگریز کے معاون اسسٹنٹ کمشنر مکرم الطاف حسین شاہ صاحب کے نام خط دیا جو آپ کے کلاس فیلو تھے ۔ شاہ صاحب نے خط پڑھا اور کہا کہ چوہدری صاحب نے بڑے زمانہ کے بعد یاد فرمایا ہے اور اراضی ہمیں الاٹ کر دی ۔ نیز فرمایا کہ چوہدری صاحب بڑے نیک ، ذہین ، ہمدرد انسان اور مخلص دوست ہیں اور احمدی نہ ہونے کے باوجود میں ان سے متأثّر ہوں ۔

بعد میں فریقین میں مقدّمہ بازی ہو گئی جس نے طول کھینچا اور ہمیں کامیابی کی امید نہ رہی ۔ میں نے حضرت مصلح موعودؓ اور چوہدری صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھے ۔ چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ آپکے والد صاحب نے میرے لئے دعا کی تھی اور مجھے اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی تھی ۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی سے نوازے ۔

جس حاکم کے پاس ہمارا مقدمہ تھا اس نے کہا کہ میرا بنگلہ فلاں بڑے افسر نے مجھ سے خالی کروا لیا ہے ۔ آپ میری مدد کریں ۔ حضور کی خدمت میں ہم محمدؐ آباد اسٹیٹ میں حاضر ہوئے جہاں حضور دورہ پر تشریف فرما تھے ۔ حضور نے چوہدری صاحب کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے خط لکھوا دیا ۔

جب میں نے چوہدری صاحب کو پہنچایا تو آپ نے احتراماً کھڑے ہو کر خط پڑھا اور کہا کہ آپ جائیں ۔ آپ کا کام ہو جائیگا ۔ اسوقت تو میں نے یہی سمجھا کہ آپ نے ٹرخا دیا ہے ۔ لیکن ابھی میں میرپور خاص ریلوے اسٹیشن پر پہنچا ہی تھا کہ آپ نے مکان دِلوا دیا اور اراضی کا فیصلہ بھی ہمارے حق میں ہو گیا ۔

میں ایک سندھی دوست کو ۱۹۵۰ء میں لیکر آپ کے پاس کراچی ملازمت کے انتظام کے لئے گیا ۔ فرمایا جائیے ۔ تقرری کا حکم گھر پر پہنچ جائے گا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ

محترم سیّد داؤد احمد صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ جو بعد میں اسکے پرنسپل بنے اور خاکسار استاد جامعہ دونوں عمارتِ جامعہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی فراہمی کے لئے کراچی پہنچے ۔ محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحبؓ امیر جماعت سے میرے تعارف کا یہ پہلا موقعہ تھا ۔ آپ کا تعاون ایسا رنگ رکھتا تھا گویا یہ ہمارا نہیں ، آپ کا فرض ہے ۔ آپ نے فون پر کئی ایک احباب کو تحریک کر کے ان سے وعدے لئے اور پھر یہ عطیّات حاصل کر کے ہماری جھولی میں ڈال دئے ۔ آپ جس پیار اور محبّت اور محترم سیّد صاحب کی وجہ سے جس احترام سے پیش آئے ، مجھے آج تک یہ لمحات یاد ہیں ۔

کراچی میں آپ کا ایک خطبۂ عید اور کئی تقاریر میں نے سُنی ہیں ۔ آپ کے خطابات سے یہ ظاہر تھا کہ دینی علوم میں بھی آپ کو کمال دسترس حاصل ہے ۔ اور آپ کے قلبِ صافی میں اسلام اور احمدیت سے عشق کا ایک اتھاہ جذبہ موجزن ہے ۔

آپ کے پاس جو بھی پہنچتا ، آپ اس کی ہر جائز مدد کرتے اور اس پر شُکریہ ادا کرنے کو تکلّف سمجھتے تھے ۔ ربوہ میں ایک رات کو تاریکی میں ایک موٹر پر سوار حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے مکان کی تلاش میں تھے ۔ میں قریب ہوا تو چوہدری صاحب کو پایا اور مصافحہ کیا اور مکان کی نشان دہی کی ۔ ساتھ ہی شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میرے فُلاں عزیز کو ملازمت دِلانے میں مدد کی ہے ۔ آپ نے بے نیازی سے نہیں بلکہ نہایت پیار سے فرمایا کہ شکریہ کی کیا ضرورت ہے ۔

آپ ایک دردمند دِل رکھنے والے ، احمدیت کے شیدائی اور خلیفہ وقت و مرکز سے گہری عقیدت رکھنے والے بزرگ تھے ۔ آپ کا ایک نمایاں وصف تھا کہ انکساری اور عاجزی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے غیرت و جرأت رکھتے تھے ۔ اور آپ اسبارے میں کسی مداہنت کے قائل نہ تھے ۔ آپ نے تنظیم ، سلسلہ کی خدمت اور مرکزیّت کا نمایاں جذبہ جماعتِ کراچی میں پیدا کیا ۔

جس طرح آپ کے والد ماجد کے کارنامے تاریخِ احمدیت کی زینت رہیں

گے ۔ اسی طرح آپ اور آپ کے برادران کے کارنامے بھی ناقابلِ فراموش ہیں ۔ میں نے حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کی وہ ہدایات پڑھی ہیں جو آپ نے بطور ناظر اعلیٰ کارکنوں کو دی تھیں ۔ ان کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے خدا ترس اور صاحبِ فراست بزرگ تھے ۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ آپ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا ۔ اس تربیت کا اثر آپ کی اولاد میں بھی آیا ۔ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری محمد عبد اللہ خاں صاحبؓ کی اولاد کو بھی اپنے بزرگوں کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا کرے ۔ آمین ۔

مکرم عبد الرحیم صاحب مدہوش رحمانی سیکرٹری ضیافت جماعت کراچی

میں آپ کے زمانۂ امارت میں حلقہ مارٹن روڈ کا سیکرٹری مال تھا ۔ آپ کے خطبات سے جماعت کراچی کی تربیت کا بہت بڑا کام سر انجام پاتا ۔ آپ کی یہ نصیحت تھی ۔ تنخواہ ملنے پر چندہ ادا کرنے کے بعد بقیہ رقم اپنے گھر میں صرف کرنی چاہیئے گو میرا آپ سے ذاتی تعلق نہ تھا لیکن مجھے آپ سے ایسی شدید محبت ہے کہ میں اپنی خاص دعاؤں میں آپ کو ضرور یاد رکھتا ہوں ۔

شیخ اعجاز احمد صاحب (۱)

میرا اوّلیں تعارف چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب سے اسوقت ہوا جب میں لا کالج کا سٹوڈنٹ تھا اور مرحوم محترم چوہدری محمدؒ ظفر اللہ خاں صاحب کے ہاں رہتے تھے جہاں چوہدری بشیر احمد صاحب (والد ظفر چوہدری صاحب) ، سیّد انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی (۲) اور میر افضل علی شاہ صاحب اور میں اکثر جاتے رہتے تھے ۔ لیکن آپ سے بے تکلفی اور گہرے تعلّقات آپ کے بعد تقسیم ملک کراچی آ جانے پر ہوئے ۔

آپ بہت سے فضائلِ حمیدہ کے مالک تھے ۔ مثلاً

۱ ۔ جماعتی چندہ کی ادائیگی میں آپ بہت باقاعدہ تھے ۔

۲ ۔ محکمانہ اور جماعتی امور کے انتظام و انصرام میں آپ کی قابلیت مُسلّم تھی ۔

۳ ۔ آپ مہمان نوازی کے لئے مشہور تھے ۔ اپنے خاص احباب کو چائے اور کھانے پر مدعو کرتے رہتے تھے ۔ آپ کا بنگلہ اکثر مہمانوں سے بھرا رہتا تھا ۔

۴ ۔ آپ خدمتِ خلق کا بھاری جذبہ رکھتے تھے ۔ ہندوؤں تک کو آپ ملازمت دلاتے اور معاش کے ذرائع مہیا کراتے تھے ۔ احمدی بھائیوں کے ساتھ

---

(۱) آپ سر شیخ محمدؒ اقبال صاحب کے برادرزادہ ہیں ۔

(۲) آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں ۔

تو آپ کا سلوک بہت خاص تھا ۔ ان کو آپ ملازمت دلواتے اور بھی کئی طور پر آپ بڑے لگن اور محبّت سے مدد کرتے تھے ۔ ہر احمدی کو اپنا عزیز ، بھائی یا بزرگ سمجھتے تھے ۔ اور ہر جہت سے ان کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہوتے تھے ۔ آپ کا دفتر اور مکان ہر احمدی کے لئے کھلا تھا ۔ آپ نے ہم احمدیوں کو اپنے اردلی سے روشناس کرایا اور تاکید کی کہ جب بھی کوئی احمدی مجھے ملنے آئے تو اسے ترجیح دو اور کوئی بڑا افسر بھی ہو تو اسے روک دینا ۔ اور کہتے تھے کہ اوّلیں حق ہمارے روحانی بھائیوں کا ہے ۔ غریب سے غریب احمدی کے گھر جاتے اور بڑی سادگی اور بے تکلّفی سے انہیں مِلتے اور اسے سلسلہ احمدیہ کی ذمّہ داری کا احساس دلاتے اور اگر کوئی احمدی بیمار ہوتا تو اسکی عیادت کو جاتے اور حتّٰی المقدور طبی امداد بہم پہنچاتے تھے ۔ سبحان اللہ ! کیا ہی نیک اور پاک جذبہ مرحوم ومغفور بھائی کے اندر تھا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے ۔ آمین ۔

۵ ۔ آپ کو تبلیغ کا بھاری ملکہ حاصل تھا ۔ آپ بے خوفی سے اور بہت اچھے پیرایہ میں کلمۂ حقّ پہنچاتے تھے ۔ اور اس سلسلہ میں اپنی جیب سے کافی رقم صرف کرتے تھے ۔

۶ ۔ آپ پوشیدہ طور پر غرباء کی اِمداد کرتے تھے ۔

۷ ۔ ان تمام دینی جذبات کے باوجود آپ مُلّاؤں والی یبوست سے مبّرا

تھے ۔ مرض الموت میں آپ کی خوشدلی نمایاں طور پر ظاہر تھی اور لطائف کا سلسلہ جاری رہتا تھا ۔

۸ ۔ آپ بہت ستھرا ہوا ادبی ذوق بھی رکھتے تھے ۔ حیدر آباد اور کراچی کے شعراء کا حلقہ آپ رکھتے تھے ۔ یہ افراد غیر از جماعت تھے ۔ آپ کو صرف ادبی ذوق ہی نہیں تھا بلکہ آپ خود بھی شعر کہتے تھے اور ظفر تخلص کرتے تھے ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ آپ کا تعلّق بے تکلّفی کا بھی تھا ۔ (حضور کی صحّت کے مدّنظر گویا حضور پر حملہ ہونے کے بعد) آپ حضور کی کراچی میں تشریف آوری پر ایک ادبی نشست کا بھی اہتمام کرتے تھے ۔

۹ ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور حضور کے خاندان سے بھی ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذاتِ ستودہ صفات پر آپ جاں نثار تھے ۔ حضور کا ذکر ہوتا تو فرط محبّت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ۔ اور آپ بہت ہی مؤثّر انداز میں حضور کی صفات وغیرہ کا ذکر کرتے تھے ۔

۱۰ ۔ آپ کی جماعت کے لئے فدائیت کے باعث جب مرض الموت میں ڈاکٹروں نے خون دینا تجویز کیا تو قریباً دو سو احباب کی قطار خون دینے کے لئے لگ گئی ۔ ڈاکٹروں کے لئے یہ منظر حیران کن تھا ۔

حضرت چوہدری محمدؓ ظفر اللہ خاں صاحب (۱)

مرحوم کے گھٹنے میں بچپن میں پیپ پڑ گئی تھی ۔ یہی گھٹنہ بعد میں خراب ہو گیا تھا ۔ عزیز کی مرض الموت کے حالات سے شیخ اعجاز احمد صاحب مجھے تفصیل سے اطلاع دیتے رہتے تھے ۔ مرحوم کو مجھ سے محبّت بھی بہت تھی اور مجھ سے حجاب بھی بہت تھا ۔ شعر بھی کہتے تھے اور ظفر تخلّص تھا ۔ ان کا یہ شعر مجھے لندن سے عبد الحمید خاں صاحب مرحوم ابن خان عبد المجید خاں صاحب کپور تھلوی نے لکھا تھا ۔

ظفر اِن دنوں یُوں بَسر ہو رہی ہَے
ہجومِ اَلَم اور پھر مُسکرانا

---

(۱) ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء کو مؤلف ہذا نے مسجد "دارالذکر" لاہور میں اخویم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کو شادی پر مبارکباد کہی ۔ آپ نے خاکسار کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ۔ خاکسار بمعیت مولوی محمدؓ عبد اللہ صاحب اعجاز (سابق قائم مقام پرائیویٹ سیکرٹری حضرت مصلح موعودؓ) حاضر ہوا ۔ افطاری سے پہلے حضرت چوہدری صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ معلوم ہوا کہ خاکسار کے آنے کی وجہ سے حسب معمول جو روزانہ کسی نہ کسی دوست کو آپ کھانے پر بلاتے تھے ، نہیں بلایا ۔ مغرب و عشاء کی نمازیں اپنے اپنے وقت پر آپ کی اقتدا میں ہوئیں ۔ اکٹھے کھانا کھایا ۔ اور آپ نے خاکسار کی استدعا پر کہ حضرت چوہدری فتح محمدؓ صاحب سیالؓ اور محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحبؓ کے متعلق کسی وقت کچھ باتیں مہربانی کر کے لکھوا دیں ۔ فرمایا ابھی لکھوا دیتا ہوں ۔ سو یہاں وہی باتیں درج کی جاتی ہیں ۔

عزیز کی زندگی میں میں جب آخری بار کراچی آیا تو اُن سے جماعتِ کراچی کے خدمتِ خلق کے کام کے بارے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ تکلیف زدہ لوگوں کو ریلیف پہنچانے کے کام پر ایک سو احمدی احباب کو لگایا ہے ۔ ریلیف جہاں تقسیم ہو رہا ہے ان علاقوں کے لوگ اس جماعتی خدمتِ خلق کے کام کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔ یہ بھی بتایا کہ جماعتی طور پر طبیّ امداد کے لئے دو ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں ۔ ہر ایک کے ساتھ ایک ایک مسجد اور ایک ایک لائیریری بنائی گئی ہیں ۔ ڈسپنسریوں میں یہ اصول رکھا گیا ہے کہ وہاں بِلا امتیازِ مذہب و مِلّت برائے نام پیسے لیکر یعنی قریباً مُفت ہی نُسخے دئے جاتے ہیں ۔ یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ کوئی احمدی لڑکا یا لڑکی عدم استطاعت کی وجہ سے سکول یا کالج کی تعلیم سے محروم نہ رہے ۔ اور اس تعلّق سے سینکڑوں روپے ماہوار خرچ کئے جاتے ہیں ۔

عزیز مہاجرین کی بے لوث خدمت کرتے تھے ۔ معلوم ہوا کہ مرحوم ایک مُہاجر کو اپنی موٹر میں افسر متعلّقہ کے پاس لے گئے ۔ اس افسر نے کہا کہ آپ خود کیوں آئے ۔ مرحوم نے کہا کہ یہ تارکِ وطن مجھ سے واقف نہیں ۔ مجھے تو ٹیلیفون پر تسلّی ہو جاتی کہ میں نے اس کے متعلق آپ سے کہہ دیا ہے ۔ لیکن اسکی تسلّی نہ ہوتی اور یہ سمجھتا کہ میں اسے ٹال رہا ہوں ۔ سو اس کے اطمینان کی خاطر میں اسے خود ساتھ لے آیا ہوں ۔

جماعت احمدیہ کے خلاف شدید شورش کے ایام میں مرحوم کو کراچی میں میری حفاظت کا بہت خیال رہا ۔ اور بیرونِ مُلک بھی مجھے اس بارے میں توجہ دلاتے رہتے تھے ۔ میں نے ان کو تحریر کیا کہ اس طرف زیادہ توجہ دینا توکل کے بھی خلاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دیکھا جائے گا کہ عُمر کیسے گزاری ۔ نہ یہ کہ عُمر کتنی گزاری ۔ اگر اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق دیتا رہے تو پھر خوف کی کوئی بات نہیں ۔ میرے اس جواب کے بعد عزیز نے مجھے اس بارے میں زور دینا کم کر دیا ۔

مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خاندان سے تعلق عشق کا تھا ۔ اور وہ قطعاً ایسی بات برداشت نہ کر سکتے تھے جس میں ادنیٰ شائبہ عدم احترام کا ہو ۔

(۲) حضرت چوہدری محمدؓ ظفر اللہ خاں صاحب ''تحدیث نعمت'' میں رقم فرماتے ہیں کہ

''بین الاقوامی عدالت کی رُکنیت کے دوران ۱۹۵۹ء میں مجھے اپنے بھائی عبد اللہ خانکی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا ۔ وہ کراچی میں ایڈیشنل کلیمز کمشنر تھے اور جماعت احمدیہ کراچی کے امیر بھی تھے ۔ طبعیت کے حلیم ، متواضع صابر اور کم گو تھے ۔ اُن کے ہاتھ اور اُن کی زبان سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا ۔ اور بہت ہیں جو اُن سے فیضیاب ہوئے ۔ کئی سالوں سے اُن کی صحّت اچھی نہ تھی ۔ اور وفات سے پہلے تین سال تو انہوں نے پیہم دردو کرب میں

گزارے ۔ لیکن اس سارے عرصے میں اپنے فرائضِ منصبی کی کما حقّہ سرانجام دہی ، بنی نوعِ انسان کی گہری ہمدردی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مُخلصانہ خدمت میں کسی قسم کی سُستی یا کوتاہی سرزد نہ ہونے دی ۔ نہ ہی کبھی حرفِ شکایت زبان پر آنے دیا ۔

"عبد اللہ خاں فرمانبردار بیٹا ، اطاعت گزار بھائی ، مُونس و غمخوار خاوند ، شفیق باپ ، وفادار اور قابلِ اعتماد دوست تھا ۔ اُس کا دِل نورِ ایمان سے منوّر تھا ۔ میرے ساتھ اُسے گہری محبّت تھی ۔ میں نے اس کا پیارا چہرہ آخری مرتبہ ۱۵ فروری ۱۹۵۹ء کی سہ پہر کو کراچی کے مُطار (ائیرپورٹ) پر دیکھا جب میں نے اُسے لاہور جانے کے لئے رُخصت کیا ۔ لاہور پہنچنے کے بعد اسی رات اس کے سینے میں شدید درد اُٹھا ۔ اور ساتھ ہی بُخار بھی ہو گیا ۔ کچھ دن بعد اس حالت میں کچھ افاقہ تو ہوا لیکن دراصل پھر طبعیت سنبھلی نہیں ۔ کمزوری بڑھتی گئی اور دبے ہوئے عوارض ظاہر ہونا شروع ہو گئے ۔ آخر اِیں جانِ عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست روزے رُخش بہ بینم و تسلیم وَے کُنم ، کا ازلی عہد وفا کیا ۔ اس کی وفات کے وقت میں ہیگ میں تھا ۔ میرا جسم دُور تھا لیکن میری رُوح اس کے گِرد بیقرار ، ربّ العٰلمین کے حضور اسکی صحّت یابی کے لئے زاری میں تھی ۔ عبد اللہ خاں اپنے ربّ کے بُلاوے پر لبّیک کہتا ہوا اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو گیا اور ہم بھی اپنے اپنے وقت پر وہیں جانے والے ہیں اور وہاں پھر جُدائی نہ ہوگی" ۔

چوہدری مشتاق احمد باجوہ (۱)

نہایت پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا قول اُذکروا اموتاکم بالخیر ایک انمول موتی ہے ۔ کہ وفات شدہ افراد کے محاسن کو یاد رکھا کرو ۔ معاشرہ کی ترقّی کے لئے اس اصول پر کاربند ہونا ضروری ہے ۔ ہر قوم کی تشکیل میں اس کی روایات کا بڑا دخل ہوتا ہے ۔ بزرگوں کی خوبیوں کی یاد سے قوم بلندی کی طرف اُٹھتی ہے ۔ ایمان کے ذریعہ علیٰ قدرِ مراتب مومنوں میں ایک ایسا نور اور حُسن پیدا کر دیتا ہے جس کی یاد قلوب میں عظمت و محبّت پیدا کرتی ہے ۔ ان کے بعض پہلو بے پناہ دلکشی رکھتے ہیں ۔ صحابہ کرامؓ انسان ہی تھے لیکن حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں ۔ اُن میں سے جس کسی کی روشنی سے راہ تلاش کرو گے ، پالو گے ۔ سو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اس ارشاد کے تتبّع میں صحابہ کرام کے محاسن کو محفوظ کیا ۔ جس سے ان کے کردارِ اور سیرت کی غیر معمولی دلربائی ہمارے سامنے آئی ۔

---

(۱) آپ بی اے ، ایل ایل بی ہیں ۔ فتنۂ احرار کے وقت تحریک وقف وسیع پیمانہ پر ہوئی اور یہ واقفین اکنافِ عالم میں پھیلے اور انہوں نے احمدیت کو ہر مقام پر بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا ۔ آپ لمبے عرصہ تک انگلستان اور پھر سوئزر لینڈ کے امام رہے تقسیم برّصغیر کے ہولناک زمانہ میں آپ کو انگلستان سے اہمّ خدمات سر انجام دینے کا موقعہ مِلا ۔

مجھے ۱۹۴۵ء سے ۱۹۵۰ء تک بطور امام مسجد لندن ، خدمتِ دین انگلستان میں کرنے کی توفیق ملی ۔ تقسیم ملک کے بعد ایک کام کے سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ لندن تشریف لائے اور قریباً پون سال تک ہمارے فلیٹ میں آپ کا قیام رہا ۔ اس دوران میں کسی کام میں میری امداد اور میری رہنمائی کے لئے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب کو لندن بھجوایا اور مجھے ان دونوں بزرگوں کی سیرت کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقعہ میسّر آیا ۔

آپ نے ایک دلچسپ اور سبق آموز واقعہ سنایا ۔ کہ قادیان میں میں نے سلسلہ کے مبلّغ گیانی واحد حسین صاحب (مرحوم) کو حضرت مصلح موعودؓ کے دفتر میں دیکھا کہ بہت پریشان ہیں ۔ پوچھا تو گیانی صاحب نے بتایا کہ ایک مناظرہ میں ایک غیر مُسلم وِدوان (عالم) نے سُر لگا کر چند اشعار پڑھے جس میں گویا احمدیت اور قادیان کے خلاف پیشگوئی بیان ہوئی تھی اور اسنے جھوٹے طور پر کسی کتاب کا نام لے دیا ۔ عوام پر اس کا خاصہ اثر ہوا ۔ میں اس جھوٹ کے پلندے کا جواب دینے اُٹھا اور میں نے احمدیت اور قادیان کی تائید میں چند اشعار اُسی طرح سے سُر سے سنائے ۔ وہ وِدوان بھونچکا رہ گیا اور اُس نے حوالہ کا مطالبہ کیا ۔ میں نے کہا کہ جس کتاب سے آپ نے اشعار سنائے تھے اسی کتاب میں چار ورق پہلے دیکھئے ۔ ابھی سب پر حقیقت مُنکشف ہو جائے گی ۔ وہ مبہوت ہو گیا ۔ اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور اس کے

جھوٹ کا اثر زائل ہو گیا ۔ اسبارے میں علم ہونے پر ناظر دعوۃ و تبلیغ حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناراض ہوئے ہیں اور اب یہ رپورٹ حضور کی خدمت میں جا رہی ہے ۔ بڑی مشکل میں ہوں دعا کریں ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ۔ میں نے مشورۃً کہا کہ اسوقت حضور کی ملاقات کے لئے نام لکھے جا رہے ہیں ۔ فوراً اپنا نام لکھوا دیں ۔ دیر نہ کریں اور خود سارا واقعہ حضور کی خدمت میں بیان کر آئیں ۔ انہوں نے یہ مشورہ پسند کیا اور ملاقات میں سارا واقعہ عرض کیا ۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارے مُبلّغین کو احتیاط کرنی چاہئے ۔ جب حضرت سیّد صاحب نے اپنی ملاقات میں گیانی صاحب کی بابت یہ بات پیش کرنا چاہی تو حضور نے فرمایا کہ گیانی صاحب مِلنے آئے تھے اور سارا واقعہ مجھے سُنا گئے ہیں ۔ گیانی صاحب اس مشورہ کی وجہ سے بہت ممنون تھے ۔ اس واقعہ سے جہاں انکی حاضر جوابی ظاہر ہوتی ہے ، وہاں پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مبلّغین سے کیسے اعلیٰ اخلاقی معیار کی توقّع رکھی جاتی ہے ۔ اور حضور اور حضور کے تبلیغی رفیقِ کار کا معیار کس قدر بلند تھا ۔

آپ کا ایک بڑا وصف یہ تھا کہ آپ اپنے رفقائے کار کے لئے سپر کا کام دیتے تھے ۔ (۱۹۵۵ء کے) سفرِ یورپ میں مجھے حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خِدمت کا موقعہ مُیّسر آیا ۔ اس دوران کراچی کے ایک جماعتی کارکن کی کسی غفلت پر حضور کی طرف سے تحریر ہوا تو چوہدری صاحب نے اپنے جواب میں اسکی بریّت ظاہر کی اور اسکی تعریف کی اور اسکی مجبوری

حضور کے سامنے پیش کی ۔ نیز آپ کو بیشمار لطائف یاد تھے ۔ آپ لطاف سنا کر مجلس کو کشتِ زعفران بنا دیتے تھے ۔

لندن کے قیام میں آپ کی سیرت کے اس درخشندہ پہلو سے میں بے حد متاثر ہوا کہ آپ کو حضرت مصلحِ موعودؓ سے عشق تھا ۔ حضور کی ہر حرکت و سکون اور ہر ادا آپ کو پیاری تھی ۔ حضور کے مُنہ سے جو کلمہ آپ کے بارے میں نِکلا اُسے آپ نے گرانمایہ تصوّر کیا ۔ اور اس کی قدر کی ۔ تقسیم مُلک کے وقت نقلِ مکانی کرکے پاکستان آنے پر آپ بیکار تھے اور حصولِ ملازمت کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے کہ اسی دوران آپ کو حضور کا ارشاد مِلا کہ آپ لندن جائیں ۔ اسپر آپ اپنے بارے سب کچھ بھول گئے اور لندن پہنچ گئے ۔ اسوقت مالی رنگ میں آپ پر بوجھ تھا کیونکہ آپ کی آمد کا بڑا ذریعہ ملازمت تھی جو ختم ہو چکا تھا ۔ لیکن میں نے ان صبر آزما حالات میں بہت متوکّل پایا کہ وہی مسبب الاسباب ہے ۔ آپ سب کچھ بھول کر حضور کی طرف سے مفوّضہ کام کے بارے فکر مند تھے ۔ آپ کی طبعیت میں مومنانہ بشاشت تھی ۔ کسی وجہ سے پریشان نہ ہوتے تھے ۔

آپ کے اس عرصۂ قیام میں چوہدری صاحب کی اعلیٰ خطابت کے جوہر ظاہر ہونے کے مواقع بھی میّسر آئے اور ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فصاحت و بلاغت سے وافر حصّہ آپ کو ودیعت ہوا ہے ۔ نیز اس عرصہ میں آپ کو حضرت صاحبزادہ صاحب سے استفاضہ کا موقعہ مِلا ۔ حضرت صاحبزادہ

صاحب ان بزرگ ہستیوں میں سے تھے جن میں بادشاہی اور فقیری دونوں کا لطیف امتزاج ہوتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر فقیری میں شاہی نہیں تو وہ نام نہاد فقیر ہے اور اگر شاہ میں فقیری نہیں تو وہ کوڑی کا نہیں ۔ اس کی دولت ایک سیراب ہے ۔ حضرت ممدوح کا دِل ایک دریا تھا ۔ علم میں گہرائی تھی ۔ جس مسئلہ پر گفتگو فرماتے ظاہر ہوتا کہ اسبارے میں آپ کو کامل عبور اور بصیرت حاصل ہے ۔ ساتھ ہی آپ کے مزاج میں کمال کا انکسار تھا ۔ محترم چوہدری صاحب حضرت ممدوح سے بے تکلّف تھے ۔ ساتھ ہی بہت ادب کرتے تھے ۔ سفر و حضر میں مجھے دونوں کی رفاقت حاصل رہی اور میرے دل میں دونوں کی قدر بڑھی ۔

محترم چوہدری صاحب کی پاکستان کو مراجعت حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ہوئی ۔ اس معیّت کیوجہ سے آپ بہت خوش تھے ۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا ذکر کرکے کہنے لگے کہ جس ہوائی جہاز میں آپ سفر کریں گے وہ محفوظ رہیگا ۔

یہ حقیقت ہے کہ آپ رفقاء کے رنگ میں رنگین ہوئے اور خدمتِ دین کو عظیم سعادت تصوّر کیا ۔ اللہ تعالیٰ کا اِحسان ہے کہ آپ کی اولاد نے بھی خدمتِ دین کا جوہر پایا اور آپ کی روح اب بھی لاہور میں کار فرما ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک رؤیا میں محترم چوہدری

محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ اور آپ کے بھائیوں کو اپنے بچّوں کی صورت میں دیکھا ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بڑا اعزاز ہے جو اُن کو حاصل ہوا ۔ غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو انصار بھی اور مہاجرین بھی اپنے اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے ۔ جب حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا سَلمانُ مِنّا أھل البیت کہ یہ میرے خاندان کا حِصّہ ہیں ۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ دورِ خلافت میں وظائف مقرّر ہوئے تو ان کا وظیفہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنھما کے برابر مقرّر ہوا تھا ۔

مرحوم بھائی پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں نازل ہوں ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے محاسن کو نہ صرف آپ کی نسل میں بلکہ احمدیت کی تمام نسلوں میں دوام بخشے ۔ آمین ۔

مرزا عبد الرشید بیگ صاحب ایڈووکیٹ کراچی

آپ تحریر کرتے ہیں کہ

میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے محترم چوہدری صاحب کا بطور امیر جماعت اور بطور ایک اعلیٰ سرکاری افسر کے دونوں پہلوؤں کا بہت قریب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ۔ آپ کے مربیانہ اطوار ، بے پایاں شفقت اور بلند پایہ بزرگی کو الفاظ میں قلمبند کرنا محال ہے ۔

آپ کے دل میں نوجوانوں کی بے حدّ قدر و منزلت تھی اور آپ ان کو یہ احساس دلاتے تھے کہ ان کو اپنی ذمّہ داریاں سنبھالنی چاہئیں اور اُن سے عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے ۔ ساتھ ساتھ آپ ان کی دینی تربیت اور تفریحِ طبع کا بھی پورا خیال رکھتے تھے ۔ عملی زندگی کے بارے آپ ایک نصیحت خاص طور پر کرتے تھے کہ پہلے کام سیکھنے پر پوری توجّہ دو ۔ بعد ازاں آمدنی کی تمنّا کرو ۔ آپ اس امر کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ محنت اور کوشش کئے بغیر حصولِ رزق کی تمنّا کی جائے ۔

وکالت کے پیشہ میں میں ابھی نیا نیا داخل ہوا تھا ۔ آپ (ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر) کی عدالت میں میرا کیس پیش تھا ۔ آپ نے پہلی مرتبہ اپنی عدالت میں مجھے دیکھا تو مُسکرائے اور پھر میرے کیس کا فائل سب سے آخر میں رکھوا دیا ۔ تمام مقدمات کی سماعت کے بعد میری باری آئی تو فرمایا کہ آپ نے وکالت کب شروع کی ؟ مجھے بتایا بھی نہیں ۔ آپ بتاتے تو میں آپ کے لئے دعا کرتا ۔ گویا آپ نے مجھے یہ سبق دیا کہ نوجوانوں کو اپنے بزرگوں کے ساتھ تعلّق قائم رکھنا اور اپنے تئیں ان کی دعاؤں کا مستحق بننا چاہئے ۔ بعد ازاں آپ نے میرے بڑے بھائی مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب سے ازراہِ تلطّف شکایتاً فرمایا کہ رشید نے وکالت شروع کی اور ہمیں نہیں بتایا ۔

جب آپ کا تبادلہ کراچی سے حیدرآباد ہوا لیکن ابھی آپ کراچی میں تھے تو میرا ایک کیس آپ کی عدالت میں پیش ہوا دیگر وکلاء کے مقدّمات کی تو

آپ نے سماعت فرمائی اور فیصلے بھی صادر فرمائے ۔ لیکن میرے کیس کو مُلتوی کر دیا ۔ کچھ عرصہ بعد جب آپ کراچی آئے تو مجھے دیکھکر فرمایا کہ آپ کے مقدمہ میں تاریخ کیوں دی گئی تھی ۔ میں نے عرضکی کہ آپ کو فرصت نہیں تھی ۔ آپ نے کہا کہ یہ بات نہیں تھی ۔ بلکہ آپ یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کے مقدمہ کا کیا ہوگا کیونکہ میرا تو تبادلہ ہو رہا ہے ۔ اور یہ خیال ہوگا کہ نیا حاکمِ عدالت واقف نہیں ۔ سو میں نے محسوس کیا کہ اسطرح آپ کو انسانوں پر بھروسہ کرنے کی عادت پڑ جائے گی اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے ، محنت کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اسکی کسی تک رسائی نہیں تو وہ اپنے دلائل اور محنت سے کامیابی حاصل کرتا ہے ۔ اسپر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں ۔ اس وجہ سے میں نے مقدمہ ملتوی کر دیا تھا ۔ محترم چوہدری صاحب کی یہ نصیحت اب تک میرے لئے مشعلِ راہ ہے ۔

آپ جہاں چھوٹوں سے بہت شفقت کا سلوک کرتے تھے ، وہاں تربیت کے لئے ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے ۔ ایک جماعتی اجلاس جس میں تمام حلقہ جات کے صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال شامل تھے ، آپ کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ خاکسار اپنے حلقہ کا سیکرٹری مال تھا جس کے صدر اور جنرل سیکرٹری قانون دان تھے ۔ میں نے ایک قانونی بات پیش کی اور بجٹ کے سلسلہ میں ایک بات کہی اور اپنے حلقہ کی کیفیت بیان کی مُجھ پر محترم چوہدری صاحب نے ناراضگی کا اظہار کیا ۔ لیکن

بعد میں آپ نہایت محبّت اور شفقت سے پیش آئے اور فرمایا کہ نوجوانوں کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ کام کرنا چاہئے ۔ اور نوجوانوں کو ان باتوں میں نہیں اُلجھنا چاہئے ۔ بلکہ حصولِ رضائے الٰہی کی خاطر سمِعنا و اَطَعْنا کے مقام پر کھڑا ہونا چاہئے ۔ آپ کے پوچھنے پر میں نے اپنے حلقہ کی کیفیت بیان کی اور مشکلات بتائیں ۔ یہ رپورٹ سُن کر آپ نے مجھے ضروری ہدایات دیں ۔ آپ کی ناراضگی سے میری طبعیت پر جو بہت بُرا اثر پڑا تھا اس مشفقانہ حسنِ سلوک کی بدولت سب کچھ بھول گیا ۔

آپ کو نوجوانوں پر کامل اعتماد تھا ۔ ان دنوں مکرم عبد الحق صاحب رامہ مرحوم کراچی کے سیکرٹری مال تھے اور بعد میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ناظر بیت المال آمد رہے ۔ وہ جماعتی اموال کے حسابات کے منتظم ہونے کی ذمّہ داری کیوجہ سے بہت ہی مُحتاط تھے اور پائی پائی کا حساب لیتے تھے ۔ خاکسار ان دنوں احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کا پریزیڈنٹ تھا ۔ محترم چوہدری صاحب نے رامہ صاحب کو یہ مستقل ہدایت دیدی کہ احمدیہ انٹر کالجیئٹ والے جسقدر رقم مانگیں ، دیدیا کریں ۔ ان سے یہ نہ پوچھیں کہ کس مدّ میں خرچ کرو گے ۔ میں نے ان کو ہدایت کر دی ہے کہ ہر پندرہ روز بعد مجھے رپورٹ دیا کریں ۔ کہاں خرچ ہوا ہے یہ میں خود معلوم کیا کروں گا ۔ سو اس ہدایت کے نتیجہ میں ہم نے بہت سے غیر مُلکی وفود کو سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا اور ہمیں خدمتِ سلسلہ کی بھرپور توفیق ملی ۔

جس زمانہ میں آپ کی رہائش نمبر ۵ کلفٹن میں تھی ۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں بعض امور میں ہدایات کے لئے حاضر ہوا ۔ جماعت کے بعض اور احباب بھی آئے ہوئے تھے ۔ آپ سندھ کے دورہ پر جا رہے تھے اور سامان بندھا ہوا تھا ۔ آپ کے اوصافِ کریمانہ دیکھئے کہ آپ نے ملازم کو ہدایت دیکر سامان کھلوایا اور اسے کہا کہ جو حلوہ کل صُبح کے لئے رکھا ہے ، وہ نکالو اور ان کو کھلاؤ اور کافی بھی پلاؤ پھر دوبارہ سامان بندھوایا ۔ اس مجلس میں مکرم ادیب سہارنپوری صاحب بھی موجود تھے ۔ جن سے آپ نے کلام سُنوایا ۔ اور کہا کہ یہ بچّے یہ نہ سمجھیں کہ کسی خشک طبع شخص کے پاس گئے تھے ۔ محفل برخواست ہونے پر مجھے فرمایا کہ آپ کے پاس گاڑی ہے ۔ پہلے ادیب صاحب اور دوسرے بزرگوں کو ان کے گھروں تک پہنچاؤ اس کے بعد خود جاؤ گے ۔ چنانچہ تعمیل ارشاد ہوئی ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے جن کی تعلیم و تربیت ہماری مستقبل کی کامیابی کا راز ہے

خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

میجر شمیم احمد صاحب (۱)

میرا یہ مضمون میرے محترم بزرگ چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحب کے ہر گز شایانِ شان نہیں ۔ آپ کی خدمات اور آپ کے نقشِ قدم سے متعلق جو دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن گئے اپنے عقیدت و خلوص کے اظہار کے لئے اپنی علمی کم مائگی کے باعث چند کلمات پیش کرتا ہوں ۔ یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے دوست کو خراجِ تحسین پیش نہ کروں جس کی یاد اس عاجز کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی ۔ تحریریں زیادہ عمیق جذبات کی متحمّل نہیں ہو سکتیں اور میری یہ تحریر بھی ہر گز میرے جذبات و عقیدت کی آئینہ دار نہیں اور پھر آپ کو قدرت کی طرف سے عطا شدہ خوبیاں ایک مختصر مضمون میں بیان کرنا مشکل ہے ۔

آپ انتہائی ہر دلعزیز ، زندہ دل ، مرنجاں مرنج قسم کے انسان تھے ۔ ہر چھوٹے بڑے سے ایک جیسے ملاقات کرتے ۔ کبھی کسی سے آپ نے گریز نہیں کیا ۔ اور نہ ہی امتیاز برتا ۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ امیر جماعت بھی تھے اور ایک مخلص دوست بھی ۔ یہی وجہ تھی کہ احبابِ جماعت

---

(۱) آپ ریٹائرڈ میجر ہیں اور جماعت احمدیہ کراچی میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ ، جنرل سیکرٹری اور نائب امیر کے عہدوں پر فائز رہے ہیں ۔ کچھ عرصہ سے کینیڈا میں مُستَقِل ہو چکے ہیں ۔ وہاں بھی کسی اعلیٰ جماعتی عہدہ پر فائز ہیں ۔

آپ سے بہت نزدیک تھے ۔ اور بے حدّ مانوس ۔ ورنہ بالعموم احباب جماعت اور امیر جماعت میں ایک بُعد رہتا ہے ۔ آپ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا خلوص عطا ہوا تھا کہ جو شخص آپ سے مِلتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا ۔

میرے دل میں ان کی بھاری قدر ان کی اسلام دوستی اور احمدیت سے عشق اور ہر حاجتمند کی امداد کے لئے مستعدی کی وجہ سے تھی ۔ ایک دفعہ آپ کے گاؤں کے ایک دھوبی نے کراچی آکر اپنا پاسپورٹ آپ کی مدد سے بنوانا چاہا ۔ ان دنوں پاسپورٹ بنوانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا ۔ آپ نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ فی الحال ٹھہر جاؤ ۔ لیکن اس کا اِصرار تھا کہ آپ چوہدری ہیں اور آپ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ۔ آپ نے اسکے اصرار پر مجبور ہو کر فون اٹھایا اور پاسپورٹ آفیسر سے یوں گویا ہوئے کہ یہ ہمارے گاؤں کا ایک غرض مند آیا ہے جسے پاسپورٹ درکار ہے ۔ اس کا اصرار ہے کہ آپ چوہدری ہیں ۔ میں اسے بہت دیر سے سمجھا رہا ہوں کہ ہم چوہدری اپنے گاؤں کے ہیں ، یہاں کے نہیں ۔ لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں ۔ افسر مذکور بھی کوئی زندہ دل ہی تھا ، فوراً بول اُٹھا ۔ اُسے کہہ دیں کہ آپ یہاں بھی چوہدری ہیں ۔ اس کا کام ہو جائیگا ۔

آپ کا کام کرانے کا طریق نِرالا تھا ۔ ہر ضرورت مند کی ضرورت پورا کرنے اور اسکی اعانت کرنے میں پیش پیش رہتے تھے ۔ آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا ۔ آپ میل ملاقات میں بہت خلیق اور متواضع انسان

تھے ۔ ع

اس کی باتوں میں گُلوں کی خوشبو

آپ کی مہربانیاں اور الطافِ کریمانہ کسی خاص دوست یا حلقہ تک محدود نہ تھیں ۔ آپ کا بارانِ کرم ہر جگہ یکساں برستا تھا ۔ تمام افرادِ جماعت کے مُعاملے میں آپ گہری دلچسپی لیتے تھے اور ان کی نجّی پریشانیوں اور مالی حالت تک کا آپ کو اندازہ رہتا ۔ اور جس کو ضرورت مند خیال کرتے اس کی مدد ڈھکے چھپے کرتے رہتے تھے ۔ کیوں نہ ہوتا ۔ آپ ایک مہربان دوست بھی تھے اور ایک مُشفق باپ بھی ۔ ہم عہدہ داروں کی ذرا ذرا کام کی آپ اتنی حوصلہ افزائی فرماتے تھے کہ ہم میں خود اعتمادی پیدا ہو گئی ۔ افرادِ جماعت کا "جوہرِ خاص" شناخت کرنے کا آپ میں بڑا ملکہ تھا ۔ پھر اس جوہر کو نِکھارنے اور جلا دینے کی آپ ہر ممکن کوشش کرتے انہیں نئے نئے مواقع فراہم کرتے اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں بڑا فیاضانہ تعاون کرتے تھے ۔ ہمارے معمولی سے کام کو آپ اس رنگ میں بیان فرماتے اور ان کو سراہتے کہ ہم خود شرمندہ ہو جاتے ۔ آپ کی ذرّہ نوازی نے ہی مُجھ جیسے بیسیوں کمزور اور پُر خطا عہدہ داروں کو مرکز سے رُوشناس کرایا ۔ ورنہ من آنم کہ من دانم ۔

زندگی کی تلخیوں کو خوشیوں میں بدلنا آپ کے لئے مشکل نہ تھا ۔ آپ خود سنجیدہ رہتے تھے ۔ لیکن دوسروں کو مُسکراتا دیکھنا پسند کرتے تھے ۔

ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ کراچی تشریف لائے ۔ جماعت کراچی سے نادانستہ طور پر کوئی غلطی سرزد ہو گئی ۔ باوجود کوشش کے پہلے باریابی میں کامیابی نہ ہوئی ۔ خدا خدا کرکے تیسرے روز اجازتِ ملاقات ہوئی ۔ خاکسار بھی اسوقت بحیثیت جنرل سیکرٹری جماعت ، آپ کے ساتھ تھا ۔ جب حقیقت حضور کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور نے ازراہِ شفقت جماعت کو معاف کر دیا لیکن تاکیداً فرمایا کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہئے ۔ اس پر چوہدری صاحب نے فوراً کھڑے ہو کر عرض کیا ۔ حضور ! ہم یہ وعدہ نہیں کرسکتے ۔ ہم سے غلطیاں ہونگی ۔ حضور مُسکراتے ہوئے اندر تشریف لے گئے ۔ یہ چوہدری صاحب کی ہی ہمّت اور حاضر دماغی تھی کہ حضور کی خدمت میں موقعہ و محلّ کے مطابق برجستہ جواب پیش کرنے سے آپ نہ رُکے ۔ اور یہ جواب حقیقت پر مبنی تھا ۔ کونسے عہدہ دار اور افراد ہیں جو غلطیوں سے بالا اور مُبرا ہیں ۔ (۱)

آپ ہر محفل اور مجلس کی روح و رواں تھے ۔ افرادِ جماعت اور دیگر آپ

---

(۱) اس واقعہ کی تفصیل محترم چوہدری احمد مختار صاحب کے بیان میں درج ہے کہ حضور کو بغیر پروگرام کے راستہ میں اتار لیا گیا اور کراچی اطلاع نہ دی گئی کہ حضور بعد کی فلاں ٹرین سے کراچی پہنچ رہے ہیں ۔ اسلئے دوسری ٹرین پر حضور کو جائے قیام پر لے جانے کا جماعتی طور پر انتظام نہ تھا ۔ جو حضور کا پریشان ہونا لازم تھا ۔ لیکن قصور جماعت کراچی کا نہ تھا ۔ جس کا علم حضور کو بعد میں ہوا ۔

سے میل ملاقات رکھنے والے آپ سے بے حدّ بے تکلّف تھے ۔ اُٹھنے بیٹھنے میں جیسے آپ خود بے تکلّف تھے دوسروں کو بھی آپ ویسا ہی بے تکلّفی کا موقعہ دیتے تھے ۔ اور ملاقات کے کسی طریق پر آپ کو اعتراض نہ ہوتا تھا ۔ ایک دفعہ (مشہور مزاح نگار) مجید لاہوری مرحوم نے اپنے کسی دوست کو رقعہ دیکر بھیجا ۔ گو اس کا کام تو ہو گیا لیکن ادھورا رہا ۔ اسلئے وہ دوست پھر آیا اور مجید لاہوری صاحب کا یہ مزاحیہ فتویٰ لایا "براہِ کرم اس کا کام تمام کر دیں!!۔

میرے نزدیک آپ کی کراچی جماعت کی ہی خدمات ایک ایسا لافانی ترکہ ہے جسے اگر صحیح معنوں میں اپنایا جائے تو جماعت کراچی انشاء اللہ تعالیٰ اپنا وہ مقام جسے خلیفۂ وقت کی خوشنودی حاصل ہے ، قائم رکھ سکے گی ۔

آپ انتہائی پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے ۔ آپ کی ایک بہت بڑی خوبی آپکی صاف گوئی تھی ۔ آپ ہر قسم کی ظاہر داری ، تصنّع اور ریا سے مُبرّا تھے ۔ سچ ہے کہ جن لوگوں کی پیشانی پر نور ہوتا ہے ان کی روح کو لبادے اوڑھنے کی ضرورت کبھی نہیں پڑتی ۔ چوہدری صاحب جیسے لوگوں کو ہی دِل قبول کرتا ہے اور دماغ محفوظ رکھتا ہے ۔ کسی نے سچ کہا ہے ع

رفتید ولے نہ از دِل ما

سیٹھ شیخ عبد الحفیظ صاحب مدراسی

آپ سے خاکسار کے تعلّقات کا آغاز ۱۹۵۴ء میں کراچی میں ہوا اور یہ تعلّقات جو نہایت ہی مُخلصانہ اور مُحبّانہ تھے آپ کی زندگی کے آخر تک قائم رہے ۔ آپ جب بھی مجھے دیکھ لیتے تو اپنے پاس بُلوا لیتے اور دیر تک ایسی باتیں کرتے جن سے مجھے تسکین قلب حاصل ہوتی ۔ آپ کی مرض الموت میں مُعالجین نے اس امر سے روک دیا تھا کہ کوئی شخص دیر تک آپ کے پاس بیٹھے ۔ اسوجہ سے احباب عیادت کے لئے ملاقات کرنے سے رُک گئے ۔ لیکن آپ نے مجھ پر یہ خاص نوازش کی کہ اپنے عزیزوں کو یہ کہہ دیا کہ خاکسار کو ملاقات سے نہ روکا جائے ۔ چنانچہ عند الملاقات آپ دِل کھول کر مجھ سے باتیں کرتے تھے ۔

آپ کے مُجھ پر گرانقدر احسانات تھے ۔ آپ اکثر مجھے مخاطب کرکے فرماتے کہ مجھے یہ بات ظاہر کرتے ہوئے حجاب ہوتا ہے کہ میں آپ کے لئے کثرت سے دعائیں کرتا ہوں ۔ ایک دفعہ احمدیہ ہال میں جماعتی کام کے لئے آپ کو دیر تک بیٹھنا پڑا اور آپ تھک گئے تو سستانے کیلئے اُٹھ پڑے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چہل قدمی کرنے لگے ۔ اسوقت آپ نے ایک یہ نیک بات بتائی کہ کفایت شعاری اچّھی چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنے میں اسے روک نہیں بننا چاہئے ۔

چندہ تحریک جدید کی وصولی کے لئے آپ بڑے انہماک اور دلچسپی سے کوشش فرماتے تھے ۔ میں جب بھی اس چندہ کی ادائیگی کرتا تو آپ بہت خوشی کا اظہار کرتے تھے ۔ بعض دفعہ اس چندہ کی مقدار آپ میرے لئے خود تجویز کرتے اور جب میں ادا کر دیتا تو بہت تشکرّ و امتنان کا اظہار فرماتے تھے ۔ اور تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ بھی فرماتے کہ شیخ صاحب آپ کا وجود ہماری جماعت کے لئے بطور نعمت کے ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں خاکسار کی کوئی خوبی نہ ہوتی بلکہ یہ محض آپ کی دعاؤں کا اثر ہوتا تھا ۔ کیونکہ اکثر میرے مالی حالات سازگار نہ ہوتے تھے اور غَیب سے ہی اللہ تعالیٰ انتظام فرما دیتا تھا اور مجھے بروقت چندوں کی ادائیگی کی توفیق میسّر آجاتی ۔

میں آپ کو اپنے ذاتی امور کے لئے مدد کے لئے کہنے سے بالعموم گریز کرتا تھا ۔ البتہ دعاؤں کی درخواست کرتا رہتا تھا ۔ آپ اکثر ایک احمدی افسر کو کہدیا کرتے تھے کہ شیخ عبد الحفیظ صاحب اپنی ضرورت کو پیش کرنے میں حجاب محسوس کرتے ہیں اسلئے آپ خود ہی ان سے پوچھ لیا کریں ۔ اسی طرح ایک اور افسر سے بھی آپ نے فرمایا کہ جب شیخ عبد الحفیظ صاحب آپ کے پاس آئیں تو یہ سمجھ لو کہ میں عبد اللہ خاں آیا ہوں ۔

آپ رحم دل تھے ۔ آپ نے اپنے ایک کلرک کو رشوت لیتے پکڑ لیا ۔ اور اسے کہا کہ تم رشوت لیکر ایک بڑے گناہ کے مُرتکب ہوئے ہو اسلئے تم سزا کے مستحق ضرور ہو ۔ مجھ سے بھی جواب طلبی ہو گی کہ پوری تحقیقات کے

بغیر ایسے شخص کو کیوں ملازمت میں لے لیا ۔ اور جبکہ میں نے خود تمہیں رسوت لیتے پکڑ لیا ہے اسلئے میری ذمّہ داری میں اضافہ ہو گیا ہے اور ہر طرف سے مُجھ سے باز پُرس ہوگی ۔ وہ کلرک نہایت زاری سے رونے لگا اور انتہائی منّت و سماجت سے اس نے معافی چاہی ۔ بالآخر آپ نے اسے اس شرط پر مُعاف کر دیا کہ وہ یقین دلائے کہ آئندہ وہ رشوت خوری کی حرکت سے باز رہے گا ۔

بیشمار ایسے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لئے فِطرۃً یہ بات ناقابلِ برداشت تھی کہ کسی کے ساتھ بے انصافی کا سلوک ہو ۔ کوئی نا واقف شخص بھی آپ کے پاس آ کے اپنی مظلومیت کا اظہار کرتا تو آپ فوراً اسکی اعانت و امداد کے لئے چل پڑتے ۔ اور آپ کو چین نہ پڑتا جبتک اسکی تکلیف کا ازالہ نہ کر دیتے ۔ ایسے ہمدردانہ سلوک کی وجہ سے دِل کی گہرائیوں سے آپ کے لئے دعائیں نکلتی ہیں اور نیکی کی تحریک ہوتی ہے ۔ حضرت سیّدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کے ایک ملازم نے مجھے سنایا کہ جس زمانہ میں چوہدری صاحب قصور میونسپلٹی کے اگزکٹو آفیسر تھے ۔ اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے پاس میرے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں سماعت سے پہلے میری طرف سے جو کاغذات شامل ہوئے تھے وہ غیر مصدّقہ تھے اور اس بھاری خامی کے نتیجہ میں حتمی طور پر فیصلہ میرے خلاف ہونا تھا ۔ گھبراہٹ کے عالم میں

میں چوہدری صاحب کے پاس آیا اور اپنے تعارف میں بتایا کہ میں احمدی ہوں اور مقدمہ کی یہ صورتِ حال ہے ۔ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور مجھے اپنی کار میں لیکر کر چل پڑے اور کئی افراد سے مِلے ۔ معلوم ہوا کہ ڈپٹی کمشنر کے بچپن کے ایک استاد کی مدد سے صاحب موصوف تک رسائی ہو سکتی ہے ۔ چنانچہ انکے ذریعہ میرا کام بخیرو خوبی سر انجام پاگیا ۔ آپ نے بہت سارا وقت اور کئی گیلن پٹرول صرف کرنے میں تردّد نہیں کیا اور میں اسوجہ سے شرم سے پانی پانی ہو رہا تھا ۔ آپ نے میری امداد کے لئے ایسی صورت میں تگ و دو کی جبکہ میری آپ سے یہ اوّلین ملاقات تھی اور میں اپنے ساتھ کوئی سفارشی چٹھی بھی نہیں لایا تھا ۔

آپ کے اسٹینو گرافر نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ چوہدری صاحب بہت ہی زیادہ مصروف آدمی ہیں ۔ آپ پر جماعتی کاموں کا بڑا بوجھ ہے اور آپ کے سرکاری دفتر کے کام بھی کچھ کم نہیں ۔ جس کے نتیجہ میں آپ کو بہت سی فائلیں گھر پر لے جانی پڑتی ہیں ۔ چنانچہ مجھے بھی اکثر شام کو آپ کے ہمراہ آپ کے ہاں جانا پڑتا ہے جہاں رات کے آٹھ نو بج جاتے ہیں ۔ کام سے فراغت پر جب میں واپس ہوتا ہوں تو آپ اپنی طرف سے اپنی جیب سے مجھے دس روپے کا نوٹ دے دیتے ہیں کہ آپ کا گھر بہت فاصلہ پر ہے اس رقم سے کرایہ اور کھانے کے اخراجات کر لو ۔ ایسی مثال فی زمانہ ملنی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔

آپ نہ صرف یہ کہ احباب کیلئے دعائیں کرتے تھے بلکہ امداد کے طالب افراد کے لئے سینہ سپر ہو جاتے تھے ۔ اور ان افراد کی حاجات کو پورا کئے بغیر آپ کو چین نہیں آتا تھا ۔ ایک دن فون پر آپ کی آواز سے مجھے محسوس ہوا کہ آپ کو کوئی پریشانی ہے ۔ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ مجھے پریشانی کا سامنا تو ضرور ہے ۔ لیکن اگر آپ اس کا ازالہ کر سکیں تو بتاؤں ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے آپ کی منشاء پورا کرنے کی توفیق ضرور دیدیگا ۔ چنانچہ میرے اصرار پر آپ نے بتایا کہ مجھے ایک نادار اور غریب خاندان کی مالی مشکلات کو دور کرنے کے لئے فوری طور پر اسقدر رقم مطلوب ہے ۔ اور بعد میں بتایا کہ ایک شخص کو احمدیت کیوجہ سے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے ۔ اور وہ ایک بڑے خاندان کا واحد کفیل ہے ۔ اسی روز جمعہ پڑھنے کے بعد آپ مجھے علیحدگی میں لے گئے ۔ اور فرمایا کہ میں آپ کو پہلے فارغ کر دیتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے مطلوبہ رقم کا انتظام فرما دیا تھا ۔ جسے نہایت خوشی سے الحمد للہ کہتے ہوئے آپ نے قبول فرمایا ۔

مکرم محمدؐ بشیر صاحب چغتائی

طالبعلمی میں پھر جمشید پور کی ملازمت میں سالہا سال آپ کی رفاقت مجھے حاصل رہی ۔ جمشید پور میں ہمارے باہمی تعلّقات اسقدر بڑھ گئے تھے کہ

مفارقت شاقّ معلوم ہوتی تھی ۔ تقسیم ملک کے بعد مجھے صوبہ سرحد میں آباد ہونا پڑا ۔ بہت عرصہ کے بعد مجھے کراچی جانے کا اتفاق ہوا ۔ میں دفتر میں ملاقات کے لئے پہنچا تو بڑی تعداد میں معزّزین کو کُرسی نشین پایا ۔ ارادہ ہی کر رہا تھا کہ اپنا تعارفی کارڈ اندر بھجواؤں ۔ کہ آپ نے مجھے دیکھکر اندر بُلوا لیا ۔ اور مصافحہ و معانقہ کیا ۔ اور اپنی دائیں طرف مجھے بٹھلایا ۔ چائے منگوائی ۔ الگ کمرے میں ہم دیر تک بیٹھے محو گفتگو رہے ۔ میں نے بار بار اصرار کیا کہ معزّزین آپ کے انتظار میں ہیں ۔ تب آپ دفتر میں آگئے اور مجھے بھی پاس بٹھایا ۔ رخصت چاہی تو کہا کہ ہم اکٹھے چلیں گے ۔ سو دفتر کا وقت ختم ہونے پر ہی ہم نکلے آپ نے تاکید کی کہ کراچی میں اپنے قیام کے عرصہ میں میں روزانہ آپ کے پاس آؤں کہ رَونق میں دِل لگا رہے گا چنانچہ اسطرح روزانہ ملاقات رہتی ۔

اس زمانہ میں دفتر میں پناہ گزینوں کا تانتا بندھا رہتا تھا ۔ آپ ہر فرقہ کے مہاجرین کی شکایت نہایت ٹھنڈے دِل سے سنتے تھے ۔ ان کو ہر ممکن اطمینان دلاتے ۔ ان کی مدد کرتے ۔ ان افراد کے ہجوم سے تنگ نہ پڑتے ۔ فائل دیکھکر ہر ایک کو صحیح مشورہ دیتے تھے ۔

دوسرے دفتروں کی طرح آپ کے دفتر میں آپ کی ہدایت پر یہ طریقہ رائج نہ تھا کہ ملاقاتی پہلے نام اور کام لکھکر ملاقات کی اجازت حاصل کرے ۔ آپ کے دفتر کا اردلی کہتا تھا کہ بِلا کھٹکے اندر چلے جائیے ۔ یہ دروازہ ہر ایک کے لئے

کُھلا ہے ۔

آپ جس کی توقیر وتکریم کسی سے کرانا چاہتے تھے ، پہلے خود کرتے تھے ۔ایک دفعہ آپ محکمانہ دورہ پر کوئٹہ جا رہے تھے ۔ بزرگ ، عہدہ داران اور احباب الوداع کہنے کے لئے موجود تھے ۔ آپ کمپارٹمنٹ کے دروازہ پر کھڑے احباب سے گفتگو کر رہے تھے ۔ تو آپ نے اونچی آواز سے مجھے مخاطب کرکے کہا ۔ بابو بشیر صاحب ! آپ دعا کروائیں ۔ میں نے کہا کہ بہت سے بزرگ موجود ہیں ۔ لیکن آپ نے اپنی بات پر عمل کرنے کو فرمایا ۔ دعا کرانے سے جماعت کراچی کا بہت سا حصّہ مجھ سے متعارف ہو گیا ۔ جبکہ میں اسوقت تک اُن میں غیر معروف تھا ۔ اسکے بعد احباب ہمیشہ مجھ سے توجّہ سے ملتے تھے ۔ آپ کی نیک تربیت کے باعث آپ کی اولاد صاحبِ حیثیت ہونے کے باوجود اپنے والد ماجد کے دوستوں سے نہایت خوش خلقی اور تپاک سے پیش آتی ہے ۔

آپ کی مجلس میں مذہبی رنگ بھی ہوتا اور تفریحی بھی اور شاعرانہ بھی اور علمی بھی ۔ ہر قسم کے افراد آپ کی مجلس میں موجود ہوتے تھے ۔ آپ ہر ایک کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے تھے ۔ اور ان سے خوش خلقی سے پیش آتے تھے ۔ زبان میں ملائمت تھی ۔ جس کو بھی آپ سے واسطہ پڑا وہ آپ کا گرویدہ ہو گیا ۔ ہر ایک یہی سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کا تعلّق اور کسی کے ساتھ نہیں ۔ کوئی شخص کتنا بھی مغموم ہوتا آپ کے پاس آکر اپنا

غم بُھول جاتا آپ کے چہرہ پر مُسکراہٹ اور بشاشت کے ساتھ سنجیدگی اور متانت بھی نمایاں ہوتی تھی ۔

آپ نے جمشید پور اور کراچی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے پر بھی نہ کوئی جائداد بنائی ۔ نہ روپیہ جمع کیا ۔ دوسروں کو مکانات الاٹ کرتے تھے لیکن خود ہوٹل یا کسی کے مکان میں یا کرایہ کے مکان میں کراچی میں قیام رہا ۔ آخر دم تک آپ کی حالت معمولی گزارہ (from hand to mouth) والی رہی ۔ آپ مقروض بھی ہو جاتے ۔ پھر قرض ادا کر دیتے تھے ۔ سو آپ نے دیانتداری کا طریق اپنایا اور درویش کے درویش رہے ۔

آپ کی اعلیٰ انتظامی قابلیت اور علُوّ خلق اور بلندئی کردار پر کراچی کا ہر فردِ جماعت شاہد ہے ۔ اس بڑی جماعت میں اعلیٰ افسران بھی تھے ، بڑے بڑے تاجر بھی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی ۔ آپ سے بڑی پوزیشن والے بھی ۔ لیکن امارتِ جماعت کراچی کی عظیم ذمہ داریوں اور فرائض کو آپ نے جس قابلیت اور احسن طریق سے ادا کیا وہ آپ ہی کا حق تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نہایت کامیاب امیر ثابت ہوئے اور حضرت مصلح موعودؓ کی نظر میں بھی آپ کی کارکردگی قابلِ تحسین قرار پائی اور حضور کی خوشنودی آپ کو حاصل ہوئی ۔

اس دورانِ قیام میں آپ نے کئی بار مجھ سے کہا کہ مجھے ایک سٹینو ٹائپسٹ کی اشدّ ضرورت ہے ۔ میں نے کہا کہ میرے ذہن میں کوئی نہیں آ

رہا ۔ لیکن آپ نے اصرار کیا کہ ذہن دوڑائیں ۔ تب مجھے یاد آیا کہ خود میرے بیٹے عزیز محمدؐ رفیق نے میٹرک کرکے شارٹ ہینڈ اور ٹائپ کا امتحان پاس کیا ہے ۔ میں نے عزیز کا ذکر کیا اور ساتھ ہی کہا کہ وہ RAW HAND (نو آموز اور ناتجربہ کار) ہے ۔ آپ نے کہا ۔ کوئی پرواہ نہیں مجھے اور کیا چاہئے ۔ اپنا ہی بیٹا مل گیا ہے ۔ میں ٹرینڈ کر لونگا ۔ آپ تار دیکر فوراً بُلالیں ۔ میں نے پھر کہا کہ آپ سوچ لیں ۔ فرمایا میں نے سوچ لیا ہے ۔ چنانچہ تار ملنے پر عزیز گوجرانوالہ سے آگیا ۔ آپ نے اسے دفتر میں دوسرے روز حاضر ہونے کو کہا اور بتایا کہ چٹھیوں پر میرے دستخط کراکے روانگی ڈاک کے رجسٹر میں اندراج کرکے بھجوانے کا کام آنعزیز کے سپرد ہے اور رات کو کوٹھی میں میرے پاس کام کرنا ہوگا ۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے فرمایا کہ عزیز ہے تو محنتی اور ہوشیار لیکن انگریزی میں کسیقدر کمزور ہے ۔ میں نے تو پہلے اسکی کیفیت کہہ دی تھی ۔ فرمایا کہ میں اسے تیار کرلونگا ۔ پھر اسے دو ماہ بعد کہا کہ اب عزیز اس قابل ہو گیا ہے کہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی اس سے مقابلہ کر لے ۔

اسی دوران عزیز نے کالج میں بھی داخلہ لے لیا جہاں دو تین گھنٹے صرف ہوتے اور ایم ۔ اے (اکنامکس) میں کامیابی حاصل کر لی ۔ محترم چوہدری صاحب نے کہا کہ میرا محکمہ عارضی ہے کسیوقت بھی ٹوٹ سکتا ہے اسلئے عزیز کو یو ۔ این ۔ او کے ایک محکمہ میں اور پھر ایک اور محکمہ میں لگوانے کی

کوشش کی ۔ کامیابی نہ ہوئی تو آپ نے عزیز سے کہا کہ میں آپ کو ترقی کے زینے پر دیکھنا چاہتا ہوں ۔ ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے ۔ مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب (علامہ اقبال کے برادر زادہ) نے جن کو چوہدری صاحب نے کہا ہوا تھا عزیز کو بلایا ۔ وہ یو ۔ این ۔ او کے محکمہ ایف ۔ اے ۔ او کے ڈائرکٹر تھے ۔ اور اپنے دفتر میں لگا لیا اور جو کمی ٹریننگ میں رہ گئی تھی وہ پوری کر دی ۔ عزیز ڈرافٹ بناتا ، رپورٹیں تیار کرتا اور بیرون سے آنے والے ماہرین سے معاملہ کرتا ۔ شیخ صاحب کے ریٹائر ہونے پر عزیز نے اسلام آباد میں اپنے فرائض بہت کامیابی سے سر انجام دئے ۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت ترک کر دی اور ان دونوں بزرگوں کی ٹریننگ اور دعاؤں کے نتیجہ میں عزیز اسلام آباد میں ہی ایک بہت مشہور و معروف فرم کے دفتر کے مینجر کے طور پر خود مختار اور آزادانہ بہت کامیابی کے ساتھ کام کر رہا ہے ۔ تنخواہ معقول ، رہائش مُفت کار مُفت اور ملازم بھی ۔ فَرم کے مالکان نہایت شریف الطّبع اور قدردان ہیں ۔ میری دلی دعائیں ان دونوں بزرگوں کے لئے وقف ہیں ۔

نیک سیرت ۔ عالی اخلاق کے مالک ۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ، خوراک و پوشاک وغیرہ میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ۔ صاف گوئی ، استقامت

و استقلال ۔ جرأت ، بے خوفی ۔ ایمانی غیرت ۔ خلوص و محبّت ۔ عزائم میں پُختگی ۔ طبعیت میں ملنساری اور غمگساری ۔ ایثار و قربانی حفظِ مراتب کا لحاظ ۔ خدمت خلق ۔ ہر امیر و غریب اور ہر مذہب و مِلّت کے افراد کے کام آنا ۔ زبان میں ملائمت ۔ کلام پُر تاثیر ۔ اندازِ بیان اور طرزِ گفتگو دلوں کو لُبھانے والی ۔ جو تحریکِ سلسلہ کرتا اُس پر خود عمل پیرا ہونا ۔ دنیوی حرص سے دل یکسر خالی ۔ حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ جماعت احمدیہ حضرت مصلح موعودؓ سے والہانہ عشق ـــ ان شمائل حمیدہ کے آپ مالک تھے ۔ گویا انسانیت کے شیریں پھلوں سے آپ لَدے پھدے تھے اور پھل دار شاخ کی طرح ہر وقت آپ جُھکے رہتے ۔ منکسر المزاج تھے ۔ دیکھنے والے دور و نزدیک سے جس زاویہ سے دیکھتے آپ کو قد آور اور بلند پایہ شخصیت پاتے ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بلند سے بلند تر درجات سے نوازے ۔ اور آپ کی اولاد کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے ۔ دین و دنیا میں ان کے نام روشن ہوں ۔ قرآنی علوم سے وہ بہرہ ور ہوں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے بہرہ ور فرمائے ۔ آمین ثمّ آمین ۔

مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب ایڈووکیٹ (۱)

مئی ۱۹۵۲ء میں جہانگیر پارک میں جماعت احمدیہ کراچی کے جلسہ منعقد ہونے کا اعلان پمفلٹوں اور پوسٹروں کے ذریعہ کیا گیا ۔ مقرّرین میں اسوقت کے وزیر خارجہ پاکستان محترم چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب کا نام نامی بھی تھا ۔ ۱۴ اگست کو قیام پاکستان کی تقریب میں وزیر اعظم نے خطاب کرنا ہوتا تھا ، تو اسی جگہ خطاب کرتے تھے ۔ اس تشہیر کے نتیجہ میں لوگوں میں جلسہ کے متعلق دلچسپی پیدا ہوئی اور مخالفین اسے ناکام کرنے کے لئے کوشاں ہوئے ۔ یہ جلسہ شدید مخالفت کے باوجود ہوا ۔ حاضری کا یہ عالم تھا کہ اردگرد کی تمام سڑکیں بھر گئی تھیں ۔ صدارت امیر جماعت محترم چوہدری محمدؒ عبداللہ خاں صاحب نے کی ۔ سٹیج بہت اونچی جگہ پر تھا ۔ مخالفین نے جلسہ کو خراب کرنے کی ہر کوشش کی ۔ اسوجہ سے حکومت کی طرف سے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی تھی اور جلسوں اور جلوسوں پر پابندی لگا دی تھی ۔ ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا گیا تھا کہ جہانگیر پارک میں جلسہ جو جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام

---

(۱) سابق قائد مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی ، حال نائب امیر کے مضمون مندرجہ رسالہ خالد بابت دسمبر ۱۹۸۱ء سے تأثرات مؤلّف ہذا نے مرتب کئے ہیں ۔ مشاورت ۱۹۸۲ء میں آپ نے سب کمیٹی "نظارت ہائے اصلاح و ارشاد و اشاعت لٹریچر و تصنیف کے صدر کی حثیت سے اسکی رپورٹ پڑھی (بدر ۶ مئی صفحہ ۵ کالم ۴)

ہو رہا ہے ، ہو گا اور وہ جگہ اس دفعہ سے مستثنیٰ ہوگی ۔ دورانِ جلسہ مخالفین نے حملہ کر دیا ۔ قربان جاؤں اس بہادر انسان پر جس نے نہایت وقار ، اطمینان اور بردباری کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا ۔ جلسہ کی کارروائی جاری رکھی اور جلسہ کی صدارت فرماتے رہے ۔ آپ کے پاؤں میں تکلیف تھی ۔ میں آج تک حیران ہوں کہ آپ کتنے حوصلہ مند اور نڈر انسان تھے جس نے مخالف حالات کی بالکل پروا نہ کی جنوری ۱۹۵۹ء میں (گویا آپ کی وفات سے پانچ ماہ پہلے) آپ کا تبادلۂ حیدر آباد کے احکام جاری ہو چکے تھے کہ مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی نے ایک مسجد اور ایک ڈسپنسری تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا ۔ خاکسار قائد کی استدعا پر آپ کو دونوں کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت ملی ۔ بنیاد رکھنے سے پہلے مخالفین کو اس پروگرام کا علم ہو گیا ۔ تو انہوں نے بہت ہنگامہ کیا ۔ اور مخالفت کیوجہ سے ایک وزیر مملکت جلال الدین صاحب عُرف جلال بابا کو بُلوایا اور اس کو بتایا کہ احمدی ہمارے سینہ پر مسجد تعمیر کر رہے ہیں ۔ جو کبھی تعمیر نہیں ہونے دی جانی چاہئے ۔ سنگِ بنیاد کی تقریب کے وقت منصوبہ کے مطابق مخالفین کے جمِ غفیر نے اس جگہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا باوجود ایسی مخالفت کے اور اپنی بیماری کے آپ نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا ۔ اور حالات کا مقابلہ کیا اس بنیادی اینٹ پر حضرت مصلح موعودؓ نے دُعا فرمائی تھی ۔ ان ہر دو تعمیرات سے ہزاروں لوگوں نے روحانی استفادہ اور جسمانی شفا پائی ۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے اور مرحوم کے لئے بھی ایک صدقہ جاریہ کا رنگ

رکھتا ہے ۔

آپ کو حضرت مصلح موعودؓ سے بے مثال عشق اور محبت تھی ۔ آپ نے جماعت کراچی کی جسقدر اور جس انداز میں تربیت کی اسکے نتیجہ میں یہ جماعت پاکستان بھر میں اپنی خدمات میں ممتاز ہے ۔ مجلس خدّام الاحمدیہ کراچی چھ دفعہ اوّل قرار پائی ہے اور مجھے بھی آپ کی وجہ سے خدماتِ سلسلہ کی سعادت ملی ۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک ۔

آپ مرض الموت میں سیونتھ ڈے (SEVENTH DAY) ہاسپٹل میں داخل تھے ۔ مجھے قائد کو رات آٹھ نَو بجے پیغام مِلا کہ محترم چوہدری صاحب کو خون دیا جانے کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ خاکسار نے تمام خدّام کو دفتر میں جمع کر کے یہ پیغام دیا کہ

آج ہمارے محبوب امیر کو آپ کے خون کی ضرورت ہے اگر میرا خون اس گروپ کا ہوا جو مطلوب ہے تو سب سے پہلے میں دوں گا ۔ ورنہ آپ نے خون دینا ہو گا ۔

اس مختصر سی اپیل پر قریباً سوا صد خدّام خون دینے کے لئے حاضر ہوئے ۔ اس لمبی قطار کے ہر خادم کی خواہش تھی کہ مجھے یہ سعادت حاصل ہو ۔ مسیحیوں کے اس ہسپتال کے تمام ڈاکٹر حیران تھے کہ یہ کون عظیم انسان ہے جس کو خون دینے کے لئے اتنے افراد آگئے ہیں ۔ ہمیں تو کئی کئی دن تک اپیل کرنے پر بھی مریضوں کے لئے خون نہیں ملتا ۔ حالانکہ ہم ہزاروں روپے

بھی خرچ کرتے ہیں ۔ لیکن یہ خدّام بغیر معاوضہ کے خون دینے کے لئے پہنچے ہیں ۔ سو حسبِ ضرورت خدّام نے خون دیا بلکہ بعض نے دو تین دفعہ بھی دیا ۔ خون اتنی مقدار میں جمع ہو گیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بلاوا آگیا تب بھی ہسپتال میں اس گروپ کے خون کی کئی بوتلیں موجود تھیں ۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو نوجوانوں سے کسقدر پیار تھا ۔ اس کے نتیجہ میں ان نوجوانوں نے آپ سے اپنی گہری محبّت کا اظہار کیا ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔

نوجوانوں سے محبّت اور ان کی تربیت کے لئے خصوصی توجّہ کے علاوہ بنی نوع انسان کی خدمت اور غریب پروری آپ کی سیرت کے کے ممتاز پہلو تھے ۔ آپ اعلیٰ درجہ کے منتظم تھے ۔ آپ کے زمانۂ امارت میں جماعت کراچی کا جو تنظیمی ڈھانچہ بنا وہ آج تک جاری ہے ۔ آپ بڑے زیرک اور مردم شناس تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فراست سے بھی نوازا تھا ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد کو ہمیشہ خدمتِ سلسلہ کی خوب توفیق عطا فرمائے ۔ وہ اسکی رضا کی راہ پر چلنے والے ہوں اور مولا کریم اُن سے راضی رہے ۔ آمین

قیس مینائی صاحب

جماعت احمدیہ کے معروف و مشہور شاعر محترم قیس مینائی صاحب نجیب

آبادی اپنے تأثرات ذیل رقم فرماتے ہیں :۔

(۱) حضرت چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحبؓ سے یوں تو تقسیم ملک سے قبل قادیان ہی سے میرا تعارف تھا ۔ لیکن میں اپنی شاعری کے ایک مدّاح سے زیادہ ان دنوں واقف نہ تھا اور یہ کہ آپ حضرت چوہدری محمدؓ ظفر اللہ خاں صاحب کے بھائی ہیں ۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد جب چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب مستقل طور پر کراچی تشریف لے آئے تو قریب سے آپ کو دیکھنے اور سمجھنے کا مجھے موقعہ ملا ۔ اسوقت کے امیر جماعت احمدیہ کراچی محترم حافظ عبد السلام صاحب کراچی سے پنجاب تشریف لے گئے تو مجلسِ انتخاب میں نئے امیر کے انخاب کا معاملہ پیش ہوا ۔ اسوقت خاکسار کے نزدیک امارت کے اہل جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل سپلائی اینڈ انڈسٹریز تھے ۔ لیکن چونکہ وہ نائب امیر اور قاضی دو ممتاز عہدوں پر فائز تھے ، اسلئے خاکسار نے اُن کے بعد محترم چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کو منصب امارت کا اہل سمجھ کر اُن کا نام پیش کر دیا کسی دوست نے چوہدری بشیر احمد صاحب کا نام پیش کر دیا ۔ خاکسار نے کہا کہ ان کا نام پیش نہیں ہو سکتا تو ایک صاحب نے ہنگامہ کھڑا کر دیا ۔ اسوقت چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب نے نہایت دانائی اور فراست سے اس ہنگامہ کو فرو کیا ۔ چونکہ خود چوہدری صاحب موصوف بھی چوہدری بشیر احمد صاحب کے امارت کیلئے منتخب ہونے کے حق میں تھے ۔ اسلئے آپ نے صدرِ مجلس حضرت سیٹھ اسمٰعیل

آدم صاحبؓ بمبئی والوں کی خدمت میں کہا کہ مجھ سے وجہ پوچھیں کہ کیوں چوہدری بشیر احمد صاحب کا نام پیش نہیں ہوسکتا ۔ سو خاکسار نے عرض کیا کہ بائی لازصدر انجمن احمدیہ کی رو سے قاضی کے پاس اور کوئی عہدہ نہیں ہوسکتا ۔ ان کا نائب امیر ہونا بھی قاعدہ کی رو سے درست نہیں ۔ اس پر ایک دوست نے کہا کہ پھر تو نائب امیر کے عہدہ کا بھی انتخاب ہو جائے ۔ اسپر خاکسار نے عرض کی کہ جبکہ جماعت نے غلطی سے چوہدری بشیر احمد صاحب کو نائب امیر منتخب کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے منظور فرما لیا تو اب ان کو عہدہ سے گرانا شرعاً ، اخلاقاً ، قانوناً اور احترامِ خلافت کے پیش نظر مناسب نہیں ۔ سو ایک دو رائے کے سوا بقیہ کثرت آراء کے ساتھ منتخب ہو گئے ۔

اب چوہدری محمدؓ عبد اللہ خاں صاحب کے اعلیٰ کردار اور خلافت سے والہانہ محبت کا علم یُوں ہوا کہ جب کسی نے آپ کے خلاف حضور کی خدمت میں کوئی شکایت کر دی تو آپ کی امارت کی منظوری میں بہت تاخیر واقع ہو گئی تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کی طرف سے میرا نام پیش ہونے پر بھی میں چوہدری بشیر احمد صاحب کے حق میں تھا لیکن جبکہ جماعت نے خاکسار کو منتخب کر لیا اور کسی کی شکایت پر اگر یہ منظوری گویا نامنظوری میں تبدیل ہو جائے تو مجھے اپنے امیر نہ بننے کا ایک رائی کے برابر بھی غم نہیں ۔ لیکن حضرت مصلح موعود کی ناراضگی میرے لئے موت سے کم

نہیں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور کراچی کے متعلق آپ کی رائے کو صائب سمجھتے ہیں ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضور کی خدمت میں میری بے گناہی کا اظہار کر دیں جبکہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا کیا گناہ ہے جو سامنے لایا گیا ہے ۔ چنانچہ خاکسار نے حضور کی خدمت میں اپنی رائے آپ کے حق میں تحریر کر بھیجی اور ایک ہفتہ کے اندر حضور کی طرف سے جواب آیا کہ آپ کے خط سے اصل حقیقت واضح ہوئی ۔ دفتری کارروائی میں شاید کچھ وقت لگ جائے ۔ آپ چوہدری صاحب کو میرا یہ خط دکھا دیں اور جماعت کو بھی میرے اس خط سے اطلاع دیدیں ۔ چوہدری صاحب دفتر کی طرف سے امارت کی منظوری کا انتظار نہ کریں اور چارج لیکر کام شروع کر دیں ۔ جب میں نے آپ کو یہ خط دیا تو پڑھکر آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے امارت کی کوئی خوشی نہیں ۔ یہ تو ایسا بوجھ ہے کہ جس کے اٹھانے کی مجھ میں سکت نہیں ۔ لیکن مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ میرا محبوب ، میرا آقا مجھ سے خوش ہے ۔

(۲) حضرت اقدس نے کراچی تشریف لاکر دو ماہ قیام فرمانا تھا اور اہم لیکچر دینے تھے اور حضور کے قیام کے لئے کسی موزون بنگلہ کی ضرورت تھی ۔ مہاجرین و تارکین وطن جوق در جوق پاکستان میں آرہے تھے ۔ کراچی میں کوئی بنگلہ ، کوٹھی کسی قیمت پر بھی نہیں مل رہی تھی ۔ آپ ایڈیشنل کسٹوڈین ہونے کے باوجود ایک ہوٹل میں رہائش پر مجبور تھے ۔ آپ نے

مجھ سے اس ضرورت کا ذکر کیا اور کہا کہ دعا کریں کوئی کوٹھی ، بنگلہ مل جائے چنانچہ خاکسار نے رات کو خاص توجہ سے دعا کی اور صُبح کو ایک دلّال نے ایک دو منزلہ کوٹھی کا ذکر کرکے کہا کہ میں کوشش کروں گا اگر اسکی بات طے ہو گئی تو پانصد روپیہ معاوضہ (دلّالی) تو میں لوں گا اور مالکان دو ماہ کا جو کرایہ طلب کریں وہ الگ ہوگا ۔ میں نے کہا کہ میں کل جواب دوں گا ۔ میں فوراً چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ فرمانے لگے کہ دلال اپنا معاوضہ پانچ ہزار بھی مانگتا اور کرایہ بھی پانچہزار ماہانہ تو بھی مجھے منظور ہے ۔ امامِ جماعت کی خواہش پر تو جان بھی قربان ہے ۔

وہ دلّال تو پھر نہ آیا ۔ میں نے سوچا کہ میرے ایک بوہرہ دوست سیٹھ صادق علی جیون جی صاحب کوئٹہ والے کی بہت سی کوٹھیاں ، بنگلے ہیں ۔ ان سے تو بات کروں ۔ میں ان سے ملا وہ اپنی کار میں مالیر لے گئے اور اپنی ایک دو منزلہ کوٹھی دکھائی جس کی اوپر کی منزل میں خواتین کے غُسل کرنے کے لئے ایک ٹینک (تالاب) بھی تھا ۔ کرایہ پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ کی جماعت کے اِمام ہوں یا ہماری جماعت کے امام (جناب سیّدنا مُلّا طاہر سیف الدین صاحب) ایک ہی بات ہے ۔ وہ قیام فرمائیں تو کرایہ کیسا ؟ میں وہی نذرانہ پیش کروں گا جو اپنے امام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ میں نے محترم امیر صاحب کو یہ خوشخبری سنائی تو مسرّت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ پہلے مجھے دکھا لو کہ وہ جگہ حضور کے

لائق اور محفوظ بھی ہے یا نہیں ۔ چنانچہ سیٹھ صاحب نے ہمیں خود اپنی کار میں لے جا کر کوٹھی دکھائی جس کو چوہدری صاحب نے بہت پسند کیا اور پھر اوپر تالاب کے قریب ہی سجدہ میں گر گئے ، اور مجھے کہا کہ کاش ! حضور بھی پسند فرما لیں ۔

قیام گاہ حاصل نہ ہونے کو جماعت کراچی کی غفلت پر محمول کرتے ہوئے حضور کچھ ناراض تھے اور کوئٹہ تشریف لے گے تھے ۔ محترم امیر صاحب نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی کہ حضور کو منا کر کراچی لاؤں میرا مشورہ آپ نے قبول فرمایا کہ دو ذمّہ دار ، معزّز افراد کو بھی آپ حکم دیں اور ہم وفد کی شکل میں جائیں ۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا ۔ چنانچہ محترم چوہدری احمد جان صاحب مرحوم اور کامٹی والے محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب (سابق منگل سنگھ) اور خاکسار کوئٹہ گئے اور حضور کو منانے میں کامیاب ہو گئے ۔ جب آکر ہم نے یہ خوشخبری سنائی تو آپ کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا ۔ غرض احترامِ خلافت اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں خاکسار نے آپ کو دیوانہ وار مصروف پایا ۔

(۳) پھر عاجزی اور انسکاری کا یہ عالم تھا کہ کوئی ضرورتمند متلاشی روزگار آپ کے پاس آتا تو آپ حتی الامکان اسکی ملازمت کیلئے انتہای ذمہ داری سے مدد کرتے ۔ بلکہ اگر کسی جگہ سے کوئی ناکام لوٹتا تو آپ اسے اپنی کار میں لے جاتے اور اس کا کام کرانے میں پورا وقت اور طاقت لگا دیتے ۔ خاکسار سیکرٹری تبلیغ تھا ۔ جب کوئی خاص مشورہ والی بات ہوتی یا اپنے شاعرانہ کلام

پر اصلاح لینا ہوتی تو بنفسِ نفیس میرے ہاں آپ تشریف لاتے ۔ میں نے ایک دوبار عرض کیا کہ آپ مجھے بُلوا لیا کریں ۔ فرمانے لگے کہ آپ میرے استاد ہیں ۔ استاد کو بُلانا گتساخی ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ امیر کی حیثیت بڑی ہے یا استاد کی تو فرمایا کہ ہے تو امیر کی حیثیت بڑی ۔ مگر پھر بھی نہ معلوم مجھے آپ کو بلانے میں حجاب آتا ہے ۔

(۴) میں نے ایک ذمّہ دار کارکن کے بارے آپ کی خدمت میں تحریر کیا کہ ان کو کوئی اچھا سا فلیٹ جماعتی طور پر لے کر دینے سے ان کی موجودہ قیام کی جگہ جماعت کے لئے زیادہ افادیت کا موجب ہو جائے گی ۔ چونکہ میں نے اسی نام کے ایک عزیز کو لاہور بھی اسیوقت خط لکھا تھا جن کے نام کے ساتھ شیخ کا لفظ استعمال ہوتا تھا ۔ اسی نام کے اس جماعتی کارکن کے نام کے ساتھ سبقتِ قلم سے شیخ کا لفظ تحریر ہو گیا جوان کے نام کے ساتھ معروف و مستعمل نہیں ہوتا تھا ۔ آپ نے یہ سمجھا کہ میں نے طنزاً شیخ کا لفظ استعمال کیا ہے اسلئے آپ نے اسپر خطبہ دیا جس میں کہا کہ ایک صاحب نے مجھے ایسا خط لکھا ہے ۔ ان کا میں بہت احترام کرتا ہوں ، اُن سے دعائیں بھی کراتا ہوں اور بہت سے معاملات میں ان کے مشورہ کو ضروری خیال کرتا ہوں ۔ مگر ان کے اس خط کی یہ طنزیہ طرز مجھے ناپسند ہے ۔

وہاں سے بعد فراغت گھر آکر آپ کی خدمت میںایک خط تحریر کیا کہ آپ نے خطبہ میں مجھے جو سرزنش فرمائی ہے بحثیت امیر آپ اسمیں حق بجانب

ہیں ۔ تنبیہ برمحلّ اور قطعی درست ہے ۔ مجھے خود شرمندگی ہے کہ سبقتِ قلم سے مجھ سے ایسا تحریر ہو گیا ۔ تاہم آپ کے علم کے لئے میں یہ امر بھی پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ان کی قوم فلاں ہے اور ہمارے علاقہ یو ۔ پی میں یہ معزّز قوم شیخ کے لفظ سے ہی معروف ہے ۔ ان کے دادا فلاں نوّاب فلاں علاقہ میں وزیر رہے ہیں اور مقرہ جہانگیر میں مدفون ہیں اور ان کے کتبہ پر آج تک شیخ کا لفظ موجود ہے ۔ حکومت پاکستان کے فلاں وزیر اس خاندان کے اقارب میں سے ہیں اُن سے بھی آپ دریافت کر سکتے ہیں ۔ سو میری تحریر میں توہین اور ہتک کا کوئی شائبہ اور پہلو موجود نہیں ۔ اسپر محترم امیر صاحب نے پورا ایک صفحہ فُل سکیپ کا خط بطور معذرت نامہ میرے نام تحریر کیا جس میں اسقدر انکساری تھی کہ ہر ہر لفظ پر میں شرمسار تھا کہ میں نے اپنی صفائی کیوں پیش کی کہ محترم امیر صاحب کو جواباً یہ خط تحریر کرنا پڑا ۔ رضی اللہ عنہ ۔

چوہدری فتح محمدؒ صاحب

چوہدری فتح محمدؒ صاحب مالک ہریکے ٹرانسپورٹ (نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور) سے بھی محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے مُخلصانہ تعلّقات تھے ۔ آپ مرحوم کے بارے واقعاتِ ذیل بتلاتے ہیں ۔

حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ کا قیام بعد ہجرت رتن باغ میں تھا ۔

دستخط کرنے کے لئے چوہدری صاحب نے مجھ سے رتن باغ میں میرا انگریزی قلم شیفر مارکہ لیا ۔ جو میں نے نیا خریدا تھا ۔ اتنے میں حضرت صاحب نے آپ کو بُلایا اور آپ ملاقات کرکے آئے تو کہنے لگے کہ آپ کی قلم ٹھکانے پر چلی گئی ۔ حضور دستخط فرمانے لگے تو قلم نہیں تھا ۔ میں نے آپ کا قلم دیا ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ قلم تو اب مِلتا نہیں ۔ آپ نے کہاں سے لیا ہے اور دستخط کر کے واپس فرمانے لگے تو میں نے عرض کیا کہ حضور ہی رکھ لیں ۔

ایک دفعہ محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کراچی سے لاہور آئے ہوئے تھے ۔ وہ میرے ٹرانسپورٹ کے دفتر میں آئے اور ساتھ کے کمرہ سے اپنے بہنوئی محترم چوہدری مولا بخش صاحب کو بھی بُلوا لیا اور کمرہ کی کنڈی اندر سے بند کر کے ہمیں کہا کہ میری موجودگی میں سلسلہ احمدیہ کے فلاں ایک اعلیٰ پایہ کے بزرگ کے پاس عدالتی بیلف چھ ہزار روپیہ کی قُرقی کا وارنٹ لایا ۔ اس بزرگ کے پاس روپیہ نہیں تھا ۔ (وہ بطور مُہاجر قلاش ہو کر آئے تھے اور آمد جو ہوتی اس کا بہت سا حصّہ غرباءِ جماعت وغیر از جماعت پر صَرف کر دیتے تھے ۔) ان کے گھر کا سامان وغیرہ قرقی ہوتا ۔ اس طرح نہ صرف ان کی بلکہ سلسلہ احمدیہ کی بے عزّتی ہوتی ۔ میں نے بیلف کو یہ وعدہ کرکے واپس بھجوایا ہے کہ وہ دو گھنٹے بعد آکر روپیہ حاصل کرلے ۔ میں جماعت کراچی کا امیر ہوں ، یہاں کا نہیں ۔ آپ دونوں آدھ گھنٹے کے اندر اسقدر رقم کا انتظام کر

دیں ۔ میں کراچی سے ایک ہفتہ تک یہ رقم بھجوا دوں گا ۔ چنانچہ ہم نے کوشش کرکے دس پندرہ منٹ کے اندر روپیہ فراہم کر دیا ۔ اور چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے ذریعہ اس بزرگ نے اس ناگہانی آفت سے نجات پائی ۔ اور چوہدری صاحب نے ایفائے عہد کیا اور ایک ہفتہ میں ہمیں بذریعہ ڈرافٹ روپیہ بھجوا دیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جلد ہی حضرت مُصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہو گئی ۔ (اور کسی اعلیٰ پایہ کے بزرگ کی مخلصی اگر سلسلہ کو توفیق ہو تو اسکی بھی ذمہ داری فکِ رقبہ کی ہے ۔) حضور نے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے ہاتھ مجھے اسقدر روپیہ بھجوا دیا جو انہوں نے علیحدگی میں مُجھے دیا ۔ سو میں نے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کو ڈرافٹ واپس کر دیا ۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ سلسلہ کے لئے اور بزرگان سلسلہ کے لئے آپ کے قلبِ صافی میں کس قدر محبّت اور فدائیت اور غیرت تھی ۔ اور آپ نے باموقعہ اور فوراً یہ کام سر انجام دیا جس کا علم ہوتے ہی حضرت مصلح موعودؓ نے فوراً ادائیگی رقم کی صورت میں سر انجام دینا نہایت اہم خیال فرمایا ۔(۱)

---

(۱) یہ تأثرات خاکسار نے آپ سے ۱۹۶۵ء میں حاصل کئے تھے ۔

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ (۱)

حضرت آپا سارہ بیگم صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) اور میں نے ایف ۔ اے کا امتحان دینا تھا ۔ فلاسفی کے پڑھانے کے لئے کسی استاد کا انتظام نہیں ہو رہا تھا ۔ حضرت سیّدی ابّا جان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی نظرِ انتخاب محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحبؓ پر پڑی جو اُن دنوں قادیان میں آئے ہوئے تھے ۔ غالباً دو تین ماہ آپ نے ہمیں یہ مضمون پڑھایا ۔ آپ بہت ہی شفیق استاد تھے ۔ بہت اچھی طرح سمجھا سمجھا کر پڑھاتے ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ آپ کی کوشش اور محنت کے نتیجہ میں اس مضمون میں کامیاب ہو گئیں ۔

آپ نہایت اقرباء نواز ، دوست نواز ، غریب نواز اور مہمان نواز تھے ۔ تقسیم ملک کے بعد میرے میاں کچھ عرصہ کراچی میں رہے ۔ ان کو رہائش کے لئے مکان نہ مِل رہا تھا اسلئے چوہدری صاحب نے ان کو اپنے پاس ہی رکھا ۔ مجھے بھی کچھ عرصہ کے لئے وہاں جانا پڑا ۔ خیال تھا کہ گھر جلد مِل جائیگا مگر نہ مِلا اور میں بھی بچّوں سمیت بطور مہمان آپ کے ہاں ہی ٹھہری ۔ آپ اتنا خیال رکھتے تھے کہ شرم آ جاتی دوماہ یا کچھ اوپر عرصہ تک آپ نے ہماری مہمان نوازی کی حالانکہ آپ اسوقت کراچی میں اکیلے تھے اور آپ کے اہل و

---

(۱) آپ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ) کی بیگم ہیں ۔

عیال وہاں نہ تھے ۔ آپ مانتے ہی نہ تھے ۔ بہت مجبور کرکے ہم نے کھانا علیحدہ کیا ۔ ان کی اس لمبی مہمان نوازی کا میرے اوپر بہت اثر ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور جنّت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے ۔ آمین ۔

چوہدری احمد مختار صاحب (۱)

محترم چوہدری صاحب نے ذیل کا بیان تحریر کیا ہے :۔

مکرم محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب سے میرا قرابتداری کا تعلّق تو تھا لیکن آپ سے زیادہ قرب نہ تھا ۔ آپ سے مجھے زیادہ قریبی تعلّق تقسیم ملک کے بعد ہوا جب آپ ایک سرکاری منصب پر فائز ہو کر کراچی تشریف لائے ۔ میں جس قدر بھی آپ کے قریب ہوتا رہا ، اسیقدر زیادہ آپ کے محاسن میرے سامنے آتے رہے ۔ آپ جب بھی کسی سے میرا تعارف کرواتے تو یہ کہہ کر کہ یہ میرا بھائی ہے ۔ گھروں میں بھی آمدورفت بِلا روک ٹوک تھی ۔ اور اکثر ہر شام آپ کی صُحبت میں گزرتی تھی ۔

آپ کو شعر و شاعری سے خاص شغف تھا ۔ ادبی مجالس ہوتی رہتی

---

(۱) محترم چوہدری احمد مختار صاحب کراچی کے امیر جماعت ہیں اور آپ ان معدودے چند خوش نصیب ذمّہ دار احباب میں سے ہیں جن کو باری باری مشاورت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی معاونت کے لئے اپنے ساتھ بٹھلاتے ہیں ۔

تھیں ۔ آپ کے خاص ادیب دوست ظریف جبل پوری ، ادیب سہارنپوری ، راغب مراد آبادی اور ضمیر جعفری صاحبان تھے ۔ آپ بے نفس انسان تھے ۔ باوجود ایڈیشنل کسٹوڈین ہونے کے (جبکہ دوسروں کو جائدادوں وغیرہ کی الاٹمنٹ کا کام آپ کے محکمہ سے ہوتا تھا اور آپ کو ایسا اختیار حاصل تھا ۔) آپ نے کوئی جائداد نہیں بنائی ۔ آپ کی کوئی اپنی جگہ رہائش کے لئے نہ تھی ۔ آپ کبھی کہیں اور کبھی کہیں قیام رکھتے تھے ۔ چند ماہ آپ کا قیام سنٹرل ہوٹل میں رہا ۔ زیادہ عرصہ آپ ہاؤسنگ سوسائٹی میں مقیم رہے ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ آپ بیشمار اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے ۔ بہت صابر اور بُردبار اور حلیم طبعیت آپ نے پائی تھی ۔ آپ کا افضل ترین خُلق ہمدردی خلائق اور خدمتِ خلق کا تھا ۔ آپ کا دروازہ ہر ایک شخص کے لئے کھلا ہوتا ۔ جو بھی آتا ، وہاں سے فیض پاکر لوٹتا ۔ آپ نے کبھی کسی کو انکار نہیں کیا ۔ معمولی سے معمولی انسان کے ساتھ بھی آپ پیار اور شفقت سے پیش آتے اور اس کی کسی ضرورت کے وقت مدد کرنے سے گریز نہ کرتے ۔

ہر ضرورت مند کی امداد آپ کا معمول تھا ۔ سفارش اور مدد کرنے سے آپ نے کبھی پہلو تہی نہیں کی ۔ اور ہر ایک کی جائز امداد کی ۔ اس قسم کے واقعات ہر روز ہوتے تھے ۔ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم مجموعہ بن جائے ۔ آپ یہ سب کچھ رضائے الہیٰ کی خاطر کرتے تھے ۔ آپ نے کبھی کسی

سائل کو مایوس نہیں لوٹایا ۔ جو کچھ پاس ہوتا دیدیتے ۔ اگر کسی وقت کچھ نہ ہوتا تو کسی دوست سے اِمداد کرا دیتے تھے ۔ مکرم ملک جلال الدین صاحب جو آج کل بدین میں ہیں ۔ چوہدری صاحب کی وفات کے چند سال بعد اپنے علاقہ کے مختار کار سے مُلاقات کرنے گئے ۔ اس نے برسبیلِ تذکرہ محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے بارے پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے ۔ جب ملک صاحب نے بتایا کہ وہ تو وفات پا چکے ہیں ۔ اسپر اس مختار کار نے زارو قطار رونا شروع کر دیا ۔ کچھ دیر کے بعد بتایا کہ مجھ پر ایسا وقت آیا کہ میں دو تین روز سے مع اہل و عیال فاقہ سے تھا ۔ کسی نے مجھے بتایا کہ میں چوہدری صاحب محترم کے پاس چلا جاؤں ۔ وہ میری مدد کریں گے ۔ میں آپ کے پاس پہنچا اور اپنی ضرورت کا ذکر کیا ۔ اور آپ کے کہنے پر ملازمت کے لئے درخواست تحریر کرکے دی ۔ جو آپ نے اپنے دفتر میں کسی کو دے دی اور میرے تقرر کرنے کی ہدایت کی ۔ لیکن مجھ پر یہ اثر ہوا کہ دیگر دفاتر کی طرح یہاں بھی سرد مہری سے کام لیا گیا ہے ۔ آپ نے یہ بات بھانپ لی ۔ پیچھے آپ کا کوٹ لٹک رہا تھا اس میں سے پچاس روپے نکال کر دئے اور فرمایا ۔ ابھی گزارہ کریں ۔ کل آجائیں ۔ اس زمانہ میں یہ ایک کثیر رقم تھی ۔ دوسرے روز میری تقرّری ہو گئی اور اب میں ترقّی کرتے کرتے مختار کار بن چکا ہوں ۔ آپ کی وفات کا سنکر اس احسان کی وجہ سے میں یہ صدمہ برداشت نہیں کرسکا ۔

حضرت مصلح موعودؓ کراچی ٹرین سے پہنچ رہے تھے ۔ جماعت احمدیہ کراچی اطلاع کے مطابق استقبال کے لئے آئی ۔ لیکن حضور اس ٹرین سے تشریف نہ لائے ۔ کیونکہ حیدر آباد کے ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کی درخواست پر اُن کے ہاں کچھ دیر ٹھہرنا منظور فرما لیا تھا ۔ اور حضور کی بوگی بعد میں روانہ ہونے والی ٹرین سے لگوا دی گئی تھی ۔ جماعت کو اس نئے پروگرام کی اطلاع سہوا ڈاکٹر صاحب کی طرف سے نہیں دی گئی تھی ۔ حضور جب تشریف لائے تو پیشوائی کے لئے جماعت کا کوئی بھی فرد موجود نہ تھا ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو چونکہ معلوم تھا کہ حضور کے قیام کا انتظام کہاں ہے وہ حضور کے قافلہ کو وہاں لے گئے ۔ لیکن حضور بہت ناراض ہوئے اور جُملہ انتظام (قیام و طعام جو جماعت کراچی نے ہی بطور مہمان نواز اس جلیل القدر مہمان کا کرنا تھا) اپنے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور کے سپرد فرمایا ۔

خاکسار مؤلّف عرض کرتا ہے کہ خلیفۂ وقت کا اعزاز و اکرام نہایت ضروری امر ہے اور اس سے تغافل عدم احترام کے مترادف ہے ۔ اس کا اثر اپنی جماعت اور اغیار پر لازماً پڑتا ہے ۔ حضور کو ان ڈاکٹر صاحب نے نہیں بتایا ہوگا کہ سہو میرا ہے کہ میں نے جماعت کو اطلاع نہیں دی کہ کیوں حضور کراچی نہیں پہنچے اور اب کس ٹرین سے پہنچیں گے ۔ اور جماعت کو یہ سبق سکھلانا ضروری تھا کہ ایسے امور کو سرسری متصوّر کرکے نظر انداز نہیں کر دینا

چاہئے ۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے تھی کہ آخر حضور کیوں تشریف نہیں لائے اور قریب ترین جماعت حیدر آباد سندھ سے فون پر بھی رابطہ پیدا کیا جاسکتا تھا ۔ (فقط)

سو مکرم چوہدری احمد مختار صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کی ناراضگی اور صورتِ حال کا علم ہونے پر محترم چوہدری محمدؐ عبد اللہ خاں صاحب بعض دیگر احباب سمیت حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کی تو فرمایا کہ وعدہ کریں کہ آئندہ ایسی غلطی کبھی نہ ہوگی ۔ چوہدری صاحب نے عرض کی کہ حضور ! غلطیاں تو آئندہ بھی ہونگی ۔ حضور مُسکرائے اور درگزر فرمایا ۔

جماعتِ کراچی کو منظّم کرنے کے لئے اس کو حلقوں میں تقسیم کرنا ، ان کو مضبوط بُنیادوں پر استوار کرنا اور ہر ایک سیکرٹری کو اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی کے لئے توجّہ دلانا ، یہ مرحوم کے ایسے کام تھے جن سے آپ نے جماعت کراچی کو اپنے تمام عرصۂ امارت میں تقویت دی ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جماعت کے شُعبوں کی کارگذاری اعلیٰ معیار پر رہی ہے ۔ آپ ہر ایک عہدہ دار کو اپنے کام میں آزادی دیتے اور بوقِت ضرورت اسکی مدد بھی کرتے اور اس کی رہنمائی بھی فرماتے تھے ۔ موجودہ وقت میں اس جماعت کے جتنے بھی اچّھے کارکن ہیں ، وہ سارے آپ کی تربیت کا ثمرہ

ہیں ۔ قُولوا قولًا سدیدًا کی روشنی میں آپ ہمیشہ اپنے خطابات سے جماعت کی صحیح رہنمائی فرماتے ، باقاعدہ نگرانی کرتے اور ان لوگوں کی مدد فرماتے جو جماعتی لحاظ سے کمزور ہوتے ۔

آپ نے منافقین سے کبھی سروکار نہ رکھا اور نہ ہی ان کو موقعہ دیا کہ وہ کراچی میں آکر فتنہ پردازی کریں ۔ جن دنوں "حقیقت پسند پارٹی" کا فتنہ خلافت ثانیہ میں اُٹھا تو ان دنوں ایک دفعہ فتنہ پرداز اللہ رکھا احمدیہ ہال میں آ گیا ۔ جونہی آپ نے اسے دیکھا تو کھڑے کھڑے وہاں سے نکلوا دیا اور خُدّام کو نگرانی کرنے کی ہدایت دی کہ یہ شخص کراچی میں فتنہ نہ پھیلائے ۔ محترم چوہدری صاحب سلسلہ کے لئے اور خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے ۔ مثلاً ڈاکٹر شیخ لطیف تقسیم ملک کے بعد نقل مکانی کرکے دہلی سے کراچی پہنچے ۔ ان میاں بیوی نے حضرت مصلح موعودؓ پر طرح طرح کے الزامات لگا کر جماعت کے بعض افراد کو متأثر کیا ۔ اپنے کلیم (CLAIM) کے سلسلہ میں ڈاکٹر مذکور کو محترم چوہدری صاحب کے پاس آنا پڑا ۔ اسکے کلیم کو صحیح پاکر آپ نے اسے اس کا حق دلادیا ۔ اس پر وہ بے تکلّف ہو کر کہنے لگا کہ میں نے آپ سے چند باتیں کرنی ہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ دیکھو ! جو آپ کا کام تھا ، میں نے کر دیا اور جو حق تھا وہ دے دیا ۔ کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے کہ حقدار کو اس کا حق دو ۔ لیکن اس سے آگے کوئی بات نہ کریں ۔ لیکن جب ڈاکٹر مذکور باز نہ آیا اور باتیں شروع کر

دیں تو آپ نے غُصّہ سے فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیں ۔ میں اپنے پیارے امام اور محبوب کے خلاف کوئی بات نہیں سُننا چاہتا ۔ گندہ شخص ہی گند اُچھالتا ہے ۔

آپ کے زمانۂ امارت کے بعض کارہائے نمایاں درجِ ذیل ہیں :۔

۱ ۔ احمدیہ ہال تعمیر ہوا ۔

۲ ۔ بیت الذکر گولیمار تعمیر ہوئی ۔

۳ ۔ فضلِ عمرؓ ڈسپنسری گولیمار تعمیر ہوئی ۔

۴ ۔ بیت الذکر احمدیہؑ مارٹن روڈ کے لئے قطعۂ زمین خریدا گیا ۔

۵ ۔ فضلِ عمرؓ ڈسپنسری مارٹن روڈ قائم کی گئی ۔

۶ ۔ ڈرگ روڈ کی بیت الذکر احمدیہ کی ابتدائی تعمیر ہوئی ۔

۷ ۔ احمدیہ لائیبریری بندر روڈ قائم ہوئی ۔

۸ ۔ مکرم مولانا عبد المالک خاں صاحب اسوقت مربّی جماعت تھے ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کراچی میں ایک مشن ہاؤس تعمیر کروایا جس کا نام دارالصدّر رکھا گیا ۔

۹ ۔ آپ نے جماعت کو منظم کیا ۔

۱۰ ۔ لوکل فنڈ کا سلسلہ جاری کیا گیا جو جماعت کی تقویت اور مقامی ضروریات کے لئے اب تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے ۔

۱۱ ۔ المُصلح اخبار کراچی سے جاری ہوا ۔ جو پہلے ہفت روزہ تھا لیکن جب روزنامہ الفضل پر پابندی عائد ہو گئی تو اس کی جگہ کراچی سے المُصلح روزنامہ کے طور پر شائع ہوتا رہا ۔

۱۲ ۔ تقسیم مُلک کے بعد آپ کے کراچی آنے پر ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ امیر جماعت کا انتخاب عمل میں آیا اور آپ امیر کے طور پر منتخب ہوئے اور اسوقت سے لیکر تا وفات آپ ہی امیر رہے ۔ حتّٰی کہ جن دنوں آپ کا تبادلہ حیدر آباد سندھ ہوگیا ۔ اسوقت بھی انتخاب ہونے پر آپ کو ہی امیر منتخب کیا گیا ۔ گویا آپ حیدر آباد میں ملازمت کے فرائض سے عہدہ برآ ہو کر بقیہ وقت امورِ سلسلہ کی انجام دہی میں صرف کرتے اور ہفتہ میں تین چار دن کراچی تشریف لاتے تھے ۔

اظہار حق میں آپ ایک برہنہ شمشیر تھے جس پر دوستوں کو بھروسہ ہو اور جس سے دشمن لرزاں ہوں ۔ ۱۹۵۳ء کے خلافِ سلسلہ فسادات میں کراچی کے جہانگیر پارک میں جلسہ سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم آپ کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ اس میں محترم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر بھی تھی ۔ خاکسار اسوقت سیکرٹری امور عامہ تھا ۔ مخالفین نے بڑا شور اور ہنگامہ برپا کیا لیکن محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب نہایت استقلال و استقامت کے رنگ میں مستحکم رہے اور جلسہ کو جاری رکھا ۔ بعد میں جب یہ فسادات بڑھ گئے ، تو آپ ہر رنگ میں جماعت کی بہتری کے لئے کوشاں رہے اور اللہ تعالیٰ

کے فضل سے نتیجۃً جماعت احمدیہ کراچی معمولی نقصان کے سوا جانی اور مالی نقصان سے محفوظ رہی ۔ اس زمانہ کے حالات کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک یہ امر ضروری تھا کہ جماعت احمدیہ کراچی میں ایک صدر انجمن احمدیہ قائم کی جائے ۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر یہ قائم کی گئی ، جس کا ایک رکن خاکسار بھی تھا ۔ حضور کی ہدایت یہ تھی کہ تمام کارروائی محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کی ہدایات پر کرنی ہے ۔

چوہدری صاحب کی بے پناہ عقیدت

اور

حضرت صاحب کی بے مثال قدرشناسی

از مکرم صاحبزادہ مرزا مظفّر احمد صاحب لاہور (۱)

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم کی بیماری کے ایّام میں مجھے ایک بات کا علم ہوا جو میرے نزدیک ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے ۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس مختصر نوٹ میں وہ بات بھی ریکارڈ میں آ جائے ۔ اور ضمناً میں مرحوم کے بارے میں خود اپنے چند تأثّرات بھی اس موقع پر قلمبند کر دوں ۔

ہر انسان میں کوئی نہ کوئی وصف ایسا ہوتا ہے جو اسے دوسروں سے نمایاں کر دیتا ہے اور اس کی شخصیت کا گویا ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے ۔ چوہدری صاحب کی شخصیت میں نمایاں خُصوصیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے والہانہ عشق اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے غیر معمولی غیرت ، ایثار اور قربانی تھی ۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ چیزیں اُن کی روح کی غذا تھیں اور یہ عجیب بات ہے کہ یہی اوصاف ان کے والد محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم کے چاروں بیٹوں میں علیٰ قدرِ مراتب نمایاں نظر آتے ہیں ۔ یہ چاروں بھائی سلسلہ کے لئے غیر معمولی غیرت ، ایثار اور قربانی کا جذبہ رکھتے رہے ہیں ۔ اور انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے نہایت گہرا اور دِلی لگاؤ رہا ہے ۔ اس خاندان کی عجیب خوش قسمتی ہے جو اُن کے والدین کیلئے یقیناً بے پناہ روحانی سرور اور درجات کی بلندی کا موجب ہوتی ہو گی کہ یہ چاروں بھائی خادم دین رہے ہیں اور مختلف مقامات پر جہاں بھی رہے ہیں ۔ امارتِ سلسلہ کے عہدہ پر سرفراز اور دین کے لئے غیرت اور قربانی کے مقام پر فائز رہے ہیں ۔

مجھے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب سے ملاقات کا سینکڑوں دفعہ موقع مِلا

ہے وہ بے حد محبت سے ملتے تھے جو بعض مرتبہ ایسا رنگ اختیار کر لیتی تھی جو مجھ جیسے گناہ گار انسان کے لئے ندامت کا موجب ہوتا تھا ۔ لیکن ان سب ملاقاتوں میں جس واقعہ نے مجھ پر دائمی اثر چھوڑا وہ ایک جلسہ سالانہ کے ایام کا واقعہ ہے ۔ ہم دونوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر سننے کے لئے عام مجمع میں زمین پر بیٹھے تھے ۔ چوہدری صاحب کی ٹانگ کو تکلیف تھی اور میرے اندازہ کے مطابق وہ اس جگہ کافی تکلیف میں بیٹھے تھے کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو دعائیہ نظموں میں سے ایک نظم جو اپنی اولاد کیلئے دعاؤں پر مشتمل ہے ، خوش الحانی سے پڑھنی شروع کی ۔ اسوقت چوہدری صاحب کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے ۔ اور وُہ ہر بند پر بار بار آمین آمین کہتے جاتے تھے ۔ مجھے یُوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کا سارا جسم اس آمین کو کہتے ہوئے گویا مجسم دُعا بن رہا ہے ۔ اس واقعہ کو شاید سات آٹھ سال ہو گئے ہیں ۔ لیکن میں اب بھی جب چوہدری صاحب کے متعلق کبھی سوچتا ہوں تو سب سے پہلے منظر جو میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ یہی واقعہ ہے ۔ ان کے انداز میں کچھ اس قسم کا عشق اور خلوص تھا کہ بیان سے باہر ہے ۔

چوہدری صاحب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت

سی خدمات کا موقعہ مِلا ۔ لیکن اس لمبی خدمت میں غالباً سب سے نمایاں اور عظیم تر واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ۱۹۵۵ء کی شدید بیماری کے سلسلہ میں یورپ میں علاج کے لئے جانے کی تحریک اور جماعت کراچی کی کامیاب تنظیم ہے ۔ چوہدری صاحب مرحوم نے کراچی کی جماعت کی قیادت کو گویا ایک کسمپرسی کی حالت میں پایا اور اپنی ان تھک کوشش ، اخلاص ، قربانی اور تنظیمی قابلیت سے اسے ایسے مقام پر پہنچا دیا جو دوسری جماعتوں کے لئے مشعل راہ اور رشک کا باعث ہے ۔

میں دوسری باتوں میں کھو گیا ۔ لیکن اس نوٹ کے لکھنے کا اصل باعث ایک فقرہ تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی ایک پرائیویٹ مجلس میں ایک روز فرمایا ۔ گھر کی مستورات میں سے کسی نے حضرت صاحب کی خدمت میں خاندان کی ایک لڑکی کے بارے میں جس کا حضور کے ساتھ بڑا قریبی رشتہ ہے اور اس کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد گویا حضور کو ہی اس کے متعلق مربّی اور والد کی حیثیت حاصل ہے ، عرض کیا کہ اس کا معاملہ لٹک رہا ہے ۔ آپ جلدی کچھ فیصلہ فرما دیں ۔ حضور نے خفگی کے رنگ میں فرمایا ۔

مجھے چوہدری صاحب کی زندگی اس لڑکی سے زیادہ پیاری ہے

اسلئے میں ان کی بیماری کے دوران میں کوئی ایسا فیصلہ کرنا نہیں چاہتا ، جو اُن کے لئے تکلیف کا باعث بنے ۔ یہ بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے مقام خلافت اور حضور کے دِل میں چوہدری صاحب کی خدمات سلسلہ کے بارے میں قدردانی پر بے حدّ روشنی ڈالتی ہے ۔ یہ بات کسی کو سنانے کے لئے نہیں کہی گئی ۔ اور ایسے حالات میں کہی گئی جو خود لڑکی والوں کے لئے ایک گونا دُکھ کا رنگ رکھتا تھا ۔ لیکن ان حالات کے باوجود حضور نے یہ بات کہی اور صرف اسلئے کہی کہ حضور کے نزدیک روحانی اولاد کا مقام جسمانی اولاد سے بالاتر اور قریب تر ہے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ چوہدری صاحب مرحوم کو اپنی رضا اور قرب کا مقام عطا فرمائے ۔ اور ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو ۔ اور اُن کو سلسلہ کی خدمت اور غیرت میں اس مقام پر کھڑا رکھے ۔ جس پر اس

خاندان کی پہلی دونسلیں ایک امتیازی اور خصوصی شان سے قائم رہی ہیں ۔ آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار

مرزا مظفر احمد

لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء (۱)

مِنھُم مَن قضٰی نحبہ

میرا بھائی عبد اللہ خاں

— از محترم چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خاں صاحب نائب صدر عالمی عدالت ۔ ہیگ —

حلیم ، متواضع صابر اور کم گو تھا ۔ اسکے ہاتھ اور اس کی زبان سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا اور بہت ہیں جو اُن سے فیضیاب ہوئے ۔ پندرہ سال سے اس کا جسم مبتلائے الم تھا ۔ پچھلے تین سال تو اُس نے پیہم درد و کرب میں گزارے ۔ آخری چھ ماہ میں قلبی حُزن اور پریشانی بھی شاملِ حال ہو گئے ۔ اس کا نحیف جُثّہ اور اسکی ناتوان جان درد کی کِن کیفیات کے مورد

---

(۱) الفضل ۹ ظہور ۱۳۳۸ ہش اگست ۱۹۵۹ء

رہے ، اس کا دِل اور اس کا رب ہی جانتے تھے ۔ لیکن اس تمام عرصے میں اس نے سلسلہ عالیہ کی مُخلصانہ خدمت ۔ بنی نوع انسان کی گہری ہمدردی اور فرائضِ منصبی کی کماحقّہ سرانجام دہی میں کسی قسم کی سُستی یا کوتاہی سرزد نہیں ہونے دی ۔ نہ حرفِ شکایت زبان پر آنے دیا ۔ مرحبا یا عبد اللہ ۔ نعم الأخ

عبد اللہ خاں فرمانبردار بیٹا ۔ اطاعت گزار بھائی ۔ مونس و غمخوار خاوند ۔ شفیق و حنون باپ ۔ وفادار اور قابلِ اعتماد دوست تھا ۔ اس کا سینہ اور دِل نورِ ایمان سے معمور اور منوّر تھے ۔ اسلام اور سلسلہ کی بے حدّ غیرت رکھتا تھا ۔ حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ نبصرہ (اللّٰھمّ متعنا بطول حیاتہ برحمتک) کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اسے والہانہ عشق تھا ۔

مجھ حقیر و ناچیز ، پُرخطا و عِصیان کے ساتھ بھی اُسے گہری محبّت تھی ۔ فجزاء اللہ احسن الجزاء و جعل الجنّۃ العلیا مثواہ برحمتہ وھوارحم الرّاحمین ۔

عبد اللہ خاں عاجز انسان تھا ۔ اللہ تعالیٰ کے عفو اور غُفران اور اسکی رحمت کا مُحتاج ۔ اس کے تمام دُکھ اور درد ربّ العالمین کے حضور اس کی کمزوریوں اور خطاؤں کا کفّارہ ہوں ۔ اور وہ اپنے مولیٰ اور ربّ سے وافر رحمت کا سلوک دیکھے ۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔

میں نے اس کا پیارا چہرہ آخری بار ۱۵ فروری کی سہہ پہر کو کراچی کے مُطار پر دیکھا جب میں نے اسے لاہور کے سفر پر رُخصت کیا ۔ جب اُس نے

اس سفر کا ارادہ کیا تو مجھ سے کہا میں چلتا پھرتا تو نظر آتا ہوں لیکن میں اپنے اندر کوئی طاقت محسوس نہیں کرتا ۔ چونکہ مجبوری ہے ۔ اسلئے آمادہ ہو گیا ہوں ۔ لاہور پہنچنے کے بعد اسی رات اس کے سینے میں شدید درد ارو ساتھ تپ شروع ہو گیا ۔ چند دن کے بعد اس حالت میں کچھ افاقہ تو ہوا لیکن دراصل پھر طبعیت سنبھلی نہیں ۔ کمزوری بڑھتی گئی ۔ اور دبے ہوئے عوارض ظاہر ہونے شروع ہو گئے ۔ آخر

ایں جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست
روزے رُخش بینم و تسلیمِ وے کُنم

کا عہد ازلی وفا کیا ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتِ لا انتہا ، اور لطفِ بے پایاں پر تکیہ کرتے ہوئے دست بدُعا ہیں کہ عبد اللہ خاں درگاہِ الٰہ العالمین سے یہ خطاب سُنے :۔

یا ایتھا النّفس المطمئنّۃ ۔ ارجعی الیٰ ربّک راضیۃ
مرضیۃ فادخُلی فی عبادی وادخلی جنّتی

میرا جسم دور تھا ۔ لیکن میری روح اس عرصے میں عبد اللہ خاں کے گِرد بے قرار ربّ العٰلمین کے حضور اس کی صحّت اور تندرستی کیلئے زاری میں تھی ۔ میں جانتا ہوں کہ عبد اللہ خاں کی آنکھیں اپنے محبوب بھائی کے دیکھنے کو ترستی ہوں گی ۔ لیکن میری مجبوری اور میرے دل اور میری روح کی

کیفیت ضرور اس پر آشکار ہو گی ۔ عبد اللہ خاں اپنے ربّ کے بُلاوے پر لبّیک اللّٰھم لبّیک کہتا ہوا اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو گیا اور ہم بھی اپنے اپنے وقت پر وہیں جانے والے ہیں ۔ وہاں پھر کوئی جُدائی نہیں ۔ العینُ تدمعُ والقلب یحزن و لکن لا نقول اِلّا ما یرضی ربّنا و انّا بفراقک یا عبد اللہ لمحزونون ۔

دِل بدرد آمد ز ہجرِ اینچنیں یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوندِ کریم
اے خُدا بر تُربتِ او بارش رحمت بیار
داخلش کُن از کمال فضل در بیت النعیم

عاجز ظفر احمد

احباب کی تعزیت کا شکریہ
اور
جماعت کراچی کو مخلصانہ مشورہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت کراچی کی وفات حسرت آیات پر خاکسار کے نام کثیر التّعداد دوستوں اور جماعتوں کی طرف سے (جن میں بیرونی

(۱) الفضل ۲۵ جون ۱۹۵۹ء بدر ۲ جولائی ۔

ملکوں کے احباب اور جماعتیں بھی شامل ہیں) افسوس اور ہمدردی کے خطوط آ رہے ہیں ۔ میں ان سب دوستوں اور جماعتوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ جزاھم اللہ احسن الجزاء و عافاھم من کلّ شرّ و اٰفۃ ۔

حدیث میں ہمارے آقا صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب مومن آپس میں ایک جسم کے مختلف اعضا کی طرح ہوتے ہیں ۔ جس طرح جسم کے کسی ایک عضو میں درد ہونے سے سارا جسم بے چین ہونے لگتا ہے اسی طرح مومنوں کی جماعت کا حال ہے کہ ایک بھائی کے حادثہ یا صدمہ سے ساری جماعت بے کل ہو جاتی ہے ۔ یقیناً یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا عظیم الشان معجزہ ہے ۔ جس نے ہم سب کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب کی طرح بھائی بھائی بنا دیا ہے ۔ اور انشاء اللہ جماعت اس وقت تک ترقّی کرتی جائے گی ۔ جبتک کہ یہ دینی اخوّت قائم رہے گی ۔ کیونکہ اتّحاد اور محبّت میں ہی قومی ترقّی کا راز ہے ۔

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم واقعی بڑی خوبیوں کے مالک تھے ۔ ان کی وہ خدمات جن کی ان کو اپنی زندگی کے آخری سالوں میں کراچی کے امارت کے زمانہ میں توفیق ملی خصوصیّت سے بہت نمایاں ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک عام جماعت اخلاص اور قربانی اور تنظیم میں خدا کے فضل اور توفیق سے ایک مثالی جماعت ہو گئی ۔ فجزاء اللہ احسن الجزاء ورفع درجاتہ فی السمآء ۔

دوست تو غالباً صرف اس بناء پر مجھے ہمدردی کے خطوط لکھ رہے ہیں ۔ کہ میں نے چوہدری صاحب کی بیماری میں ان کے لئے بار بار دعا کی تحریک کی ۔ مگر شاید ان کو یہ علم نہیں کہ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے ساتھ میرے پانچ جہت سے خاص تعلقات تھے ۔

اوّل ۔ ان کی اہلیہ عزیزہ آمنہ بیگم سلمھا کی والدہ مرحومہ (جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں) میری دودھ کی بہن تھیں ۔

دوسرے ۔ خود عزیزہ آمنہ بیگم سلمھا میری رضاعی بیٹی ہیں ۔ یعنی انہوں نے عزیز مظفر احمد سلمہ کے ساتھ امّ مظفر احمد سلمھا کا دودھ پیا ہوا ہے ۔

تیسرے ۔ محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب جو چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے بڑے بھائی ہیں ۔ وہ میرے کالج کے زمانہ کے بہت عزیز دوست ہیں ۔ جس کے بعد ان کے ساتھ مسلسل اخوت اور رفاقت کا خاص رشتہ چلا آیا ہے ۔ (اللہ تعالیٰ ان کو ۔۔ خدمتِ دین کی لمبی عمر دے)۔

چوتھے ۔ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے والد بزرگوار یعنی محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم کے ساتھ بھی اس خاکسار کے بہت تعلّقات تھے ۔ بلکہ جب وہ پہلی دفعہ ہجرت کرکے قادیان آئے اور ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے تو وہ کافی عرصہ تک میرے پاس میرے مکان پر ہی ٹھہرے تھے ۔

پانچویں ۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے اوصاف اور ان کی جماعتی خدمات اور امامِ جماعت کے ساتھ چوہدری صاحب کی والہانہ محبّت کی وجہ سے میرے دِل میں ان کی بڑی قدر تھی ۔ پس میں پھر ان بھائیوں اور بہنوں اور جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے روحانی اخوت کی بناء پر چوہدری صاحب کی وفات پر میرے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے ۔ وجزاھم اللہ خیرًا ۔

بالآخر میں جماعت احمدیہ کراچی سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ کہ یہ زندگی عارضی ہے اور ہر انسان نے بہرحال جلد یا بدیر مرنا ہے ۔ مگر ترقّی کرنے والی جماعتوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی فَرد وفات پاتا ہے تو وہ اس کی وفات کی وجہ سے جماعت میں کسی قسم کا خلا نہیں پیدا ہونے دیتے ۔ بلکہ اگر ایک شخص مرتا ہے تو اسکی جگہ لینے کے لئے (نام کی جگہ نہیں بلکہ حقیقی قائم مقامی کے لئے) دس کام کے آدمی پیدا ہو جاتے ہیں ۔ پس جماعت کراچی کا اس موقعہ پر اوّلین فرض ہے کہ وہ اس ترقّی کے مقام میں ہرگز کمی نہ آنے دیں ۔ جس پر وہ اس وقت خدا کے فضل سے پہنچ چکی ہے ۔ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ دینی جماعتوں کی ترقّی کی بنیاد ایمان اور عمل صالح کے بعد اصولًا چار باتوں پر ہوتی ہے یعنی ۔

اوّل اخلاص ۔ دوسرے ۔ قربانی ۔ تیسرے تنظیم اور چوتھے اتحاد پس

جبکہ خدا کے فضل سے کراچی کی جماعت کو یہ چار باتیں بصورتِ احسن حاصل ہو چکی ہیں تو ان کا فرض ہے کہ اس مقدس چار دیواری کو نہ صرف قائم رکھیں ۔ بلکہ اسے بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں ۔ جماعتوں کی زندگی میں سکون بالکل نہیں ہوا کرتا ۔ بلکہ یا تو وہ ترقّی کرتی ہیں اور یا گِر جاتی ہیں ۔ جو جماعت ان چار باتوں میں ترقّی نہیں کر رہی وہ سمجھ لے کہ وہ خواہ محسوس کرے یا نہ کرے وہ یقیناً گِر رہی ہے ۔ اور اگر خدانخواستہ وہ نہ سنبھلی تو اس کا تنزل عنقریب نمایاں ہو کر ظاہر ہو جائیگا جس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے ۔

ایک اور بات جو جماعت کو یاد رکھنی چاہئے وہ مستورات اور اولاد سے تعلّق رکھتی ہے ۔ اگر کوئی جماعت اپنی مستورات کی تربیت کا خیال نہیں رکھتی ۔ تو وہ جان لے کہ وہ خود اپنی موت کو قریب لا رہی ہے ۔ جو اسے اگلی نسل میں یقیناً آ دبوچے گی ۔ پس میری نصیحت یہی ہے کہ کراچی کے دوست جماعتی ترقّی کی اس چار دیواری کو مضبوطی کے ساتھ برقرار رکھیں ۔ یعنی اخلاص اور قربانی اور تنظیم اور اتّحاد کے اعلیٰ مقام پر قائم رہیں ۔ اور پھر اپنی ترقّی کو دائمی بنانے کے لئے اگلی نسل کی فکر بھی کریں جس کے لئے مستورات اور نوجوانوں کی تنظیم اور تربیت کی طرف خاص توجّہ ضروری ہے ۔ بلکہ مستورات کی تربیت کا تعلّق تو صرف اگلی نسل کے ساتھ ہی نہیں بلکہ موجودہ نسل کے آدھے دھڑ کے ساتھ بھی ہے ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احبابِ کراچی کے ساتھ ہو اور اُن کا حافظ و ناصر رہے ۔ اور ان کو اپنے فضل سے ایسا گڈریا عطا فرمائے جو چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم کا اچھا قائم مقام ثابت ہو آمین یا ارحم الراحمین (۱)

---

(۱) الفضل ۴ جولائی ۱۹۵۹ء و بدر ۱۶ جولائی ۔

تحسین و آفریں

(۱) از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ ۔ احمدیت کے یہ قابلِ فخر نوجوان اپنے اخلاص و فدائیت اور قربانی اور انتظامی قابلیت میں اکثروں کے لئے ایک قابلِ رشک نمونہ تھے ۔ ان کی کراچی کی خدمات خصوصًا بہت ممتاز ہیں جہاں انہوں نے ایک نسبتًا کمزور جماعت کو پایا اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل و نصرت سے اس جماعت کو ایک مثالی جماعت بنا دیا جو اپنی تنظیم اور اخلاص اور مالی قربانی میں پیش پیش ہے ۔

(۲) حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا :۔

چوہدری صاحب کی منظّم کردہ جماعتِ کراچی کی تنظیم کی تعریف مشاورت ۱۹۵۷ء میں کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا چندہ بڑھاتے بڑھاتے اب ساری جماعت (پاکستان) کے چندہ کا پانچواں حصّہ ہو گیا ہے ۔ دیگر جماعتوں کو اس جماعت پر رشک کرنا چاہیے ۔

مشاورت ۱۹۵۹ء میں جماعت کراچی کی تعداد (چندہ دہندگان) کا ذکر کرتے ہوئے کہ چودہ صد ہے ، فرمایا کہ

"اسوقت صرف کراچی کی جماعت اچھا کام کر رہی ہے ۔ انہوں نے ڈسپنسری بھی قائم کر لی ہے اور دو مسجدیں بھی بنا لی ہیں"

اور مزید فرمایا کہ کراچی کی طرح سارے مُلک میں مساجد و شفا خانے بلکہ مدارس اور کالج بھی کھولے جاسکتے ہیں ۔ (رپورٹ صفحہ ۳۳)

چوہدری محمدؒ عبد اللہ خاں صاحبؓ اور اُن کے دو برادران کا نام لیکر فرمایا کہ طویل مُدّت پہلے مجھے رؤیا میں بتلایا گیا کہ یہ تینوں میرے بیٹے ہیں اور پھر ان تینوں کو جماعتی خدمت کی توفیق ملی ۔

"اس (رؤیا) کے بعد چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کراچی میں کام کرنے کی توفیق دی"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ (حضرت حسین بی بی صاحبہ) مرحومہ کے خاندانوں کو اُن کی دعاؤں کی برکات سے محروم نہ کرے اور وہ ان کی وفات کے بعد بھی اُن کے حق میں پوری ہوتی رہیں"۔

"اللہ تعالیٰ انہیں اور انکے شوہر کو جو نہایت مؤدّب و مخلص خادم سلسلہ تھے ، اپنے انعامات سے حصّہ دے اور اپنے قُرب میں جگہ دے اور اُن کی اولاد کو اپنی حفاظت میں رکھے" (الفضل ۲۲/۵/۳۸)

(حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ) ایسے مُخلص انسان اور ان کی اولاد سے مجھے خاص محبّت ہے ۔ (رپورٹ مشاورت ۱۹۲۷ء)

اللّٰھمّ صلّی علیٰ محمد وآل محمدّ وبارک
وسلّم انک حمید مجید

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین